

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No. 057214
MAILSI



TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

من عمل صالحا من ذكر او انثى وهو مؤمن فلنحيينه حيوة طيبة

الحمد للہ والمنہ کہ رسالہ مبارکہ

حیوۃ المسلمین

از تصانیف مقبولہ
مجدد الملت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہ

مع

شرح مقدمہ

از حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند دامت افاداتہم

جس میں

وہ مسائل کا صحیح علم بہشتی زیور سے زیادہ واضح بیان کیا گیا ہے

بماہ جمادی الاولیٰ [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

یک من و خیل آرزو دل بچہ مدعا دہم
تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

تاریخِ اسلام کے ایک ہزار سال کس آب و تاب شان و شوکت عروج واقبال کے ساتھ گذرے اپنوں سے زیادہ بیگانوں کی زبانیں طوعاً یا کرہاً اُسکے محیر العقول کارناموں کی معترف ہیں۔ اِس میں بہت طویل زمانہ ایسا بھی گذرا کہ سارا عالم کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے ماننے والوں کے زیر نگین تھا۔ کوئی قابلِ ذکر سلطنت و ریاست نہ تھی جو مسلمانوں کی باج گذار نہ ہو۔ اِس ایک ہزار سالہ دور میں دو خلفشار اور باہمی افتراق کے فتنے ضرور ہوئے مگر اسلام اور مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار پر مجموعی اور عمومی طور سے کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔ فتنے آئے اور بادل کی طرح پھٹ گئے۔ بقول اقبال مرحوم۔

رُکتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا

لیکن تقریباً گیارھویں صدی ہجری اور سترھویں صدی عیسوی جو مسلمانوں کے مسلسل اور عمومی انحطاط اور اقوام یورپ کے خروج و عروج کا زمانہ ہے اُس سے مسلمانوں پر مسلسل فتنوں کے طوفان اور تمام شعبہائے زندگی کے علمی عملی

اخلاقی۔ معاشرتی۔ سیاسی۔ اقتصادی حالات میں عالمگیر انحطاط اس تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے کہ اُن کے موجودہ حالات کو پچاس برس پہلے زمانہ کے ساتھ موازنہ کرنے لگیں تو یہ محسوس ہوگا کہ وہ کوئی اور قوم تھی یہ کوئی دوسری قوم ہے ؎

میخانہ نے رنگ و روپ بدلا ایسا
میکش میکش رہا نہ ساقی ساقی

صالحین و مصلحین سے اس اُمت کا کوئی دور الحمد للہ خالی نہیں رہا اور انشاء اللہ آئندہ بھی خالی نہ رہے گا مگر اکثریت و قلت اور درجات و مراتب کا فرق اسی رفتار انحطاط کی طرح ان میں بھی بڑھا۔ اس جماعت میں قلت بھی آگئی اور ضعف بھی۔ لیکن حسب وعدہ حدیث یہ جماعت ہر جگہ ہر زمانہ میں مسلمانوں کے امراض کی تشخیص اور علاج کی تجویز اور اصلاح کی تدبیر میں اپنا منصبی فرض ادا کرتی رہی سیف اور قلم کو دونوں معرکوں میں انہی حضرات کی قیادت و رہبری کارگر ثابت ہوئی۔ ہندوستان میں ولی اللّٰہی خاندان کے درخشان نجوم ہدایت سے لے کر قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہما اور ان کے اصحاب و رفقاء کی مساعی جمیلہ اور ان کے مبارک اثرات و نتائج آج بھی بحمد للہ نمایاں باقی ہیں۔

ہمارے اس آخری دور میں بقیۃ السلف حجۃ الخلف مجدد ملت حضرت سیدی حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کو حق تعالیٰ نے حقیقی معنی میں حکیم الامت بنایا تھا مسلمانوں کی صلاح و فلاح کی فکر اُن کی حوائج طبعیہ میں داخل اور عمر کے بیشتر اوقات کا اہم مشغلہ ہوگئی تھی۔

ٹھیک چودھویں صدی ہجری کا شروع اس مجدد وقت کے اصلاحی کاموں کے
آغاز کا وقت ہے۔ سنہ ۱۳۰۱ھ ہجری میں آپ کو دارالعلوم دیوبند سے علوم دینیہ کی تکمیل
پر سند فراغت اور آئمہ و اقطاب زمانہ کے ہاتھوں دستار فضیلت ملتی ہے۔ درس
و فتویٰ کا کام تو دارالعلوم ہی میں اساتذہ کے سامنے شروع ہو چکا تھا اب مستقل طور
پر کانپور قیام فرما کر درس و فتویٰ کے تبلیغ و ارشاد اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ
بھی مجددانہ جذبہ کے ماتحت شروع ہو گیا۔ دین کے ہر رخنہ پر نظر اور اس کی اصلاح
کی فکر اُمت کی ہر ضرورت کا خیال اور اس کی صحیح و سہل تدبیریں حق تعالیٰ نے آپ
پر القاء فرمائی اور پورے پندرہ سال کانپور کے قیام میں یہ سلسلہ دور دراز تک پہونچ
گیا اس کے بعد بمقتضائے جاذبۂ الٰہیہ خالص اصلاح و ارشاد کا داعیہ غالب آیا اور
سنہ ۱۳۱۵ھ میں کانپور کی ملازمت ترک فرما کر تھانہ بھون میں قیام کیا اور خدمت و
اصلاح خلق کے جتنے شعبے ہو سکتے تھے ہر شعبہ اور ہر راستہ سے تن تنہا وہ خدمات
انجام دیں کہ بڑی بڑی جماعتیں اور ادارے اس کا عشر عشیر کرنے سے عاجز ہیں۔
خلوت اور گوشہ نشینی طبعاً محبوب ہونے کے باوجود مجددانہ جذبہ نے آپ کو گوشہ
سے نکالا اور ملک کے چپہ چپہ گوشہ گوشہ میں پہونچ کر مواعظ حسنہ اور زبانی تبلیغ اور
مخصوص انداز اصلاح سے مسلمانوں کو بیدار کیا اس کے ساتھ تربیت سالکین اور
تصنیف و فتویٰ وغیرہ کے مشاغل پہلے سے زیادہ جاری رہے سنہ ۱۳۱۵ھ سے سنہ ۳۰
تک ٹھیک پندرہ سال اس طرز کا سلسلہ اصلاح و خدمت خلق جاری رہا
سنہ ۱۳۳۱ھ ضعف و امراض اور بعض دوسرے اسباب سے سفر ترک فرما کر
عدم سفر کا اعلان شائع فرمایا۔ اور اب یکسوئی کے ساتھ افاضۂ باطنی اور تربیت

سالکین اور خدمت خلق کا گویا نیا باب شروع ہوا جس میں فتویٰ اور تصنیف تالیف اور مقامی مواعظ و ملفوظات کا ایک خاص نہج ہوگیا جس کا رنگ و اثر پہلے سے کہیں قوی تر تھا اور جس نے گویا ملک کے گوشہ گوشہ کو نور ہدایت سے بھر دیا۔

وراثت نبوت یا جذبہ مجددیت سے جو شفقت علی الخلق اور اصلاح مسلمین کی فکر آپ پر ہمہ وقت مسلط تھی اس سے آپ کا سونا جاگنا رفتار و گفتار آرام و راحت سب کا سب اسی شغلہ کی نذر کر دیا۔

جہاں کہیں مسلمانوں پر کوئی مصیبت آتی یا کسی پریشانی کی خبر آئی وہ غم میں اس طرح گھلنے لگتے تھے جیسے کسی شفیق باپ کی صلبی اولاد پر کوئی مصیبت آئی ہو ؎

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہان کا درد ہمارے جگر میں ہے

اس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس دور پر فتن میں ایسے جذبہ رکھنے والے کو چین و آرام کہاں۔ خود احقر نے بارہا دیکھا کہ جب کوئی فتنہ مسلمانوں میں چلا جس سے اُن کی دینی یا دنیوی تباہی کا خطرہ تھا تو حضرت کا نظام صحت مختل اور قویٰ میں ضعف و اضمحلال نظر آنے لگتا تھا ایک ایسے ہی فتنہ کے زمانہ میں خود فرمایا کہ

"مسلمانوں کی موجودہ حالت اور اس نتائج کا تصور اگر کھانے سے پہلے آجاتا ہے تو بھوک اڑ جاتی ہے اور سونے سے پہلے آجاتا ہے تو نیند اڑ جاتی ہے"

سنہ ۱۳۴۶ھ میں مسلمانوں کی دین و مذہب سے عام غفلت اور اس کی وجہ سے اُن پر عالمگیر مصائب کے طوفان پیہم کے مشاہدہ اور خطرات آئندہ کے اندیشہ نے کچھ ایسی حالت کردی کہ حضرت والا کی صحت پر اثر پڑنے لگا۔ اضمحلال ہوگیا۔ شب و روز یہ فکر رہتی تھی کہ اس کا علاج کیا ہو۔ اور کس طرح ہو۔

بآخر رحمت خداوندی نے دستگیری فرمائی اور ۲۰ر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۴۶ھ[عہ] کی نماز صبح میں قلب مبارک پر وارد ہوا کہ بعض اعمال خاصہ ایسے ہیں جن کا التزام کرنے سے مسلمانوں کے یہ مصائب دُور ہوسکتے ہیں کیونکہ اِن اعمال کو جہل اور افلاس اور تشویش کے دور کرنے میں خاص دخل ہے اور یہی تین چیزیں ہیں جن پر تمام مصائب مرتب ہیں اسی وقت عزم فرمایا کہ اُن اعمال خاصہ کو مرتب کر کے عام مسلمانوں میں ان کی اشاعت کا پورا اہتمام کیا جائے۔ چنانچہ یہ پچیس ۲۵ اصول حیات[عہ] علیحدہ علیحدہ جمع فرما کر ہر ایک کو روح کے نام سے اور مجموعہ کو حیوٰۃ المسلمین کے نام سے موسوم فرما کر شائع کیا۔ شروع میں ایک نہایت اہم مقدمہ تحریر فرمایا جس میں قرآن کریم کی اکیس ۲۱ آیتوں سے یہ ثابت فرمایا کہ مسلمانوں کی یہ پریشان حالی اور تباہی خود اُن کے اعمال و افعال کے ثمرات ہیں۔ ؎

درد سر ما ہمیں سر ماست
بارے کہ بدوش ماست دوش ست

عہ عجیب بات ہے کہ اس مقدمہ کی شرح کا اتفاق بھی احقر کو تصنیف سے پورے بیس سال کے بعد ٹھیک ۲۰ر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۶۶ھ کو ہوا۔ ۱۲ محمد شفیع ۱۲

عہ یہ مضمون خود حضرت والا نے دیباچہ حیوٰۃ المسلمین کے عربی حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے ۱۲ محمد شفیع

اور یہ کہ آج تک جو جو تدبیریں اصلاح حال اور رفع مصائب کی کیگئی وہ سب اسی لیئے ناکام رہی کہ اسباب مرض کی طرف نظر نہیں ہوئی اور اُن کے ازالہ کی صحیح فکر نہیں کی گئی۔

حیوٰۃ المسلمین کی پچیس ارواح کی تصنیف میں حضرت والا نے اس کا خاص اہتمام فرمایا کہ مشکل سے مشکل مضمون کو سہل سے سہل کر کے لکھا تاکہ ہر خاص وعام اس سے بآسانی مستفید ہو سکے۔ اور اسی اہتمام کی بنا پر خلاف معمول اس کی تصنیف میں حضرتؒ کو کئی کئی مسودے بدلنے پڑے۔

دوران تصنیف میں ایک روز احقر حاضر خدمت ہوا تو حیوٰۃ المسلمین کی ایک روح کا مسودہ دو ورق میں لکھا ہوا ہاتھ میں تھا۔ فرمایا کسی تصنیف میں مجھے اتنا تعب نہیں ہوا جتنا اس کی تصنیف میں ہوتا ہے کیونکہ ہر جگہ علمی اشکالات کی رعایت کے ساتھ اُن کو سہل اور سلیس اور فہم عوام کے قابل بنانے کی فکر رہتی ہے۔ اسی لیئے اس روح کا لکھا لکھایا ایک مسودہ چاک کر کے دوبارہ لکھا ہے۔

البتہ مقدمۃ حیوٰۃ المسلمین چونکہ کوئی عملی حصہ نہ تھا اس میں اس سہولت و سلاست کا اہتمام نہیں کیا گیا وہ عالمانہ زبان اور علمی اصطلاحات پر مشتمل ہونے کے سبب دقیق و مشکل رہ گیا لیکن چونکہ اس مقدمہ میں مسلمانوں کی تباہی کے اصلی سبب اور اُن ارواح کے مؤثر علاج ہونے کو قرآن و حدیث سے مدلل کر کے ثابت کیا گیا جو عمل کیلئے داعی اور محرک ہے اس لیئے ضرورت معلوم ہوئی کہ اس کو بھی واضح اور سلیس و سہل کر کے لکھ دیا جائے تاکہ اس پر عمل کا شوق

ورغبت پیدا ہو۔ اِس کی تسہیل کی ایک صورت یہ تھی کہ حضرت کی تحریر پر حواشی لکھ کر مشکل الفاظ و مضامین کی توضیح کر دی جائے مگر آجکل کی سہولت پسند طبیعتیں اِس سے بھی مشوش ہوتی ہیں اس لیئے یہ صورت اختیار کی گئی کہ اول مضامین مقدمہ کو اپنی عبارت میں واضح کر کے لکھدیا جاوے پھر حضرت کی اصل تحریر کو بھی مع مختصر تسہیل بصورت حواشی کے لکھ کر پیش کیا جاوے۔ واللہ الموفق والمعین۔

مقدمہ حیوۃ المسلمین چند مضامین پر مشتمل ہے

اوّل یہ کہ حقیقی زندگی دنیا و آخرت میں صرف اللہ تعالیٰ کے فرمان برداروں کا حق اور حصہ ہے خدا کے نافرمان اور باغی حقیقی حیات سے دونوں جگہ محروم ہیں اس مضمون کو قرآن کی سنتو آیتوں سے ثابت کیا گیا ہے۔

دوم خدا کے نافرمان اور باغیوں کو جو دنیا کی ظاہری اور چند روزہ حیات میں اسباب آسائش و آرائش دیئے جاتے ہیں اس کا راز

سوم دنیا و آخرت کی ہر فلاح اور حقیقی و دائمی راحت و اطمینان و سکون صرف قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں منحصر ہے اس کو چھوڑ کر دوسری تدبیروں میں لگنا مسلمانوں کے لیئے بدبختی اور ناکامی ہے۔

چہارم ابنائے عصر (موجودہ اسلامی برادری) کو اِس پر تنبیہ کہ وہ مصائب سے پریشان ہو کر مختلف تدبیروں کی طرف دوڑتے ہیں لیکن افسوس کہ جو تدبیر نافع محض ہے اور ہزاروں سال کے تجربہ و مشاہدہ سے اُس کا نفع یقینی

ہے اسی کی طرف نہیں آتے۔ یعنی تعلیمات قرآن اور ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پنجم قرآن و حدیث کے بتلائے ہوئے اعمال کو قومی فلاح اور دفع مصائب میں دخل و تاثیر کی صورت۔
اِن پانچوں مضامین کو شرح مقدمہ میں ترتیب وار کسی قدر تفصیل کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

(۱) حقیقی زندگی صرف اللہ کے فرمانبرداروں کا حصہ ہے

تمہاری قوم کی تو بہر بنا ہے دین و ایمان پر
تمہاری زندگی موقوف ہے تعمیل قرآن پر
تمہاری فتحیابی منحصر ہے فضل یزداں پر
نہ قوت پر نہ کثرت پر نہ شوکت پر نہ ساماں پر

قرآن کریم نے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ آنے والی تعلیمات کو جابجا کہیں روح کے نام سے کہیں حیات کے اور کہیں نور کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ مثلاً آیات ذیل میں ارشاد ہے۔

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ	جو شخص پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسکو زندہ بنا دیا۔ اور ہم نے اُس کو ایک ایسا نور دیدیا کہ وہ اُس کو لئے ہوئے لوگوں میں چلتا پھرتا ہے کیا ایسا شخص اُس شخص کیطرح ہو سکتا ہے جس کی حالت یہ ہو کہ تاریکیوں میں ہو اُنسے نکلنے نہیں پاتا ۔۱۲
وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا	اور اسی طرح ہم نے روح (یعنی وحی)

مِنْ اَمْرِنَا۔	بھیجی ہے اپنے حکم سے ۱۲۔
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ط (انفال)	اے ایمان والو تم اللہ و رسول کے حکم کو بجالایا کرو جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کیطرف بلاتے ہوں
اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط	اُن لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا اور انکو اپنی روح (یعنی اپنے فیض سے) قوت دی۔

آیات مذکورہ میں قرآنی تعلیمات کو حیات اور روح سے موسوم کیا گیا ہے جس سے مراد اُخروی اور دائمی زندگی ہونا تو ظاہر ہی ہے اور حضرت عروہ بن زبیر وغیرہ کے نزدیک حیات دنیوی کو بھی شامل ہے۔ (روح المعانی، ابن کثیر)

اور مندرجہ ذیل آیات سے یہ بات بصراحت و وضاحت ثابت ہے کہ حقیقی زندگی اور راحت دنیا میں بھی صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمانبرداروں کا حصہ ہے۔ نافرمان دنیا میں بھی حقیقی زندگی اور حقیقی راحت سے محروم ہیں ارشاد ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً وَّلَنَجْزِیَنَّهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (سورہ نحل)	جو کوئی نیک کام کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اُس شخص کو دنیا میں بالطف زندگی دیں گے اور آخرت میں اُن کے اچھے کاموں کے عوض میں اُن کو بدلہ دیں گے۔

محققین ائمہ تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہم نے اس آیت میں حیات کی

تفسیر حیات دنیوی ہی سے کی ہے اور فرمایا ہے کہ حیات طیبہ سے وہ زندگی مراد ہے جس میں سکون و اطمینان حاصل ہو (روح المعانی) اور یہ زندگی صرف اُن لوگوں کو حاصل ہو سکتی جن کو قناعت کی دولت نصیب ہو اور جو کچھ حق تعالیٰ نے اُن کی قسمت میں لکھ دیا ہے اُس پر راضی ہوں۔ حرص طمع سے آزاد ہوں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ حیات صرف اہل ایمان مطیعان حق کو ہی میسر ہو سکتی ہے۔ خدا کے نافرمان اور باغی کو یہ زندگی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کی زندگی ہزار اسباب راحت اور ہر قسم کی نعمت و دولت کے موجود ہوتے ہوئے بھی تنگ اور بے لذت ہوتی ہے وہ اپنی حرص و طمع کیوجہ سے کسی حد پر مطمئن نہیں ہوتا ہر وقت دولت بڑھانے کی فکر میں سرگرداں رہتا ہے اور جب کوئی امر اپنے ذہنی منصوبہ کے خلاف آتا ہے تو تقدیر الٰہی پر رضا نہ ہونے کے سبب اتنا پریشان ہو جاتا ہے کہ بسا اوقات خودکشی کی نوبت آجاتی ہے۔ جیسے آجکل کے سرمایہ داروں کے بہت وقائع اس پر شاہد ہیں۔ اسی مضمون کو آیت ذیل میں بصراحت بیان فرمایا گیا ہے

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی (سورۃ طٰہٰ)	جو شخص میری نصیحت سے اعراض کریگا تو اس کیلئے (قیامت سے پہلے دنیا اور قبر میں) تنگی کا جینا ہوگا۔ اور قیامت کے دن ہم اُس کو اندھا کر کے (قبر سے) اٹھاویں گے۔

نصیحت سے اعراض کرنے والوں کیلئے جس تنگ زندگی کی وعید اس آیت میں ہے بعض ائمۂ تفسیر نے اُس کی مراد برزخ اور قبر کی زندگی قرار دی اور بعض نے یہی دنیا کی زندگی محققین ائمہ تفسیر حضرت عطاء اور سعید بن جُبیر وغیرہ سے ہی منقول

ہے (روح المعانی)، اور صحیح یہ ہے کہ دونوں میں کوئی تعارض ومنافات نہیں اس کی زندگی دنیا میں بھی تنگ رہے گی اور قبر میں بھی (بیان القرآن)،

نیز اہل جہنم کے متعلق ایک اور آیت میں مذکور ہے۔

ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ	نہ اس (دوزخ) میں مر ہی جاوے گا اور نہ (آرام کی زندگی) جیے گا۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ جس حیات میں راحت اور حلاوت نہ ہو وہ زندگی اگرچہ صورت اور ظاہر کے اعتبار سے موت نہیں مگر معنی اور حقیقت کے اعتبار سے زندگی کہلانے کی بھی مستحق نہیں۔ اور تجربہ شاہد ہے کہ خدا کے باغی اور نافرمان کو زندگی کی حلاوت کبھی میسر نہیں ہو سکتی اول تو وہ اپنی حرص وطمع کے سبب کسی حد پر قناعت نہیں کرتا ہمیشہ دولت بڑھانے کی فکر میں سرگرداں وپریشان رہتا ہے۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی بڑے سے بڑے انسان کی ہر تمنا اور ہر مقصد پورا نہیں ہوتا خدا تعالیٰ کے فرمانبردار اہل ایمان کو تو ایسے وقت تقدیر الٰہی پر رضا اور خلاف مراد چیزیں پیش آنے پر آخرت کے ثواب سے تسلی ہو جاتی ہے۔ اور نافرمان باغی ان دونوں سے محروم ہونے کے سبب پریشان ہی پریشان رہتا ہے غرض مدعا حاصل ہوا تو اس کی فکر میں سرگرداں اور نہ ہوا تو اس کے غم میں حیران وپریشان دونوں حالتوں میں اس کو سکون قلب اور اطمینان جو ہر راحت وحیات کی روح ہے حاصل نہیں ہوتی ؎

اگر دنیا نباشد دردمندیم
وگر باشد بمہرش پائے بندیم

ان تینوں آیات کے مجموعہ سے یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی کہ حقیقی

زندگی جو آرام و اطمینان اور سکون و سرور کا نام ہے وہ دنیا میں بھی صرف حق تعالیٰ کے فرمانبرداروں کا حق اور حصہ ہے۔ کافر و فاجر اِس سے دنیا میں بھی محروم ہے۔ گو ظاہری دولت اور سامان راحت اس کے پاس کتنا ہی دکھائی دے مگر سامان راحت سے راحت حاصل ہونا ضروری نہیں۔ یہ مضمون قرآن کریم کی بہت سی آیات سے ثابت ہے جن میں سے سوؔ آیتیں اس کے ثبوت کے لئے مقدمہ حیوٰۃ المسلمین کے حاشیہ میں حضرت سیدی حکیم الامت قدس سرہٗ نے جمع فرمائی ہیں ان آیات کو مع ترجمہ و مختصر فوائد کے یہاں لکھا جاتا ہے۔

واللہ الموفق و المعین

قرآن مجید کی سو آیتیں

(الف) مسلمانوں کی دنیوی فلاح و ترقی بھی اتباعِ قرآن ہی میں منحصر ہے۔
(ب) اُن کے جملہ مصائب اس سے غفلت و اعراض کی وجہ سے ہیں۔
مندرجہ ذیل سو آیات قرآنیہ میں سے بعض کا مضمون یہ ہے کہ دنیا میں بھی نیک اور فرمانبردار بندوں کے لئے چین اور راحت ہے اور بعض کا حاصل یہ ہے کہ احکام الٰہیہ کی مخالفت کرنے والوں کے لئے دنیا میں بھی مصیبت اور تکلیف ہے۔

صد آیات قرآنیہ مع ترجمہ و مختصر فوائد مع تعیین پارہ و رکوع

آیات۔ (۱) فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ۔ پ ع۔
ترجمہ۔ سو تم اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو جاؤ پھر بعض آدمی بعض آدمیوں کو قتل کرو۔
(۲) فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ پ ع۔
ترجمہ۔ سو بدل ڈالا اُن ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس (کے کہنے) کی اُن سے فرمائش کی گئی تھی اس پر ہم نے نازل کی اُن ظالموں پر ایک آفت سماوی اس وجہ سے کہ وہ عدول حکمی کرتے تھے۔
(۳) وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ

بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۝ پ ۱ ع ۷

ترجمہ۔ اور جم گئی اُن پر ذلت اور پستی کہ دوسروں کی نگاہ میں قدر اور خود اُن میں اولوالعزمی نہ رہی اور مستحق ہو گئے غضبِ الٰہی کے (اور) یہ اس وجہ سے (ہوا) کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکامِ الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو (کہ وہ قتل خود اُنکے نزدیک بھی) ناحق (ہوتا) تھا اور (نیز) یہ اس وجہ سے (ہوا) کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ (اطاعت) سے نکل نکل جاتے تھے۔

(۴) فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰۤى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ پ ۱ ع ۱۰

ترجمہ۔ سو اور کیا سزا ہونا چاہیے ایسے شخص کی جو تم لوگوں میں ایسی حرکت کرے بجز (اس کے کہ) رسوائی ہو دنیوی زندگانی میں۔ اور روزِ قیامت کو بڑے سخت عذاب میں ڈالدیئے جاویں

(۵) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآئِفِیْنَ ۝ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ پ ۱ ع ۱۳

ترجمہ۔ اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہو جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں اُن کا ذکر (اور عبادت) کیے جانے سے بندش کرے اور اُن کی ویران ہونے (کے بارے) میں کوشش کرے ان لوگوں کو تو کبھی بے ہیبت (اور بیباک) ہو کر ان میں قدم بھی نہ رکھنا چاہیئے تھا (بلکہ جب وہ جاتے ہیبت اور ادب سے جاتے) ان لوگوں کو دنیا میں بھی رسوائی (نصیب) ہو گی اور (اُن کو) آخرت میں بھی سزائے عظیم ہو گی۔

(۶) وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ
وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ پ ۲ ع ۹۔

ترجمہ۔ اور بعضے آدمی (جو کہ مومن ہیں) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجئے اور آخرت میں بھی بہتری دیجئے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچائیے۔ ایسے لوگوں کو (دونوں جہان میں) بڑا حصہ ملے گا بدولت اُن کے عمل کے اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب کا۔

(۷) وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ
ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝
فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَ
الْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ پ ۳ ع ۱۴

ترجمہ۔ اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں اُن لوگوں پر جو کہ (تمہارے) منکر ہیں روز قیامت تک پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی سو میں تمہارے درمیان (عملی) فیصلہ کروں گا ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے۔ تفصیل (فیصلہ کی) یہ ہے کہ جو لوگ ان اختلاف کرنے والوں میں کافر تھے سو اُنکو سخت سزا دوں گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کوئی حامی (طرفدار) نہ ہوگا۔

(۸) وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ پ ۴ ع ۴

ترجمہ۔ اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور (آخر کو) غالب تم ہی رہوگے اگر تم پورے مومن رہے۔

(۹) فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ پ ع

ترجمہ۔ اُن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بھی بدلہ دیا۔ (یعنی فتح وظفر) اور آخرت کا بھی عمدہ بدلا دیا (یعنی ثواب وجنّت) اور اللہ تعالیٰ کو ایسے نیکو کاروں سے محبت ہے

(۱۰) سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ج وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ط وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

ترجمہ۔ ہم ابھی ڈالے دیتے ہیں (ہیبت) کافروں کے دلوں میں بسبب اس کے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسی چیز کو ٹھیرایا ہے جس پر کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی اور اُن کی جگہ جہنم ہے۔ اور وہ بُری جگہ ہے بے انصافوں کی۔

(۱۱) اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ج (پ ع)

ترجمہ۔ یقیناً تم میں جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں (مسلمانوں اور کفار کی) باہم مقابل ہوئیں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ اُن کو شیطان نے لغزش دیدی اُن کے بعض اعمال کے سبب سے۔

(۱۲) فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝ پ ع

ترجمہ۔ پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ اُن کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی۔ اور وہ لوگ (اس واقعہ میں) رضائے حق کے تابع رہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔

(۱۳) وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا

وَّسَعَةً ؕ پ۵ ع۱۱

ترجمہ۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے گا تو اس کو روئے زمین پر جانے کی بہت سی جگہ ملے گی اور (اظہار دین) کی بہت گنجائش۔

(۱۴) فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَثِیْرًا ۙ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ پ ع۲۱

ترجمہ۔ سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب ہم نے بہت سی پاکیزہ چیزیں جو اُن کے لئے حلال تھیں ان پر حرام کر دیں اور بسبب اس کے کہ وہ بہت آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے مانع بن جاتے تھے۔ اور بسبب اس کے وہ سود لیا کرتے تھے حالانکہ اُن کو (توریت میں) اس سے ممانعت کی گئی تھی اور بسبب اس کے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ سے کھا جاتے تھے۔

(۱۵) فی قطاع الطریق قولہ تعالیٰ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۙ پ۶ ع۱۰

ترجمہ۔ یہ اُن لوگوں کے لئے دنیا میں سخت رسوائی ہے اور اُن کو آخرت میں عذاب عظیم ہو گا۔

(۱۶) وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ع پ۶ ع۱۲

ترجمہ۔ اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھے گا اور اس کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ کا گروہ بلاشک غالب ہے۔

(۱۷) قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝ پ ۶ ع ۱۳۔

ترجمہ۔ آپ کہئے کہ کیا میں تم کو ایسا طریقہ بتلادوں جو اس سے خدا کے یہاں پاداش ملنے میں زیادہ برا ہو وہ اُن اشخاص کا طریقہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے دُور کر دیا اور اُن پر غضب فرمایا ہو اور اُن کو بندر اور سُور بنا دیئے ہوں اور اُنھوں نے شیطان کی پرستش کی ہو ایسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بھی بُرے ہیں اور راہِ راست سے بھی بہت دُور ہیں۔

(۱۸) وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ۔ پ ۶ ع ۱۴۔

ترجمہ۔ اور ہم نے اُن میں باہم قیامت تک عداوت اور بغض ڈال دیا۔ اور جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں تو حق تعالیٰ اس کو فرو کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے۔

(۱۹) وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝ پ ۶ ع ۱۴

ترجمہ۔ اور اگر یہ لوگ توریت اور انجیل کی اور جو اُن کے پاس اُن کے پروردگار کی طرف سے بھیجی گئی ہے اس کی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اوپر سے اور نیچے سے خوب فراغت سے کھاتے۔ ان میں سے ایک جماعت راہِ راست پر چلنے والی ہے اور زیادہ ان

میں ایسے ہی ہیں کہ ان کے کردار بہت بُرے ہیں۔

(۲۰) اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ پ ۷ ع ۱

ترجمہ۔ کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کو ہم نے دنیا میں ایسی قوت دی تھی کہ تم کو وہ قوت نہیں دی اور ہم نے اُن پر خوب بارشیں برسائیں اور ہم نے اُن کے نیچے نہریں جاری کیں پھر ہم نے اُن کو اُن کے گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا۔ اور اُن کے بعد دوسری جماعتوں کو پیدا کر دیا۔

(۲۱) فی نوح وقومہ قولہ تعالیٰ۔ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝ پ ۸ ع ۱۵

ترجمہ۔ سو وہ لوگ ان کی تکذیب ہی کرتے رہے سو ہم نے نوح کو اور جو لوگ اُن کے ساتھ کشتی میں تھے بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اُنکو ہم نے غرق کر دیا۔ بیشک وہ لوگ اندھے ہو رہے تھے۔

(۲۲) فی ہود وقومہ۔ قولہ تعالیٰ۔ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ پ ۸ ع ۱۶

ترجمہ۔ غرض ہم نے اُن کو اور اُن کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا اور اُن لوگوں کی جڑ (تک) کاٹ دی جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان والے نہ تھے۔

(۲۳) فی صالح وقومہ۔ قولہ تعالیٰ۔ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ○ پ ۹ ع

ترجمہ۔ پس آپکڑا اُن کو زلزلہ نے سو اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے اس وقت صالح اُن سے مُنہ موڑ کر چلے گئے اور فرمانے لگے اے میری قوم میں نے تو تم کو اپنے پروردگار کا حکم پہنچا دیا تھا اور میں نے تمھاری خیر خواہی کی لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔

(۲۴) فی لوطؑ وقومہ۔ قولہ تعالیٰ۔ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ط فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ○ ع پ ۹ ع۔

ترجمہ۔ سو ہم نے لوطؑ کو اور اُن کے متعلقین کو بچا لیا۔ بجز اُن کی بیوی کے کہ وہ انہی لوگوں میں رہ گئی جو عذاب میں رہ گئے تھے اور ہم نے اُن پر ایک نئی طرح کا مینھ برسایا (کہ وہ پتھروں کا تھا) سو دیکھ تو سہی اُن مجرموں کا کیسا انجام ہوا۔

(۲۵) فی شعیبؑ وقومہ۔ قولہ تعالیٰ۔ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○ صلے الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ج الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ○

ترجمہ۔ سو اُن کو زلزلہ نے آپکڑا سو اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی اُن کی یہ حالت ہوگئی کہ جیسے اُن گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ جنھوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہی خسارہ میں پڑ گئے۔

(۲۶) وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ پ ۹ ع ۱۲

ترجمہ۔ اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز کرتے۔ تو ہم اُن پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انھوں نے تو (پیغمبروں کی) تکذیب کی تو ہم نے اُن کے اعمالِ بد کی وجہ سے اُن کو پکڑ لیا۔

(۲۷) فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰۤى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ۝ پ ۹ ع ۱۶

ترجمہ۔ پھر ہم نے اُن پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور گھن کا کیڑا اور مینڈک اور خون کہ یہ سب کھلے کھلے معجزے تھے سو وہ تکبر کرتے تھے اور وہ لوگ کچھ تھے ہی جرائم پیشہ اور جب اُن پر کوئی عذاب واقع ہوتا تو یوں کہتے کہ اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے اس بات کی دعا کر دیجئے جس کا اُس نے عہد کیا ہے اگر آپ اس عذاب کو ہم سے اٹھا دیں تو

ہم ضرور آپ کے کہنے سے ایمان لے آویں گے اور ہم بنی اسرائیل کو رہا کر کے آپ کے ہمراہ کر دیں گے اور پھر جب اِن سے اس عذاب کو ایک وقت تک کہ اس تک ان کو پہنچنا تھا ہٹا دیتے تو وہ فوراً ہی عہد شکنی کرنے لگے پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا یعنی اُن کو دریا میں غرق کر دیا۔ اس سبب سے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ان سے بالکل ہی بے توجہی کرتے تھے۔ اور ہم نے اُن لوگوں کو جو بالکل کمزور شمار کئے جاتے ہیں سرزمین کے پورب پچھم کا مالک بنا دیا۔ جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور آپ کے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہو گیا۔ اور ہم نے فرعون کو اور اس کی قوم کے ساختہ پرداختہ کارخانوں کو اور جو کچھ وہ اونچی اونچی عمارتیں بنواتے تھے سب کو درہم برہم کر دیا۔

(۲۸) اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ۝ پ۹ ع۸۔

ترجمہ۔ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے اُن پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اِس دنیوی زندگی میں پڑے گی اور ہم افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

(۲۹) فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۝ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ پ۹ ع۱۰۔

ترجمہ۔ سو (آخر) جب وہ اس امر کے تارک ہی ہیں توان کو سمجھایا جاتا (یعنی نہ مانا گو ہم نے ان لوگوں کو بچالیا جو اس بڑی بات سے منع کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو جو (حکم مذکور میں) زیادتی کرتے تھے ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا یعنی وہ جس کو ہم نے ان کو منع کیا گیا تھا اس میں حد سے نکل گئے تو ہم نے ان کو (براہ قہر) کہدیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ اور وہ وقت یاد کرنا چاہیئے کہ جب آپ کے رب نے یہ بات بتادی کہ وہ ان یہود پر قیامت (کے قریب) تک ایسے کسی نہ کسی شخص کو ضرور مسلط کرتا رہے گا جو سزائے شدید کی تکلیف پہنچاتا رہے گا۔

(۳۰) اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ پ

ترجمہ۔ اس وقت کو یاد کرو جبکہ آپ کا رب (ان) فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارا ساتھی (مددگار) ہوں سو (مجھکو مددگار سمجھکر) تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ میں بھی کفار کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہوں سو تم (کفار کی) گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور کو یہ اس بات کی سزا ہے کہ جنھوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے سو اللہ تعالیٰ اس کو سخت سزا دیتے ہیں۔

(۳۱) اَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَیْدِ الْكٰفِرِیْنَ ۝ پ

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ کو کافروں کی تدبیر کو کمزور کرنا تھا۔

(۳۲) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ

یُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝ پ ۹ ع ۳

ترجمہ۔ اے ایمان والو اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہوگے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دُور کر دے گا اور تم کو بخشدے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

(۳۳) وَمَالَهُمْ اَلَّا یُعَذِّبَهُمُ اللّٰہُ وَهُمْ یَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا کَانُوْا اَوْلِیَآءَهٗ اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ پ ۹ ع ۱۸

ترجمہ۔ اور (نیز) اُن کا استحقاق کیا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ بالکل ہی معمولی سزا (بھی) نہ دے حالانکہ وہ لوگ مسجد حرام سے رکتے ہیں حالانکہ وہ لوگ اس (مسجد) کے متولی (رہنے کے بھی لائق) نہیں اس کے متولی تو سوائے متقیوں کے اور کوئی بھی اشخاص نہیں لیکن ان میں اکثر لوگ (اپنی نالائقی کا) علم نہیں رکھتے)۔

(۳۴) ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِّعْمَۃً اَنْعَمَهَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَکْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ج وَکُلٌّ کَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ۝ پ ۱۰ ع ۳

ترجمہ۔ یہ بات (یعنی بے جرم سزا نہ دینا) اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے جب تک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے سُننے والے بڑے جاننے والے ہیں ان کی حالت فرعون والوں اور اُن سے پہلے والوں کی سی حالت ہے کہ انھوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا اس پر ہم نے اُن کو اُن کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور

فرعون والوں کو غرق کر دیا اور وہ سب ظالم تھے۔

(۳۵) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا یُّؤْتِكُمْ خَیْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ پ ع۔

ترجمہ۔ اے پیغمبر آپ کے قبضہ میں جو قیدی ہیں (ان میں جو مسلمان ہو گئے) آپ اُن سے فرما دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمھارے قلب میں ایمان معلوم ہوگا تو جو کچھ تم سے (فدیہ میں) لیا گیا ہے (دنیا میں) اس سے بہتر تم کو دیدے گا اور (آخرت میں) تم کو بخش دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں۔

(۳۶) لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ پ ع۔

ترجمہ۔ اُن کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (منجانب اللہ خوف وحزن سے بچنے کی) خوشخبری ہے اور اللہ کی باتوں میں (یعنی وعدوں میں) کچھ فرق ہوا نہیں کرتا یہ (بشارت جو مذکور ہوئی) بڑی کامیابی ہے۔

(۳۷) اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ پ ع۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کا کام چلنے نہیں دیتا۔

(۳۸)۔ فی قوم یونس۔ قولہ تعالیٰ۔ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِیْنٍ ۝ پ ع۔

ترجمہ۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں

اُن پر سے ٹال دیا اور اُن کو ایک وقت خاص (یعنی وقت موت) تک (خیر و خوبی کے ساتھ) عیش دیا۔

(۳۹) وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ط پ۱۲ ع۱

ترجمہ۔ اور یہ (بھی ہے) کہ تم لوگ اپنے گناہ (شرک و کفر وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ۔ پھر (ایمان لاکر) اُس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو وہ تم کو وقت مقرر (یعنی موت) تک (دنیا میں) خوش عیشی دیگا اور (آخرت میں) ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دیگا۔

(۴۰) وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ پ۱۲ ع۵

ترجمہ۔ اور اے میری قوم تم اپنے گناہ (کفر و شرک وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ (یعنی ایمان لاؤ) پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف متوجہ ہو وہ تم پر خوب بارشیں برساویگا۔ (اور ایمان و عمل کی برکت سے) تم کو قوت دے کر تمہاری قوت (موجودہ) میں ترقی دیگا۔ (پس ایمان لے آؤ) اور مجرم رہ کر (ایمان سے) اعراض مت کرو۔

(۴۱) وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ۝ پ۱۲ ع۱۰

ترجمہ۔ اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو کفر کے سبب ہلاک کردے اور انکے رہنے والے (اپنی اور دوسروں کی) اصلاح میں لگے ہوں۔

(۴۲) فی یوسف۔ قولہ تعالیٰ۔ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ط وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝

ترجمہ۔ اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور

ہم نیکوکار لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

(۴۳) فی یوسف۔ قولہ تعالیٰ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ پ ۱۳ ع ۱۔

ترجمہ۔ اور ہم نے ایسے (عجب) طور پر یوسف (علیہ السلام) کو با اختیار بنا دیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں ہم جس پر چاہیں اپنی عنایت کو متوجہ کر دیں اور ہم نیکی کرنیوالوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

(۴۴) وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○

ترجمہ۔ اور یہ (مکہ کے) کافر تو ہمیشہ (آئے دن اس حالت میں رہتے ہیں کہ اُن کے (بد) کرداروں کے سبب اُن پر کوئی نہ کوئی حادثہ پڑتا ہے۔ یا اُن کی بستی کے قریب نازل ہوتا رہتا ہے۔ یہانتک کہ (اسی حالت میں اللہ کا وعدہ آجاوے گا) یقیناً اللہ تعالےٰ وعدہ خلاف نہیں کرتے۔

(۴۵) لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ○

ترجمہ۔ اُن کے لئے دنیوی زندگانی میں (بھی) عذاب ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بدرجہا زیادہ سخت ہے اور اللہ (کے) عذاب سے اُن کو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔

(۴۶) اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا وَاللّٰهُ یَحْکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِهٖ وَهُوَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝ پ ۱۳ ع ۱۲

ترجمہ۔ کیا اس امر کو نہیں دیکھ رہے کہ ہم زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہیں اور اللہ (جو چاہتا ہے) حکم کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں اور وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے۔

(۴۷) وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّکُمْ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۝ پ ۱۳ ع ۱۳

ترجمہ۔ وہ وقت یاد کرو جبکہ تمہارے رب نے (میرے ذریعہ سے تم کو اطلاع فرمادی کہ اگر تم شکر کروگے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا۔ اور اگر تم ناشکری کروگے تو (یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

(۴۸) فَاَوْحٰی اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِکَنَّ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَلَنُسْکِنَنَّکُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ط ذٰلِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ ۝ پ ۱۳ ع ۱۴

ترجمہ۔ پس ان رسولوں پر اُن کے رب نے (تسلی کے لئے) وحی نازل فرمائی کہ ہم (ہی) ان ظالموں کو ضرور ہلاک کردیں گے اور اُن کے (ہلاک کرنے کے) بعد تم کو اس سرزمین میں آباد رکھیں گے (اور) یہ (وعدہ) ہر اس شخص کے لئے (عام) ہے جو خدا کے روبرو کھڑے ہونے سے اور میری وعید سے ڈرے۔

(۴۹) وَاِنْ کَانَ اَصْحٰبُ الْاَیْکَةِ لَظٰلِمِیْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ ۝

ترجمہ۔ اور بن والے (یعنی شعیب علیہ السلام کی اُمت بھی) بڑے ظالم تھے سو ہم نے اُن سے (بھی) بدلہ لیا۔ اور دونوں (قوموں کی) بستیاں صاف سڑک پر (واقع) ہیں۔

(۵۰) قَدْ مَکَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَی اللّٰهُ بُنْیَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ۔ پ ۱۴ ع ۳

ترجمہ۔ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں انھوں نے (بھی انبیاء کے مقابلہ میں) بڑی بڑی تدبیریں کیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان (کی تدبیروں) کا بنا بنایا گھر جڑ بنیاد سے ڈھا دیا پھر (وہ) ایسے ناکام ہوئے کہ گویا) اوپر سے اُن پر چھت آپڑی اور علاوہ ناکامی کے) اُن پر (خدا کا) عذاب ایسی طرح آیا کہ اُن کو خیال بھی نہ تھا۔

(۵۱) وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَکْبَرُ ۘ۔ پ ۱۴ ع ۶

ترجمہ۔ اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن (مکہ) چھوڑ دیا بعد اس کے کہ اُن پر (کفار کی طرف سے) ظلم کیا گیا۔ ہم ان کو دنیا میں ضرور اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا ثواب (اس سے) بدرجہا بڑا ہے۔

(۵۲) اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ۙ اَوْ یَاْخُذَهُمْ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ۙ اَوْ یَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ ؕ پ ۱۴ ع ۱۲۔

ترجمہ۔ جو لوگ (دین حق کے باطل کرنے کو) بری بری تدبیریں کرتے ہیں کیا ایسے لوگ (یہ کارروائیاں کر کے) پھر بھی اس بات سے بے فکر (بیٹھے) ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو (کفر کے وبال میں) زمین میں دھنسا دے یا اُن پر ایسے موقعہ سے عذاب آپڑے جہاں ان کو گمان بھی نہ ہو یا اُن کو چلتے پھرتے (کسی آفت میں) پکڑ لے سو (اگر ان میں سے کوئی سی بات ہو جائے تو) یہ لوگ خدا کو ہرگز بھی نہیں ہرا سکتے یا اُنکو گھٹاتے گھٹاتے پکڑ لے۔

(۵۳) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ پ۱۴ ع۱۳۔

ترجمہ۔ جو شخص کوئی نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت ہو بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو (دنیا میں) بالطف زندگی دیں گے اور (آخرت میں) اُن کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر دیں گے۔

(۵۴) وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ

اللّٰہِ بِہٖ ج فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ
رَّحِیْمٌ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ
وَّھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ط اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ
عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ۝ط مَتَاعٌ قَلِیْلٌ وَّلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝
وَعَلَی الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَیْکَ مِنْ قَبْلُ ج وَ
مَا ظَلَمْنٰھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝ پ۱۴ ع سورۃ النحل

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ (وبال کفر سے ڈرانے کے لیے) ایک بستی والوں کی حالت عجیبہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ (بڑے) امن و اطمینان میں (رہتے) تھے (اور) ان کے کھانے پینے کی چیزیں بڑی فراغت سے ہر چہار طرف سے اُن کے پاس پہنچا کرتی تھیں سو اُنھوں نے خدا کی نعمتوں کی بے قدری کی اس پر اللہ تعالیٰ اُن کو ان حرکات کے سبب ایک محیط قحط اور خوف کا مزہ چکھایا اور اُن کے پاس ان ہی میں کا ایک رسول بھی (منجانب اللہ) آیا سو اُس (رسول) کو (بھی) انھوں نے جھوٹا بتایا۔ تب اُن کو عذاب (الٰہی) نے پکڑا جب کہ وہ بالکل ہی ظلم پر کمر باندھنے لگے۔ سو جو چیزیں اللہ نے تم کو حلال اور پاک دی ہیں اُن کو کھاؤ۔ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم (واقع میں یا بزعم خود) اُسی کی عبادت کرتے ہو تم پر خدا نے صرف مُردار کو حرام کیا ہے اور خون کو اور خنزیر کے گوشت (وغیرہ) کو اور جس چیز کو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو۔ پھر جو شخص (فاقہ سے) بالکل بے قرار ہو جاوے بشرطیکہ طالب لذت نہ ہو اور نہ (حد) ضرورت سے تجاوز کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ بخشش دینے والا مہربانی کرنے والا ہے۔ اور جن چیزوں کے بارے میں

محض تمہارا جھوٹا زبانی دعویٰ ہے (۷) ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو کہ فلانی چیز
حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے (۸) جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ پر جھوٹی تہمت
لگادو (۹) بلاشبہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں وہ فلاح نہ پاویں گے (۱۰) یہ
(دنیا میں) چند روزہ عیش ہے اور (مرنے کے بعد) ان کے دردناک سزا ہے (۱۱)
اور صرف یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کر دی تھیں جن کا بیان ہم اس کے قبل (سورہ
انعام میں) آپ سے کر چکے ہیں اور (اُن کے حرام کرنے میں بھی) ہم نے ان پر کوئی زیادتی
نہیں کی لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر زیادتی کیا کرتے تھے۔

(۵۵) وَإِذَآ أَرَدْنَآ أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا
فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ۝ پ۱۵ کہف ع۲

ترجمہ۔ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اُس کے خوش عیش لوگوں کو
حکم دیتے ہیں۔ پھر (جب) وہ لوگ (کہنا نہیں مانتے بلکہ وہاں شرارت مچاتے ہیں تب
اُن پر حجت تمام ہو جاتی ہے۔ پھر اس بستی کو تباہ اور غارت کر ڈالتے ہیں۔

(۵۶) فَعَسَىٰ رَبِّيٓ أَن يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا
حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ۝ أَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا
غَوْرًا فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُۥ طَلَبًا ۝ وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِۦ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ
عَلَىٰ مَآ أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَٰلَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ
بِرَبِّيٓ أَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُن لَّهُۥ فِئَةٌ يَنصُرُونَهُۥ مِن دُونِ
اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَٰيَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ هُوَ
خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ۝ (پ۱۵ کہف ع۶)

ترجمہ۔ تو مجھ کو وہ وقت نزدیک معلوم ہوتا ہے کہ میرا رب مجھ کو تیرے باغ سے اچھا باغ دیدے۔ اور اس ہرے باغ پر کوئی تقدیری آفت آسمان سے بھیجدے۔ جس سے وہ باغ دفعۃً ایک صاف میدان ہو کر رہ جائے اس سے اس کا پانی اندر (زمین میں) اُتر کر خشک ہو جائے پھر تو اس کی کوشش بھی نہ کر سکے۔ (اور اس کے بعد) اس شخص کے سامان تمول کو آفت نے آگھیرا۔ پھر اس نے جو کچھ اس باغ پر خرچ کیا تھا اس پر ہاتھ ملتا رہ گیا اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا پڑا تھا۔ اور کہنے لگا کیا خوب ہوتا کہ میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراتا۔ اور اُس کے پاس کوئی ایسا مجمع نہ ہوا کہ خدا کے سوا اُس کی مدد کرتا اور نہ وہ خود (ہم سے) بدلہ لے سکا ایسے موقع پر مدد کرنا اللہ برحق ہی کا کام ہے اسی کا ثواب سب سے اچھا اور اسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے۔

(۵۷) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ پ١٦ ع٧

ترجمہ۔ بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ اُن کے لئے (خلائق کے دل میں) محبت پیدا کر دے گا۔

پ١٦ طٰہٰ (۵۸) قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِی الْحَیٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ

ترجمہ۔ تو بس تیرے لئے اس (دنیوی) زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو یہ کہتا پھرے گا کہ مجھ کو کوئی ہاتھ نہ لگانا۔

(۵۹) وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْیَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ۝ فَلَمَّا اَحَسُّوْا بَاْسَنَا اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَرْكُضُوْنَ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْا اِلٰى مَا اُتْرِفْتُمْ فِیْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ

تُسْئَلُوْنَ ٥ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ٥ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ
حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ٥ پ ۱۷ ع ۲

ترجمہ۔ اور ہم نے بہت سی بستیاں جہاں کے رہنے والے ظالم (یعنی کافر) تھے غارت کردیں اور اُن کے بعد دوسری قوم پیدا کردی۔ سو جب ان ظالموں نے ہمارا عذاب آتا ہوا دیکھا تو اُس بستی سے بھاگنا شروع کیا (کہ عذاب سے بچ جائیں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) بھاگو مت اور اپنے سامانِ عیش کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف واپس چلو شاید تم سے کوئی پوچھے پاچھے۔ وہ لوگ (نزولِ عذاب کے وقت) کہنے لگے کہ ہائے ہماری کم بختی بے شک ہم لوگ ظالم تھے۔ سو ان کی یہی غل پکار رہی حتیٰ کہ ہم نے ان کو ایسا (نیست ونابود) کردیا جس طرح کھیتی کٹ گئی ہو اور آگ ٹھنڈی ہوگئی ہو۔

(۶۰) وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ٥ پ ۱۷ ع ۵

ترجمہ۔ اور ان لوگوں نے اُن کے ساتھ بُرائی کرنا چاہا تھا سو ہم نے ان ہی لوگوں کو ناکام کردیا۔

(۶۱) فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ٥ پ ۱۷ ع ۶

ترجمہ۔ سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح (اور) ایمان والوں کو (بھی کرب وبلا سے) نجات دیا کرتے ہیں۔

(۶۲) وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا
عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ٥ پ ۱۷ ع ۷

ترجمہ۔ اور ہم (سب آسمانی) کتابوں میں لوح محفوظ (میں لکھنے) کے بعد لکھ چکے ہیں کہ اس زمین (جنت) کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے۔

(۶۳) فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ○ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ج فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ○ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ط وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ج وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ○ پ ۱۷ ع ۱۳

ترجمہ۔ غرض کتنی بستیاں ہیں جن کو ہم نے (عذاب سے) ہلاک کیا جن کی یہ حالت تھی کہ وہ نافرمانی کرتی تھیں سو (اب ان کی یہ کیفیت ہے کہ) وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور (اسی طرح ان بستیوں میں) بہت سے بیکار کنویں اور بہت سے قلعی چونے کے محل۔ سو کیا یہ (منکر) لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں جن سے ان کے دل ایسے ہو جائیں کہ اس سے سمجھنے لگیں یا ان کے کان ایسے ہو جائیں جس سے سُننے لگیں وہ بات یہ ہے کہ (نہ سمجھنے والوں کی کچھ) آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ (نبوت میں شبہ نکالنے کے لئے) آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا۔ اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن (یعنی قیامت کا دن امتداد میں یا اشتداد میں) برابر ایک ہزار سال کے ہے تم لوگوں کے شمار کے موافق۔ اور بہت سی بستیاں ہیں جن کو میں نے (ان کی طرح) مہلت دی تھی اور وہ (ان ہی کی طرح) نافرمانی کرتی تھیں۔ پھر میں نے انکو (عذاب میں) پکڑ لیا۔ اور سب کو میری ہی طرف لوٹنا ہو گا۔

(۶۴) وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّہُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ ص وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمْ دِیْنَہُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَہُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِہِمْ اَمْنًا ط یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ط وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ پ۱۸ نور ع۷

ترجمہ۔ (اے مجموعہ امت) تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں اُن سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ اُن کو (اس اتباع کی برکت سے) زمین میں حکومت عطا فرمائیگا جیسا ان سے پہلے (اہل ہدایت) لوگوں کو حکومت دی تھی۔ اور جس دین کو (اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اس کو ان کے (نفع آخرت کے) لیئے قوت دیگا اور ان کے اس خوف کے بعد اس کو مبدل بامن کردے گا۔ بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔ اور جو شخص بعد (ظہور) اس (وعدے) کے ناشکری کرے گا تو یہ لوگ بے حکم ہیں۔

(۶۵) وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ہَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۝ پ۱۹ شعراء ع۶

ترجمہ۔ اور ایسے ہیں کہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) عطا فرما۔ اور ہم کو متقیوں کا افسر بنادے۔

(۶۶) قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِاَخِیْکَ وَنَجْعَلُ لَکُمَا سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْکُمَا ج بِاٰیٰتِنَا ج اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَکُمَا الْغٰلِبُوْنَ ۝ پ۲۰ قصص ع۲

ترجمہ۔ ارشاد ہوا کہ (بہتر ہے) ہم ابھی تمہارے بھائی کو تمہارا قوت بازو بنائے

دیتے ہیں۔ اور ہم تم دونوں کو ایک خاص شوکت (وہیبت) عطا کرتے ہیں جس سے ان لوگوں کو تم پر دست رسی نہ ہوگی (بس) ہمارے معجزے لے کر جاؤ تم دونوں اور جو تمھارا پیرو کار ہوگا (ان لوگوں پر) غالب رہوگے۔

(۶۷) وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ج فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ط وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ٥ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ج وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ٥ پ قصص ع

ترجمہ۔ اور ہم بہت سی ایسی بستیاں ہلاک کر چکے ہیں جو اپنے سامان عیش پر نازاں تھے سو (دیکھ لو) یہ ان کے گھر (تمھاری آنکھوں کے سامنے پڑے) ہیں کہ اُن کے بعد آباد ہی نہ ہوئے مگر تھوڑی دیر کے لئے۔ اور آخر کار (ان کے ان سب سامانوں کے) ہم ہی مالک رہے۔ اور آپ کا رب بستیوں کو (اول ہی بار میں) ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک کہ ان (بستیوں) کے صدر مقام میں کسی پیغمبر کو نہ بھیج لے۔ کہ وہ ان لوگوں کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے۔ اور ہم ان بستیوں کو (رسول بھیجنے کے بعد فوراً) ہلاک نہیں کرتے مگر اسی حالت میں کہ وہاں کے باشندے بہت ہی شرارت کرنے لگیں۔

(۶۸) فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ قف فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ق وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ٥ پ قصص ع

ترجمہ۔ پھر ہم نے اس قارون کو اور اس کے محلسرا کو (اسکی شرارت بڑھ جانے سے) زمین میں دھنسا دیا۔ سو کوئی ایسی جماعت نہ ہوئی جو اس کو اللہ (کے عذاب) سے بچا لیتی اور نہ خود ہی اپنے کو بچا سکا۔

(۶۹) فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهٖ ج فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ج
وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ج وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ
وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا ج وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ
يَظْلِمُونَ ۝ پ۲۰ عنکبوت ع۴

ترجمہ :۔ تو ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کی سزا میں پکڑ لیا۔ سو ان میں بعضوں پر تو ہم نے تند ہوا بھیجی (مراد قوم عاد ہے) اور اُن میں بعضوں کو ہولناک آواز نے آدبایا (مراد قوم ثمود ہے) اور ان میں بعضوں کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا۔ اور ان میں بعضوںکو ہم نے (پانی میں) ڈبو دیا۔ اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا۔ لیکن یہی لوگ (شرارتیں کرکے) اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے۔

(۷۰) ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم
بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ
فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلُ ط كَانَ أَكْثَرُهُم مُّشْرِكِينَ پ۲۱ روم ع۵

ترجمہ: خشکی اور تری میں لوگوں کے (برے) اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں (جیسے وبا و قحط وغیرہ) تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال (کی سزا) کا مزہ چکھا وے تاکہ وہ (ان کاموں سے) باز آجاویں۔ آپ (اُن سے) فرما دیجیے کہ ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جو کافر و مشرک لوگ پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا اخیر کیسا ہوا ان میں اکثر مشرک ہی تھے۔

(۷۱) وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن صَيَاصِيهِمْ
وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ج
وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ

كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ پ۲۱ ع۳

ترجمہ :- اور جن اہل کتاب نے ان (مشرکین) کی مدد کی تھی ان کو (خدا نے) اُن کے قلعوں سے نیچے اُتار دیا (جن میں وہ محصور رہتے) اور ان کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھلا دیا (جس سے وہ اُتر آئے، پھر) بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید کر لیا اور ان کی زمین اور ان کے گھر والوں اور ان کے مالوں کا تم کو مالک بنا دیا اور ایسی زمین کا بھی (مالک بنا رکھا ہے) جس پر تم نے (ابھی) قدم (تک) نہیں رکھا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

(۷۲) لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ پ۲۲ ع۴ احزاب

ترجمہ :- یہ (خاص اہل) منافقین اور (عام منافقین میں سے) وہ لوگ جن کے دلوں میں (شہوت پرستی کی) خرابی ہے۔ اور وہ لوگ جو مدینہ میں (جھوٹی جھوٹی افواہیں اُڑایا کرتے ہیں۔ اگر (اپنی حرکتوں سے) باز نہ آئے تو ضرور (ایک نہ ایک دن) ہم آپ کو ان پر مسلط کریں گے۔ پھر یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے پاویں گے۔ وہ بھی (ہر طرف سے) پھٹکارے ہوئے۔ جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جاوے گی۔ اللہ تعالیٰ اُن (مفسد) لوگوں میں بھی اپنا یہی دستور (جاری) رکھا ہے جو (ان سے) پہلے ہو گذرے ہیں اور آپ خدا کے دستور میں کسی شخص کی طرف سے رد و بدل نہ پاویں گے۔

(۷۳) لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ

غَفُوْرٌ ۝ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ پ۲۲ سباع۲

ترجمہ۔ سبا (کے لوگوں) کے لئے اُن کے وطن (کی مجموعہ حالت) میں نشانیاں موجود تھیں۔ دو قطاریں تھی باغ کی دائیں اور بائیں۔ ہم نے انبیاء ع کی معرفت اُن کو حکم دیا کہ اپنے رب کا (دیا ہوا) رزق کھاؤ اور اُس کا شکر کرو۔ (کہ رہنے کو) عمدہ شہر اور بخشنے والا پروردگار سو انھوں نے (اس پر بھی) سرتابی کی۔ تو ہم نے اُن پر (اپنا قہر اس طرح نازل کیا کہ) بندہ کا سیلاب چھوڑ دیا۔ اور ہم نے اُن کے دورویہ باغوں کے بدلے اور دو باغ دیدیے جن میں دو چیزیں رہ گئیں بدمزہ پھل اور جھاؤ اور قدرے قلیل بیری۔ اُن کو یہ سزا ہم نے اُن کی ناسپاسی کے سبب دی اور ہم ایسی سزا بڑے ناسپاس ہی کو دیا کرتے ہیں۔

(۴۷) فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۝ اِسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝ پ۲۲ فاطر ع۵

ترجمہ۔ ایک پیغمبر (یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) آپہنچے تو بس ان کی نفرت ہی کو

ترقی ہوئی۔ دنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے اور (نفرت ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ) اُن کی بری تدبیروں کو بھی (ترقی ہوئی) اور بُری تدبیروں کا وبال (حقیقی) ان تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے۔ سو کیا یہ (اپنے ساتھ بھی خدا کے) اسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے (کافر) لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے (یعنی سزا اور تباہی) سو (واقعی ان کے لئے بھی یہی ہونا ہے کیونکہ) آپ خدا کے (اس) دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پائیں گے۔ اور آپ خدا کے دستور کو کبھی منتقل ہوتا ہوا نہ پائیں گے۔ اور کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں جسمیں دیکھتے بھالتے کہ جو (منکر) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا (آخری) انجام (اسی کفر و تکذیب کے سبب) کیا ہوا۔ حالانکہ وہ قوت میں ان سے بڑھے ہوئے تھے اور خدا ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز (قوت والی) اُس کو ہرا دے۔ نہ آسمان میں اور نہ زمین میں (کیونکہ وہ بڑا علم والا (اور) بڑی قدرت والا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ (ان) لوگوں پر ان کے اعمال کے سبب (فوراً) داروگیر فرمانے لگتا تو روئے زمین پر ایک متنفس کو نہ چھوڑتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعاد معین (یعنی قیامت) تک مہلت دے رہا ہے سو جب ان کی وہ میعاد آپہنچے گی (اُس وقت) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لے گا۔

(۷۵) فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ پ ۲۳ صافات ع ۹

ترجمہ۔ سو اگر وہ (اُس وقت) تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اُس کے پیٹ میں رہتے۔

(۷۶) قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ پ ۲۳ زمر ع ۲

ترجمہ۔ آپ (مومنین کو میری طرف سے) کہئے کہ اے میرے ایمان والے بندو تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو۔ جو لوگ دنیا میں نیکی کرتے ہیں اُن کے لئے نیک صلہ ہے۔ اور اللہ کی زمین فراخ ہے۔ (اور دین میں) مستقل رہنے والوں کو ان کا صلہ بیشمار ہی ملے گا۔

(۷۷) فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا۔ پ مومن ع

ترجمہ۔ پھر خدائے تعالیٰ نے اسی (مومن) کو ان لوگوں کی مضر تدبیروں سے محفوظ رکھا۔

(۷۸) اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ۔

ترجمہ۔ اور ایمان والوں کی دنیوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں۔ اور اس روز بھی جس میں گواہی دینے والے (یعنی فرشتے جو کہ اعمالنامے لکھتے تھے) کھڑے ہوں گے۔

(۷۹) اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ج۔ پ حم سجدہ ع

ترجمہ۔ جن لوگوں نے (دل سے) اقرار کرلیا کہ ہمارا رب (حقیقی صرف) اللہ ہے۔ پھر (اُس پر) مستقیم رہے۔ ان پر فرشتے اتریں گے۔ اور (کہیں گے) کہ تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو۔ اور تم جنت (کے ملنے) پر خوش رہو جس کا تم سے (پیغمبروں کی معرفت) وعدہ کیا جایا کرتا تھا اور ہم تمہارے رفیق تھے۔ دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے۔

(۸۰) وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ۔ پ ۲۵ شوریٰ ع ۴

ترجمہ۔ اور تم کو (اے گناہ گارو) جو کچھ مصیبت (حقیقۃً) پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے (پہنچتی ہے)۔

(۸۱) يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ج اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۝ پ ۲۵ دخان ع

ترجمہ: جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے (اس روز) ہم (پورا) بدلہ لے لیں گے۔

(۸۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ

ترجمہ: اے ایمان والو اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے تو وہ تمھاری مدد کریگا اور تمھارے قدم جما دے گا۔

(۸۳) فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ○ إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ○ إِنْ يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ○ هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ج فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ ج وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ ط وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ج وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ لا ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ○

ترجمہ: تم ہمت مت ہارو اور صلح کی طرف مت بلاؤ اور تم ہی غالب رہوگے۔ اور اللہ تمھارے ساتھ ہے اور تمھارے اعمال (کے ثواب) میں ہرگز کمی نہ کرے گا۔ دنیوی زندگانی تو محض ایک لہو و لعب ہے۔ اور اگر تم ایمان اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ تم کو تمھارے اجر عطا کرے گا اور تم سے تمھارے مال طلب نہ کرے گا۔ اگر تم سے تمھارے مال طلب کرے پھر انتہا درجہ تک تم سے طلب کرتا رہے۔ تو تم (یعنی اکثر) بخل کرنے لگو اور (اس وقت) اللہ تعالیٰ تمھاری ناگواری ظاہر کردے۔ ہاں تم لوگ ایسے ہو کہ تم کو اللہ کی راہ میں (تھوڑا سا مال) ( ) خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے سو (اس پر بھی) بعضے تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں۔ اور جو شخص (ایسی جگہ خرچ کرنے

بخل کرتا ہے تو وہ (درحقیقت) اپنے سے بخل کرتا ہے۔ اور (نہیں تو) اللہ تو کسی کا محتاج نہیں۔ اور تم سب محتاج ہو۔ اور اگر تم (ہمارے احکام سے) روگردانی کروگے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

(۸۴) لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ پ ۲۶ فتح ع ۳

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جب کہ یہ لوگ آپ سے درخت (سمرہ) کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا۔ اور (اس وقت) اللہ تعالیٰ نے ان (کے قلب میں) اطمینان پیدا کر دیا۔ اور ان کو ایک لگتے ہاتھ فتح (بھی) دیدی اور (اس فتح میں) بہت سی غنیمتیں بھی (دیں) جن کو یہ لوگ لے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست بڑا حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے (اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے۔ سو سردست تم کو یہ دیدی ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔ اور تاکہ یہ (واقعہ) اہل ایمان کے لیے ایک نمونہ ہو جائے۔ اور تاکہ تم کو (ہر امر میں) ایک سیدھی سڑک پر ڈالدے اور ایک فتح اور بھی (ہونے والی) ہے جو (اس وقت تک) تمہارے قابو میں نہیں آئی خدا تعالیٰ اس کو احاطہ (قدرت) میں لئے ہوئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۸۵) هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى

الدِّیْنِ کُلِّہٖ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا ؕ پ ۲۶ فتح ع ۴

ترجمہ۔ (وہ اللہ) ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین (یعنی اسلام) دیکر (دنیا میں) بھیجا ہے تاکہ اُس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور اللہ کافی گواہ ہے۔

(۸۶) کَذَّبَتْ قَبْلَہُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ ۙ وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ اِخْوَانُ لُوْطٍ ۙ وَّ اَصْحٰبُ الْاَیْکَۃِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ ؕ کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ۙ پ ۲۶ ق ع ۱

ترجمہ۔ ان سے پہلے قوم نوح ؑ اور اصحاب الرس اور ثمود اور عاد اور فرعون اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ اور قوم تبع (تکذیب کرچکے) ہیں (یعنی) سب نے (اپنے اپنے پیغمبر ول) کو جھٹلایا سو میری وعید (ان پر) محقق ہوگئی۔

پ ۲۷ قمر ع ۳

(۸۷) اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۙ سَیُہْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۙ

ترجمہ۔ یا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری ایسی جماعت ہے جو غالب ہی رہیں گے۔ عنقریب (ان کی) یہ جماعت شکست کھاوے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔

الحشر ع ۱

(۸۸) اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَہُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ؕ پ ۲۸ مجادلہ

ترجمہ۔ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کردیا ہے اور ان (قلوب) کو اپنے فیض سے قوت دی ہے (فیض سے مراد نور ہے)۔

(۸۹) فَاَتٰىہُمُ اللّٰہُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَہُمْ بِاَیْدِیْہِمْ وَ اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ٭ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ۙ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ کَتَبَ اللّٰہُ عَلَیْہِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَہُمْ فِی الدُّنْیَا ؕ وَ لَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابُ النَّارِ ۙ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمْ شَآقُّوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ ۚ

وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ پ ۲۸ حشر ع

ترجمہ۔ سو اُن پر خدا (کا عقاب) ایسی جگہ سے پہنچا کہ اُن کو خیال بھی نہ تھا۔ اور انکے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈالدیا۔ کہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی اُجاڑ رہے تھے۔ سو اے دانشمندو (اس حالت کو دیکھکر) عبرت حاصل کرو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اُن کی قسمت میں جلاوطن ہونا نہ لکھ چکتا تو ان کو دنیا ہی میں (قتل کی) سزا دیتا۔ اور اُن کے لئے آخرت میں دوزخ کا عذاب (تیار) ہے۔ یہ اس سبب سے ہے کہ ان لوگوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے اور جو شخص اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سخت سزا دینے والا ہے۔

(۹۰) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ج وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ج وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ط بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ط تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝

ترجمہ۔ کیا آپ نے ان منافقین (یعنی عبداللہ ابن ابی وغیرہ) کی حالت نہیں دیکھی کہ اپنے (ہم مذہب) بھائیوں سے کہ کفار اہل کتاب ہیں (یعنی بنی نضیر سے) کہتے ہیں۔ کہ واللہ اگر تم (اپنے وطن سے) نکالے گئے تو ہم (بھی) تمھارے ساتھ نکل جاوینگے

اور تمھارے معاملہ میں ہم کسی کا کبھی کہنا نہ مانیں گے۔ اور اگر تم سے کسی کی لڑائی ہوئی تو ہم تمھاری مدد کریں گے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ واللہ اگر اہل کتاب نکالے گئے تو یہ (منافقین) اُن کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے اور اگر (بغرض محال) اُن کی مدد بھی کی تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر اُن کی کوئی مدد نہ ہوگی۔ بیشک تم لوگوں کا خوف ان (منافقین) کے دلوں میں اللہ سے بھی زیادہ ہے۔ (اور) یہ (ان کا تم سے ڈرنا خدا سے نہ ڈرنا) اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھتے نہیں یہ لوگ (تو) سب ملکر بھی تم سے نہ لڑیں گے۔ مگر حفاظت والی بستیوں میں یا دیوار (قلعہ وشہر پناہ) کی آڑ میں ان کی لڑائی آپس (ہی) میں بڑی تیز ہے۔ اے مخاطب تو ان کو (ظاہر میں) متفق خیال کرتا ہے حالانکہ ان کے قلوب غیر متفق ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو (دین کی) عقل نہیں رکھتے۔

(۹۱) عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ط پ۲۸ ممتحنہ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے (یعنی اُدھر سے وعدہ ہے) کہ تم میں اور ان لوگوں میں جن سے تمھاری عداوت ہے دوستی کردے۔

(۹۲) وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ط نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ط پ۲۸ صف

ترجمہ۔ اور (اس ثمرۂ اُخرویہ کے علاوہ) ایک اور (ثمرہ دنیویہ) بھی ہے کہ تم اسکو (بھی خاص طور پر) پسند کرتے ہو (یعنی) اللہ کی طرف سے مدد اور جلدی فتحیابی۔

(۹۳) وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ٥ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ط وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥ پ۲۸ منافقون

ترجمہ۔ اور ان کا یہ کہنا جہل محض ہے کیونکہ اللہ ہی کیلئے ہیں خزانے آسمانوں کے اور زمین کے ولیکن منافقین سمجھتے نہیں ہیں (اور) یہ (لوگ) کہتے ہیں کہ اگر ہم اب مدینہ میں لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دیگا۔ اور (یہ کہنا جہل محض ہے بلکہ اللہ ہی کی ہے عزت اور اس کے رسول کی (بواسطہ تعلق مع اللہ کے) اور مسلمانوں کی (بواسطہ تعلق مع اللہ والرسول کے) ولیکن منافقین جانتے نہیں۔

(۹۴) مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ پ۲۸ تغابن۔

ترجمہ۔ کوئی مصیبت بدون حکم خدا کے نہیں آتی۔ اور جو شخص اللہ پر (پورا) ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو (صبر و رضا کی) راہ دکھا دیتا ہے۔

(۹۵) وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ پ۲۸ طلاق۔

ترجمہ۔ اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے مضرتوں سے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس (کی اصلاح مہمات) کے لئے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا کام (جس طرح چاہے) پورا کر کے رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر شی کا ایک اندازہ (اپنے علم میں) مقرر کر رکھا ہے۔

(۹۶) وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا

وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۝ پ۲۸ طلاق

ترجمہ۔ اور بہت سی بستیاں ہیں جنھوں نے اپنے رب کے حکم (ماننے) سے اور اس کے رسولوں سے سرتابی کی سو ہم نے اُن (کے اعمال) کا سخت حساب کیا۔ اور ہم نے ان کو بڑی بھاری سزا دی (کہ وہ سزا اہلاک بالعذاب ہے) غرض اُنھوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھا اور ان کا انجام کار خسارہ ہی ہوا۔

(۷) إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ ج إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ۝ لا وَلَا يَسْتَثْنُونَ ۝ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ۝ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ۝ لا فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ۝ لا أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ ۝ فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ۝ لا أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ۝ لا وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ ۝ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ ۝ لا بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا طَاغِينَ ۝ عَسَىٰ رَبُّنَا أَن يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا رَاغِبُونَ ۝ كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ ط وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ پ۲۹ سورۃ قلم

ترجمہ۔ ہم نے ان کی آزمائش کر رکھی ہے جیسا ہم نے (ان سے پہلے ایک) باغ والوں کی آزمائش کی تھی جبکہ ان لوگوں نے (یعنی اکثر یا بعض نے) قسم کھائی کہ اس (باغ) کا پھل ضرور صبح چلکر توڑلیں گے اور (ایسا وثوق ہوا کہ) انھوں نے انشاء اللہ بھی نہیں کہا سو اس باغ پر آپ کے رب کی طرف سے ایک پھرنے والا (عذاب) پھر گیا۔ اور وہ سورہے

تھے پھر صبح کو وہ باغ ایسا رہ گیا جیسا کٹا ہوا کھیت۔ (کہ خالی زمین رہ جاتی ہے) سو صبح کے وقت (سو کر جو اُٹھے تو) ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تم کو پھل توڑنا ہے۔ پھر وہ لوگ آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے چلے کہ آج تم تک کوئی محتاج نہ آنے پائے اور (بزعم خود) اپنے کو اس کے نہ دینے پر قادر سمجھ کر چلے۔ پھر جب (وہاں پہنچے اور) اس باغ کو (اس حالت میں) دیکھا تو کہنے لگے کہ بیشک ہم رستہ بھول گئے۔ بلکہ (جگہ تو وہی ہے لیکن) ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی (کہ باغ کا یہ حال ہوگیا) ان میں جو (کسی قدر) اچھا آدمی تھا وہ کہنے لگا کہ کیوں میں نے تم کو کہا نہ تھا۔ اب (توبہ اور تسبیح کیوں نہیں کرتے۔ سب (توبہ کے طور پر) کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے۔ بیشک ہم قصوروار ہیں (یہ استغفار ہے) پھر ایک دوسرے کو مخاطب بنا کر باہم الزام دینے لگے۔ پھر سب متفق ہو کر) کہنے لگے بیشک ہم حد سے نکلنے والے تھے۔ سب ملکر توبہ کرلو) شاید (توبہ کی برکت سے) ہمارا پروردگار ہم کو اس سے اچھا (باغ) بدلہ میں دیدے (اب) ہم اپنے رب کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ اسی طرح عذاب ہوا کرتا ہے۔ اور آخرت کا عذاب اس (عذاب دنیوی) سے بھی بڑھکر ہے کیا خوب ہوتا کہ یہ لوگ (اس بات کو) جان لیتے (تاکہ ایمان لے آتے۔

(۹۸) فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا o يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا o وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا o پ ۲۹ نوح۔

ترجمہ۔ اور (اس سمجھانے میں) میں نے (ان سے یہ) کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ۔ بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا۔ اور تمہارے

مال اور اولاد میں ترقی دے گا۔ اور تمھارے لئے باغ لگا دے گا اور تمھارے لئے نہریں بہا دے گا۔

(۹۹) لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُم مَّاءً غَدَقًا ۔ پ ۲۹ جن

ترجمہ۔ اگر یہ (مکہ والے) لوگ (سیدھے) رستہ پر قائم ہو جاتے تو ہم ان کو فراغت کے پانی سے سیراب کرتے تاکہ اس میں ان کا امتحان کریں۔

(۱۰۰) أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝ پ ۳۰ فیل

ترجمہ۔ کیا ان کی تدبیر کو (جو کہ ویرانی کعبہ کے بارے میں تھی) سرتاپا غلط نہیں کر دیا

قرآن مجید کی مذکورہ سو آیتوں سے یہ امر بصراحت ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کی ہر فلاح و صلاح دینی و دنیوی اتباع قرآن میں منحصر ہے اور انکے تمام مصائب اس سے غفلت و اعراض کی وجہ سے ہیں۔

(۲) کفار کیلئے دولت کی فراوانی کا راز

یہاں کسی کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ دنیا میں تو خدا کے باغی اور نافرمانوں کو فرمانبرداروں سے زیادہ دولتمند باعزت اور پھولتے پھلتے دیکھا جاتا ہے پھر حیات و زندگی کا فرمانبرداروں کی ساتھ مخصوص ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ مگر ادنیٰ غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کفار و فجار کو دولت اور سامان راحت چاہے کتنا ہی حاصل ہو حقیقی راحت اور حقیقی زندگی پھر بھی میسر نہیں۔

ہاں دور حاضر کی مادہ پرستی نے عام دماغوں کو کچھ ایسا مسحور کر دیا ہے کہ وہ سامان راحت ہی کو راحت سمجھ بیٹھے اور اس کی تحصیل میں اصلی اور حقیقی راحت کو قربان کر دیا۔ کون نہیں جانتا کہ وسیع و رفیع عمارت نفیس اور عمدہ مکان خوبصورت فرنیچر

کھانے پینے اور پہننے کے پُر تکلف سامان اور کُل اثاث البیت کی غرض اور مقصود اصلی یہ ہے کہ انسان سکون وسرور اور راحت و اطمینان کی ساتھ اُس میں زندگی بسر کرے۔ اور جب سکون و اطمینان میسر نہ ہو کسی درد غم یا فکر و تشویش میں مبتلا ہو تو یہ سارے سامان بیکار محض ہیں

لیکن بہت سے گم کردہ راہ مسافر جو راحت حاصل کرنے کے لئے سامانِ راحت جمع کرنے نکلے تھے اس سامان ہی میں ایسے محو ہو گئے کہ اصلی راحت جو کچھ پہلے حاصل بھی تھی اُسے بھی کھو بیٹھے اور سامانِ راحت جمع کرنے میں حیران و سرگردان رہنے ہی کو زندگی سمجھنے لگے ۵ منتشر رہنے میں پانے لگے آرام حواس شوق مجموعہ ہوش خرد افزا نہ رہا

سامان تو بازار سے خریدا جا سکتا ہے مگر راحت کسی قیمت پر خریدی نہیں جا سکتی وہ خالص عطیہ حق تعالیٰ ہے

یہ بات کچھ زیادہ غور و فکر کی محتاج نہیں کہ راحت اور سامان راحت علیحدہ علیحدہ دو چیزیں ہیں نہ تو راحت سامان پر موقوف ہے کہ بغیر اُس کے حاصل ہی نہ ہو سکے اور نہ سامان کے لوازم میں سے ہے کہ سامانِ راحت جمع ہو جاتے تو راحت ضرور حاصل ہو جاوے۔ ہر شخص اپنے گرد و پیش میں سیکڑوں ایسے آدمی دیکھتا ہے جو افلاس اور بے سامانی کے باوجود تندرست، مطمئن، خوش و خرم، مسرور نظر آتا ہے ۵

ادھر ٹکڑے تھا دامن اور اُدھر پرزے گریباں تھا۔ مگر مانند گل ان پھٹے حالوں بھی خنداں تھا

اور اس کے مقابلہ میں سیکڑوں ایسے انسان بھی دیکھتا ہے جن کا مکان بھی عالی شان وسیع و رفیع ہے اُس کا فرنیچر بھی بہترین ہے اُس میں تمام آرائش و آسائش کے سامان بھی موجود ہیں۔ اُس کے اہل و عیال اور خدام بھی حاضر و موجود ہیں مگر وہ بدنصیب کسی درد و بے چینی یا فکر و تشویش میں مبتلا ہے۔ اس سارے سامان راحت سے جو راحت اُس کو مل رہی ہے کوئی اُسی کے دل سے پوچھے تو پتہ لگے کہ وہ اپنی اس

زندگی سے اُس فاقہ مست مفلس کی زندگی کو بدرجہا بہتر اور راحت کی زندگی سمجھتا ہے جو خشک روٹی کھا کر اطمینان و سکون اور راحت و سرور کی ساتھ سوتا ہے۔

ذرا غور کریں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ سامانِ راحت تو کسبی چیز ہے سعی و محنت پھر دولت پیسہ کے ذریعہ ہر وقت ہر جگہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن خود راحت کسبی اور اختیاری نہیں وہ محض وہبی چیز اور خاص عطیہ ہے حق سبحانہ وتعالیٰ کا جو کبھی بدون اس ساز و سامان کے بھی عطا کر دی جاتی ہے اور کبھی سارے سامان جمع ہوتے ہوئے بھی نہیں دی جاتی۔ راحت نہ کسی بازار میں بکتی ہے، نہ کسی فیکٹری میں بنائی جاتی ہے، نہ کسی بڑی سے بڑی قیمت پر خریدی جا سکتی ہے۔

ایک سرمایہ دار دولتمند آرام کی نیند لینے کے لئے مکان موسم کے مناسب عمدہ وسیع اور صاف چارپائی بہترین بستر اور گدے تکیے نفیس، ہوا اور روشنی طبیعت اور موسم کے مطابق اپنی دولت کے عوض جمع کر سکتا ہے۔ لیکن جو چیز ان سب اسباب و ذرائع سے مقصود اصلی ہے یعنی نیند وہ یقیناً پھر بھی اُس کے اختیار میں نہیں بلکہ بلا واسطہ حق تعالیٰ کا عطیہ ہے جو اس سامان جمع کرنے والے کو عادت اکثریہ کے طور پر عطا کر دی جاتی ہے۔ اور جب مشیت خداوندی نہیں ہوتی تو یہ سب اسباب و سامان بیکار ثابت ہوتے ہیں کوئی بے چینی لگا دی جاتی ہے کہ نیند اس کے پاس تک نہیں آتی۔

الغرض راحت جو قلب کے سکون و اطمینان اور سرور کا نام ہے وہ کسبی و اختیاری نہیں بلکہ محض موہبت و عطیۂ حق تعالیٰ ہے جو کبھی بے سامانوں کو دیدیا جاتا ہے اور کبھی ساز و سامان والوں کو بھی نصیب نہیں ہوتا۔

مگر بہت سے بے وقوف انسان سامانِ راحت جمع کرنے اور اُس کی حفاظت کرنے

میں اتنے منہمک، حیران و پریشان رہتے ہیں کہ اصلی راحت جو اس سامان سے مقصود تھی اُن کے پاس تک نہیں آتی۔ یہ راحت کی حقیقت سے ناآشنا مسکین بھی بڑا قابل رحم ہے کہ اسی پریشانی ہی کو راحت سمجھنے لگا۔ جو درحقیقت بخشندۂ راحت مالکِ حقیقی سے غفلت اور اُسکے ارشادات سے اعراض کی نقد سزا ہے۔ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَکْبَرُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝

قرآن کریم میں صاف لفظوں میں بتلا دیا ہے کہ سامانِ دنیا کی فراہمی میں حیران و پریشان اور مشوش و سرگردان رہنا ایک عذابِ نقد ہے جو آخرت کے عذاب سے پہلے غافل اور نافرمان انسان پر منجانب اللہ مسلط کیا جاتا ہے۔ ارشاد ہے:۔

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

ان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں۔ اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان (مذکورہ) چیزوں سے دنیوی زندگی میں بھی اُن کو عذاب میں رکھے اور انکی جان کفر ہی کی حالت میں نکل جائے۔

اس آیت کا حاصل یہی ہے کہ اہلِ ایمان کفار کی ظاہری دولت اور ساز و سامان سے تعجب میں نہ پڑیں کیونکہ وہ اُن کے لئے کوئی خوش ہونے کی چیز نہیں۔ بلکہ اگر غور کریں تو دو وجہ سے نقد عذاب ہے۔ اوّل یہ کہ سامان و اسباب سے جو مقصود اصلی تھا یعنی راحت و سکون وہ اُن کو کبھی میسّر نہیں۔ دوسرے ان چیزوں میں لگ کر اُن کی غفلت و نافرمانی اور بڑھتی جاتی ہے جو اُن کی غیر فانی دائمی زندگی کو تباہ و برباد کرنے والی ہے یہی وجہ ہے کہ اہلِ ایمان اگر عمل میں کوتاہی یا بے راہی اختیار کریں تو انکو فوری تنبیہ کے لئے دنیا ہی میں ہر صلاح و فلاح اور ظاہری دولت و عزت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اور جس طرح نافرمانی کے باوجود دنیا کی دولت و عزت کا عطا ہونا

ف اور آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہے کاش وہ سمجھ لیتے ۱۲ منہ +

کفار کے لئے نقد عذاب ہے۔

اسی طرح اہلِ ایمان مبتلائے معاصی کے لئے ان چیزوں سے محروم ہونا عنایت حق جل وعلا کی ایک لطیف صورت ہے تاکہ وہ اس فوری تنبیہ سے ہوشیار ہوکر نافرمانیوں سے باز آئیں۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:۔

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

اور البتہ ہم ان کو چکھا دیتے ہیں (دنیا میں) کچھ عذاب قریب بڑے عذاب (آخرت) سے پہلے تاکہ وہ باز آجائیں۔

دنیوی ترقی اور فلاح کے لئے مسلم قوم کو دوسری اقوام پر قیاس کرنا غلطی ہے

یہاں یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ جس طرح افرادِ انسانی کے مزاج مختلف ہیں ان کے امراض کی کیفیات مختلف اور علاج ودوا کی صورتیں مختلف ہیں ایک ہی مرض کے دو مریضوں میں سے ایک شخص کیلئے ایک دوا اکسیر کا کام دیتی ہے اور دوسرے کو بوجہ اختلافِ مزاج اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات مضر ہوتی ہے۔

اسی طرح اقوامِ عالم کے بھی مزاج مختلف ہیں ان کے امراض اور طرقِ علاج مختلف ہیں۔ ان کے عروج وتنزل اور ترقی وتنزل کے اسباب اور تدبیریں ایک دوسرے سے متغائر ہیں۔

غیر مسلم اقوام جس طریق عمل کو اختیار کرکے دنیا میں ظاہری ارتقاء اور فلاح وبہبود، عزت ودولت حاصل کرلیتی ہیں۔ یہ ضرور نہیں کہ مسلمان بھی اس طریق کو اختیار کرکے دنیوی زندگی کی صلاح وفلاح حاصل کرلیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ وہ طریق ان کے حق میں غیر مفید یا مضر ثابت ہو۔

ہندو اگر سود خواری سے اور انگریز چالاکی و مکاری سے دنیا میں عزّت و دولت کا کوئی حصہ جمع کرلیں تو لازم نہیں کہ مسلمان بھی اُن کی نقل اُتار کر یہ چیزیں حاصل کرسکیں کیونکہ دوست و دشمن کے ساتھ یکساں معاملہ نہیں کیا جاتا۔ دشمن کو ڈھیل دی جاتی ہے جس کو اصطلاح شرع میں **استدراج** کہتے ہیں اور دوست پر فوری تنبیہ کی جاتی ہے۔ قرآن مجید میں جابجا اس کی تصریحات موجود ہیں کہ سرکشوں اور باغیوں کے لئے دنیا میں دولت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس میں وہ مست و مغرور ہو کر اور گمراہی میں پڑ جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے حق میں ارشاد ہے۔

فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ | ہم نے اُن پر ہر شئی کے دروازے کھول دیئے۔

یہ ظاہری دولت و فراغت حقیقت میں خدا کا قہر و عذاب ہوتا ہے جس کو یہ احمق اپنی فلاح و بہبود سمجھتا ہے۔

اور اہلِ ایمان اگر کسی عملی خرابی اور گناہ میں مبتلا ہوں تو اُن کو دنیا ہی میں یہ سزا دیدی جاتی ہے کہ وہ دولت و عزّت سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔

اس لئے حلال و حرام اور جائز و ناجائز سے بالکل بے فکر ہو کر سود، رشوت، شراب، قمار، فواحش، لہو و لعب میں مبتلا رہ کر غیر مسلم اقوام تو دنیوی فلاح و ترقی سے محروم نہیں ہوتی مگر مسلمان اُن کی نقالی کریں اور ان محرمات اور خلافِ شرع چیزوں کا ارتکاب کرتے ہوئے دنیا میں صلاح و فلاح کی امید رکھیں تو یہ اُن کا خیال خام اور ایک خواب خوش ہے جو کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔

اسلام کے ساڑھے تیرہ سو سال کا تجربہ و مشاہدہ گواہ ہے کہ قوم مسلم نے جب کبھی تعلیماتِ نبویہ اور سُنّتِ رسول کو اپنا اسوہ بنایا اور اُس پر عامل ہوئی تو آخرت

کے درجات جو اصل مقاصد ہیں وہ تو اُن کو حاصل ہوئے ہی۔ دنیوی اور ظاہری دولت و عزت بھی اُن کے قدموں میں آگری اور وہ کھُلی آنکھوں اس وعدہ کا مشاہدہ کرنے لگے۔

یاتیه الدنیا وھی راغمۃ — اللہ سے ڈرنے والے کے پاس دنیا ذلیل ہو کر آتی ہے

اور جس وقت بھی اُنھوں نے اس اُسوۂ حسنہ سے مُنہ موڑا آخرت کے عذاب کے علاوہ دنیا کی ہر صلاح و فلاح دولت و عزت نے بھی اُن سے مُنہ موڑ لیا ۵

چوں ازو گشتی ہمہ چیز از تو گشت — چوں ازو گشتی ہمہ چیز از تو گشت

(۳) مسلمانوں کی ہر فلاح اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں منحصر ہے

فلاح آخرت — مذکورہ بالا تصریحات سے ثابت ہوگیا کہ آخرت کی صلاح و فلاح اور آرام و عیش کی دائمی زندگی تو مطلقاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے اتباع میں منحصر ہے اُن سے جاہل یا غافل رہ کر کوئی انسان کتنی ہی محنت و جانفشانی اور زہد و ریاضت اختیار کرے وہ راستہ غلط ہونے کے سبب بالکل بیکار بلکہ مضر ہوگی ۵

محال ست سعدی کہ راہِ صفا — تواں رفت جز بر پے مصطفا

کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم مطلق سعی و محنت اور عبادت و ریاضت کی صورت رضائے حق تعالیٰ اور آخرت کی کامیابی حاصل کرنے کے لئے کافی نہیں بلکہ خاص وہ سعی اور محنت درکار ہے جس کی تعلیم خود حق سبحانہ و تعالیٰ نے بذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی ہے۔ ارشاد ہے:۔

وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ — آخرت کیلئے ایسی سعی کرے جو اُسکے مناسب ہے اور وہ مومن بھی ہو

عقلاً بھی یہ بات معمولی غور و فکر سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ کسی انسان کی پسند و ناپسند

کا حال جب تک خود وہ بیان نہ کرے دوسرا شخص نہیں سمجھ سکتا کہ اس کو ترشی پسند ہے یا شیرینی، جلس پسند ہے یا خلوت و تنہائی۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ عالی کی پسند و ناپسند رضا و عدم رضا کا ادراک انسان کو بدون اُسی کے بیان کے کیسے ہو سکتا ہے۔ اور اسی چیز کے بیان و تبلیغ کے لئے انبیاء علیہم السلام بھیجے جاتے ہیں۔ اسی کا نام دین و مذہب ہے تو جو شخص عبادت و ریاضت میں کوئی محنت مشقت محض اپنی رائے سے یا کسی ایسے شخص یا ایسی کتاب کے اتباع سے کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا نہیں ہے اُس کی سعی و محنت رائگاں اور باطل اور اُس جاہل کے مشابہ ہے جو کسی شخص کی رضا حاصل کرنے کے لئے خدمت کرنا چاہے اور سخت گرمی کے وقت انگیٹھی سلگا کر اُس کے پاس رکھدے یا سخت سردی میں پنکھا جھلنے لگے تو خدمت میں سعی تو بلا شبہ اس نے بھی کی مگر وہ سب ضائع اور لغو اور مستحق عتاب و ناراضی ہے۔ ۵

ہر کسے باظن خود شد یار من
واز دروں من نہ جست اسرار من

رضا جوئی کے لئے کارگر خدمت اُس شخص کی ہو سکتی ہے جو پہلے اپنے محبوب کی مزاج شناسی کی کوشش کرکے اُس کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیزوں کو معلوم کرلے۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ کی پسند و ناپسند کا حال بجز وحی اور تعلیمات نبوت کے کسی طرح نہیں پہچانا جا سکتا۔ اس لئے رضائے حق سبحانہ و تعالیٰ اور فلاح آخرت کے لئے کوئی کوشش اور کوئی ریاضت و عبادت اور مجاہدہ و مشاہدہ بدون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور آپ کی تعلیمات کو مشعل راہ بنانے کے ممکن نہیں۔

فلاح دنیا | دنیا کی چند روزہ اور ناقص زندگی میں بھی حقیقی راحت و سرور اور آرام و

عیش تو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعلیمات کے اتباع ہی میں منحصر ہے۔ اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین کے لئے جس طرح آخرت کی دائمی زندگی میں فلاح وصلاح اور ہر طرح کی راحت کا وعدہ ہے اسی طرح دنیا میں بھی حقیقی راحت وسکون صرف انھیں کا حصہ ہے۔ اور جنت میں جانے سے پہلے دنیا ہی میں ایک طرح کی جنت اُن کو دیدی جاتی ہے کہ قناعت اور تقدیر الٰہی پر رضا کے سبب وہ کسی حال میں پریشان ومشوش نہیں ہوتے۔ دنیا کے مصائب وآفات اور پریشانیوں کی صورتیں اُن پر ضرور آتی ہیں اور بسا اوقات دوسروں سے زیادہ آتی ہیں لیکن اُن کے قلوب اُس وقت بھی اپنی جگہ پر مطمئن اور مسرور ہوتے ہیں۔ زمانہ کے بڑے سے بڑے حوادث اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ وہ مرنے میں بھی جیتے ہیں اور بگڑنے میں بھی بنتے ہیں ؎

نہ شوخی چل سکی باد صبا کی　　بگڑنے میں بھی زلف اُس کی بنا کی

راحت وعیش جس کا تعلق قلب کے اطمینان وسکون سے ہے بلاشبہ سارے عالم سے زیادہ انھیں حضرات کو حاصل ہے۔ یہی وہ نشہ ہے جس کے سرور سے وہ شاہانہ سازوسامان کو ذرا نظر میں نہیں لاتے ؎

زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب　　من ملک نیم روز بدانگے نمی خرم

اُن کی بے سروسامانی کے باوجود سازوسامان والے اُنکی راحت کو نہیں پاسکتے ؎

خوش فرش بوریا وگدائی وخواب من　　کیں عیش نیست در خور اورنگ خسروی

اُن کا رشتۂ نیاز ایک ایسی بارگاہِ عالی سے جڑ جاتا ہے کہ وہ اُن کو سارے عالم سے بے نیاز کر دیتی ہے ؎

فقر میں بھی ہیں سربسر کبر وغرور وناز ہوں　+　کس کا نیاز مند ہوں سب سے جو بے نیاز ہوں

یہی وہ نقد جنت ہے جو اللہ والوں کو دنیا ہی میں ملجاتی ہے اسی کو بعض ائمۂ تفسیر نے آیتِ ذیل کی تفسیر میں لیا ہے:۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ — جو شخص ڈرے اللہ سے اُس کے لئے دو جنتیں ہیں

یعنی ایک جنت آخرت میں اور ایک اسی دنیا میں۔

اور بعض روایاتِ حدیث میں جو دنیا کو مؤمن کے لئے (سجن) یعنی قیدخانہ فرمایا ہی یہ جنت اس کے منافی نہیں۔ ظاہری اسباب وسامان اور صورت کے اعتبار سے دنیا اُن کے لئے قیدخانہ ہے۔ لیکن باطنی راحت وسکون کے اعتبار سے یہ قیدخانہ بھی اُن کے لئے جنت ہی ہے۔

لہٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ۔ — اُس کا ایک دروازہ ہے کہ اُس کے اندر تو رحمت ہی رحمت ہے اور باہر کی جانب عذاب ہے۔

الغرض دنیا کی ظاہری زندگی میں بھی حقیقی راحت وسرور صرف اُنھیں حضرات کا حصہ ہے جو وحی الٰہی اور تعلیماتِ نبوی کے پیرو ہیں۔

البتہ اس دنیوی زندگی میں اتنا فرق ضرور ہے کہ تعلیماتِ نبوت سے اعراض کرنے والے اگر بالکل کافر اور خدا کے باغی ہیں تو اُن کو استدراج (ڈھیل) کے طور پر دنیاوی اور ظاہری سامان راحت، عزت ودولت سے محروم نہیں کیا جاتا اور اگر وہ اہلِ ایمان ہیں تو فوری تنبیہ کے لئے اکثر اُن کو اس زندگی میں عزت ودولت سے محروم کردیا جاتا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کے سوا دوسری قومیں خدا تعالیٰ کی مرضی و نامرضی اور حلال وحرام سے بےفکر ہو کر دنیوی ترقی کے لئے کوئی اسکیم بنادیں تو دنیا کی

ظاہری حیات میں اُس کا کامیاب ہوجانا ممکن ہے گو حقیقی راحت حاصل نہ ہو مگر ظاہری سامان راحت اور عزت و دولت اُن کو اپنے اختراعی نظم نازی ازم، اور کمیونزم اور سوشل ازم وغیرہ کے ذریعہ حاصل ہوجاوے تو بعید نہیں۔

غرض جن لوگوں نے متاعِ دنیا اور اُس کے چند روزہ اور ظاہری ساز و سامان ہی کو اپنا محبوب حقیقی اور قبلۂ مقصود بنا لیا ہے۔ اور جن کی حالت قرآن نے یہ بیان کی ہے کہ اَلَّذِیْنَ رَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِہَا۔ | وہ لوگ جو (صرف) حیاتِ دنیا ہی پر راضی اور مطمئن ہوگئے۔

حقیقت شناس صاحب بصیرت تو اُن کو یہی کہیں گے کہ ؎

آنانکہ بجز روئی تو جائے نگرانند کوتہ نظرانند چہ کوتہ نظرانند

لیکن بہرحال اُن کا یہ مقصود برلن اور امریکہ کی منڈیوں میں چین و جاپان کے بازاروں میں۔ اسٹالن اور مارکس کی چوکٹ پر جبہ سائی کرنے میں حاصل ہوجانا ممکن ہے۔

لیکن مسلمان جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول پر ایمان رکھنے والا ہے وہ ان بے دینوں کی نقل اُتار کر کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اُس کے لئے دنیوی عزت و دولت کے حصول میں بھی بجز سبز گنبد میں آرام فرمانے والے تاجدارِ مدینہ سید الانبیاء والمرسلین سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے کہیں جائے پناہ نہیں۔

ہمارے خواجہ صاحب مرحوم نے خوب فرمایا ہے ؎

بنیں ہم نہ ہندی نہ روسی نہ نازی بنالیں بس اپنے کو سچا حجازی
ہمیں پھر بہرحال لیجائیں بازی مریں تو شہید اور ماریں تو غازی

تاریخ اسلام کا مجریٰ اس پر شاہد ہے کہ مسلمان قوم نے جب کبھی اُسوۂ حسنہ نبویہ سے مُنھ موڑا تو دنیا کی عزت و دولت نے بھی اُس سے مُنھ موڑ لیا۔ جس وقت وہ تعلیماتِ نبوت کے حامل اور اُن پر پورے عامل تھے تو اُن کے عروج و اقبال کا یہ عالم تھا کہ جنگل میں سر کے نیچے اینٹ رکھکر سو جانے والے امیر المؤمنین کے نام سے کسریٰ و قیصر کے محلات میں زلزلہ پڑ جاتا تھا

قباؤں میں پیوند بیٹوں پہ پتھر — قدم کے تلے تاج کسریٰ و قیصر

اور جب انھوں نے اس میں غفلت و کوتاہی شروع کی تو چار دانگ عالم میں آئی نکلی پھیلی ہوئی سلطنت و حکومت خود بخود دمٹنا شروع ہوگئی۔ نہ اندلس کے قصر حمراء و زہراء اُن کو بچا سکے اور نہ مصر و قاہرہ کی قوت قاہرہ کام آسکی۔ پھر جب کبھی سنبھلے تو حکومت سنبھل گئی اور بہکے تو سلطنت و حکومت میں بھی زوال آگیا۔

غرض مسلمانوں کی دنیوی مصائب و آفات اور عزت و دولت اور حکومت وغیرہ سے محرومی بھی اُن کے بُرے اعمال کے نتائج اور تعلیمات قرآن و حدیث سے غفلت اور اعراض کے ثمرات ہیں۔

اگر ماضی کا تجربہ مستقبل کے لئے مشعلِ ہدایت اور درسِ عبرت ہو سکتا ہے تو مسلمانوں کے عہد ماضی کا طویل و عریض زمانہ اور اُس کی تاریخ کا ہر مرقع اُن کو اُن کی ہر صلاح و فلاح کے لئے صرف ایک سبق دیتا ہے جو بالکل واضح اور جلی ہے۔ جس کو امام مدینہ حضرت مالک بن انس رضؓ کے الفاظ میں اس طرح بیان کیا جاتا ہے:۔

لَنْ يُّصْلِحَ اٰخِرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا مَا اَصْلَحَ بِهٖ اَوَّلَهَا

اس اُمت کے آخری دَور کی اصلاح کوئی چیز بجز اُس طریق کار کے نہیں کر سکتی جس کے ذریعہ اس اُمت کے دَور اول کی اصلاح ہوئی تھی۔

اور ظاہر ہے کہ وہ طریق کار جس نے عرب کے بدوؤں کو تہذیب انسانی کا معلم وحشیوں کو سیاست تمدن کا مجدد، گمراہوں کو دنیا کا رہبر، بد اخلاقوں کو خوش اخلاقی کا پیکر، مریضوں کو مسیحا بنا دیا وہ کیا تھا؟ صرف قرآنی نظام اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وارشادات کا اتباع۔

(۴) مسلمانوں سے التماس

آجکل مسلمان ہر طرف سے اعداء کے نرغہ اور طرح طرح کی مصائب سے پریشان ہو کر قسم قسم کی تدبیریں اس بلاء سے نکلنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں لیکن افسوس کہ ان تدبیروں میں بار بار کی ناکامی و نامرادی کے باوجود وہ نہیں آتے تو صرف اُس تدبیر کی طرف نہیں آتے جو اُن کی سب کامیابیوں کی کفیل اور تجربہ سے صحیح و یقینی ثابت ہو چکی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو صحیح اور مضبوط کرنا اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی تدبیروں پر عمل کرنا۔ ولنعم ما قیل۔

نہ جبتک حملہ آور ان پہ دینی راہ سے ہونگے ۔۔۔ نہ ہرگز ان پہ غالب کسب مال و جاہ سے ہونگے
نہ جبتک ملکے سب وابستہ حبل اللہ ہونگے ۔۔۔ نہ ہرگز کامران سعی گہ و بیگاہ سے ہونگے

اس کا یہ مطلب نہیں کہ رفع مصائب کے لئے اپنی قوت اور دشمنوں سے حفاظت کی ظاہری تدبیریں بیکار و فضول ہیں کیونکہ تعلیماتِ قرآن و حدیث میں خود ان مادی تدبیروں کا بھی اہتمام موجود ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان مادی تدبیروں میں تو تمہارے دشمن تم سے کہیں زیادہ اور آگے ہیں اور جب تک تم سامان جمع کرکے اُن کے درجہ تک پہنچو گے وہ اُس سے بہت آگے پہنچ لیں گے۔ اس لئے صرف ان ظاہری تدابیر اور مادی قوت

کی فراہمی سے مسلمان کسی وقت بھی اُن سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتے۔ مسلمانوں کی وہ مخصوص قوت جس کا کسی دوسری قوم کے پاس جواب نہیں۔ ان کا وہ میگزین جس کے سامنے ساری دنیا کی طاقتیں سرنگوں ہیں۔ اور جس نے ان کے قلت عدد اور قلت سامان کے باوجود تاریخ اسلام کے ہر دور میں ان کو دوسروں پر ہمیشہ فتحمند اور سربلند کیا وہ صرف اُن کا تعلق مع اللہ اور وہ روحانی رشتہ ہے جو ان کو ساری قوتوں کے خالق و مالک کے ساتھ حاصل ہے جس کے لازمی نتیجہ میں امداد غیبی، نصرت الٰہی، فرشتوں کی امداد، دوسری قوموں پر رعب وغیرہ ہر قدم پر ان کی ساتھ ہوتے ہیں۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ یہ رشتہ و تعلق صرف اطاعت اور فرمانبرداری سے حاصل ہوسکتا ہے نافرمانی کے ساتھ باقی نہیں رہتا۔

غزوہ بدر میں جو فرشتوں کا لشکر مسلمانوں کی امداد کے لئے اُتر آیا تھا وہ میدانِ بدر کی مقامی وہنگامی یا مجاہدینِ بدر کی شخصی خصوصیت نہیں تھی اور نہ اُس زمانہ کی خصوصیت کو اس میں دخل تھا۔ بلکہ حسب تصریح قرآنی اُس کا مدار اطاعت خداوندی پر اور اُس میں بھی خصوصاً صبر، تقویٰ کے جوہروں پر تھا جو اُس میدان کے سپاہیوں کو حاصل تھے۔ اسی مضمون کو قرآن کریم نے اس آیت میں بالفاظ شرط ظاہر کیا ہے :۔

بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ	بیشک اگر تم صبر و تقویٰ اختیار کرو اور کفار یکبارگی تم پر آ پڑیں تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری امداد فرمائیگا۔

مسلمان اگر آج بھی حق تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق اطاعت اُسی طرح مستحکم کرلیں اور صبر و تقویٰ کے اوصاف پیدا کرلیں تو اُس کے فرشتے آج بھی زندہ و موجود اور نصرت مسلمین کے لئے طیار ہیں ۵

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو ... اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اسی مضمون کو قرآن کریم کی دوسری آیت میں بالفاظ ذیل ارشاد فرمایا ہے:۔

بَلٰى إِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ؕ	بیشک اگر تم صبر و تقویٰ اختیار کرلو تو تمھیں دشمن کا کید کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

یہ مسئلہ کہ مسلمانوں کی فتح و نصرت کا سب سے بڑا سبب اُن کا تعلق مع اللہ اور نصرتِ خداوندی ہے صرف نظری اور فکری نہیں بلکہ بار بار کے پیہم تجربوں نے اُسکو ایسا بدیہی کر دیا تھا کہ جو مسلمان کسی سبب سے عملی کوتاہیوں میں مبتلا بھی تھے وہ بھی علمی اور فکری درجہ میں اس پر یقین رکھتے تھے کہ ہماری فلاح و کامیابی صرف اطاعتِ خداوندی اور تعلیماتِ قرآن کے ساتھ وابستہ ہے اسلامی فرمارواؤں میں سب سے مجرم اور ظالم حجاج بن یوسف ثقفی مشہور ہے اُس کا ایک فرمان نمونہ کے لئے دیکھئے:۔

ظالم اُمت حجاج بن یوسف کا ایک خط محمد بن قاسم گورنر سندھ کے نام	محمد بن قاسم فاتح سندھ نے جب دریائے سندھ کو عبور کر لیا اور راجہ داہر کی زبردست ہاتھیوں کی فوج سے مقابلہ

ٹھن گیا تو حجاج بن یوسف ثقفی (جو عراق کے وائسرائے کی حیثیت رکھتا تھا) اُن کا خط محمد بن قاسم کے نام بمضمونِ ذیل پہنچا:۔

"پنجوقتہ نماز پڑھنے میں سستی نہ ہو، تکبیر و قرأت، قیام و قعود اور رکوع و سجود میں خدائے تعالیٰ کے روبرو تضرع و زاری کیا کرو۔ زبان پر ہر وقت ذکر الٰہی جاری رکھو، کسی شخص کو شوکت و قوت خدا تعالیٰ کی مہربانی کے بغیر میسر نہیں ہوسکتی اگر تم خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھوگے تو یقیناً مظفر و منصور رہوگے"

(آئینہ حقیقت نما مصنفہ مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی ص۱۰۵)

پھر راجہ داہر کے مارے جانے کا حال محمد بن قاسم نے حجاج ابن یوسف کو لکھا تو قاصد حجاج کی طرف سے یہ خط لیکر آیا :-

"تمھارا اہتمام و انتظام اور ہر ایک کام شرع کے موافق ہے مگر ہر خاص و عام کو امان دینے اور دوست دشمن میں تمیز نہ کرنے سے ایسا نہ ہو کہ کام بگڑ جائے جو لوگ بزرگ اور پیشہ ور ہوں اُن کو ضرور امان دو لیکن شریر اور بدمعاش کو دیکھ بھال کر آزاد کیا کرو اپنے عہد و پیمان کا ہمیشہ لحاظ رکھو اور امن پسند رعایا کی استمالت کرو" (آئینۂ حقیقت نما)

یہ کسی حجرہ نشین ملا کی تلقین یا کسی خانقاہ کی تعلیم نہیں ایک رعب داب والے با اختیار امیر (وائسرائے) کا فرمان ہے اور امیر بھی وہ کوئی خلفاء راشدین میں سے نہیں صلحاء و متقین میں سے نہیں سب سے زیادہ بدنام امیر ہے مگر خدا ترسی سے نہیں دنیا طلبی اور حکومت و سلطنت کی خواہش ہی کے سبب سہی اتنی بات پر وہ بھی کامل یقین رکھتا ہے اور اپنے ماتحت حکام کو اُس کا فرمان بھیجتا ہے کہ یہ ہماری عبادات نماز روزہ اور دیگر احکام قرآنیہ کی اطاعت ہی ہمارے فتح و ظفر کی روح ہے اور ہماری ہر کامیابی دنیوی بھی اس میں مضمر ہے۔

قریب قریب اسی مضمون کا ایک فرمان حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے عہد خلافت کے تمام مسلم حکام کے نام جاری فرمایا تھا جسکو امام مالکؒ نے مؤطا میں بالفاظ ذیل روایت کیا ہے :-

ان اهم امركم عندی الصّلوٰة فمن ضيعها فهو لما سواها اضيع۔	میرے نزدیک تمھارے سب کاموں میں سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے جس نے اسکو ضائع کر دیا وہ دوسرے کام کو اور بھی۔

یہ حکم بھی کوئی درگاہی اور خانقاہی تلقین نہیں تھی جسکو کوئی روشن خیال یہ کہکر نظر انداز کر دے کہ یہ سیاست سے ناآشنا خلوت نشینوں کے خیالات ہیں بلکہ اُمت اسلامیہ کی سب سے

ہو جبر سیاست امیر المؤمنین کا فرمان ہے جو طلباء اور عوام کو نہیں بلکہ حکام و امراء کو بھیجا جاتا ہے کہ وہ خود اس پر عامل ہوں اور دوسروں سے عمل کرائیں۔

فاتح مصر عبداللہ بن عمر بن عاصؓ کو مصر جیسے عظیم الشان شہر کا محاصرہ کئے ہوئے صرف ایک مہینہ گذرا تھا کہ فاروق اعظمؓ داتنی تاخیر بھی اسلامی فتوحات کے دستور پر ناگوار ہوئی اور تاخیر فتح کے مرض کی تشخیص اور اس کے علاج کی تجویز یہ فرمائی کہ:۔

معلوم ہوا ہے کہ آپ کے دل میں مصر و قاہرہ کے اموال عظیمہ کی جمع آگئی اور اخلاص عمل میں کمی آئی یہی سبب تاخیر فتح کا ہو رہا ہے۔ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد اپنے ان خیالات سے توبہ اور نصرت الٰہی کیلئے دعا کر کے یکبارگی حملہ کرو۔" (ترجمہ بمضمونہ)

عمرو بن عاص نے حکم کی تعمیل کی تو اسی روز میدان ہاتھ میں اور مصر کا تخت زیر قدم تھا۔

یہ واقعات ہیں جن سے تاریخ اسلام کے صفحات لبریز ہیں کہاں تک نقل کیا جاوے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آج کے مسلمان اپنی کامیابی و فلاح کی دوا کبھی جرمن و اسٹالن کی کارخانوں میں اور کبھی برطانیہ و امریکہ کے ایوانوں میں تلاش کرتے ہیں۔ لیکن جو اکسیر اعظم ان کے گھر میں موجود اور جس کا استعمال سہل اور انکے مزاج ملّی کے بالکل موافق اور بار بار کے تجربہ سے اس کا اثر یقینی ہے اسکی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔

یک سبد پر نان ابر فرق سر ۔۔۔ تو ہمی جوئی لب نان در بدر

الغرض اب تو بار بار کے تجربوں نے ثابت کر دیا کہ نئی روشن خیالی کے ناخن تدبیر اس گتھی کو سلجھانے میں ناکام اور مغربی سیاست کا راستہ مسلمان قوم کے لئے یقیناً ناموافق ثابت ہوا۔ اب تو یقین ہو جانا چاہیے کہ ان کی فلاح غیروں کی نقالی اور انھیں کی اصطلاح میں آگے بڑھنے میں نہیں بلکہ اب سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کی طرف لوٹ جانے اور صرف اس

سیاست کو اختیار کرنے میں ہے جو قرآنی بنیادوں اور اسلامی اخلاق و معاملات اور صبر و تقویٰ پر قائم ہو جس میں صدیق و فاروق کی سیاست کا رنگ ہو۔ جس کی بلندی و برتری کو آج بھی دنیا کا ہر دانشمند ماننے کے لئے مجبور ہے۔ ابھی پچھلے دنوں خود مسٹر گاندھی نے اس کے اقرار کا اعلان کیا کہ صرف صدیق و فاروق ہی کی سیاست قابل تقلید سیاست ہے۔ خدا کرے کہ مسلمان جلد اس پر توجہ دیں اور مسلمانوں کی قومی فلاح کے لئے ظاہری تدابیر کے ساتھ اس روح تدابیر یعنی تعلق مع اللہ کو مضبوط کرنے میں بھی پوری سعی کرنے لگیں تو فلاح و کامیابی اُن کی ساتھ ہو۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

(۵) اعمالِ شرعیہ کو قومی صلاح و فلاح میں دخل و تاثیر

قرآن وحدیث کی تصریحات اور تاریخی تجربہ و مشاہدہ سے مذکورہ بالا تحریر میں یہ امر واضح ہو چکا ہے کہ مسلمان قوم کا ایک خاص مزاج ہے کہ اُس کی دنیوی ترقی و بہبود بھی اطاعت خداوندی اور اتباع احکام شرعیہ میں منحصر ہے اس کو چھوڑ کر وہ کتنا ہی سامان جمع کرلیں اور کتنی ہی تدبیریں کام میں لاوے اُن کی کامیابی ناممکن ہے۔

لیکن عقلی طور پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اعمالِ شرعیہ بالخصوص عبادات نماز، روزہ حج، زکوٰۃ وغیرہ کو قومی فلاح و ترقی میں کیا دخل ہے اور ان چیزوں سے کسی قوم کا گرنا یا اُبھرنا کیسے ممکن ہے۔ ظاہری معالجات اور ادویہ کی ایک مثال سے اسکو بآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔ اطباء کی تصریحات کے موافق دواؤں کی دو قسمیں ہیں ایک مؤثر بالکیفیۃ دوسرے مؤثر بالخاصہ بالخاصہ وہ دوائیں ہیں جو تجربہ سے کسی مرض کے ازالہ میں مؤثر و مفید ثابت ہوئی لیکن یہ کسی کو معلوم نہیں ہو سکا کہ اُن کی تاثیر کا سبب کیا ہے۔ مثلاً دانہ فرنگ (جواہرات میں سے

ایک قسم کا پتھر ہے) کا منھ میں یا ہاتھ وغیرہ میں رکھنا درد گردہ کے لئے مسکن و مفید ہے۔ عود صلیب بچوں کے گلے میں لٹکانا ام الصبیان کے لئے مفید ہے۔ مگر یہ کسی کو معلوم نہیں کہ ان چیزوں اور ان امراض میں باہمی تعلق کیا ہے اور کیوں یہ دوائیں ان امراض کے ازالہ میں مؤثر ہیں۔

اسی طرح اور بہت سی دوائیں ہیں جن کو خاص کیفیت حرارت برودت کے سبب نہیں۔ بلکہ بعض بالخاصہ مؤثر و مفید مانا گیا اور تجربہ کیا گیا ہے۔

اور مؤثر **بالکیفیۃ** کے یہ معنی ہیں کہ ایک دوا اپنی کیفیت اپنے مزاج کے اعتبار سے گرم خشک ہے تو وہ طبعی طور پر ایسے امراض کے ازالہ میں مؤثر ہوگی جو سردی اور رطوبت سے پیدا ہوئے ہیں یا کسی دوا کا مزاج سرد اور خشک ہے تو وہ اُن امراض کے لئے مفید ہوگی جو اس کی ضد یعنی گرمی اور رطوبت سے پیدا ہوں۔ ان کی تاثیر بالکیفیت کہلاتی ہے۔ پھر مؤثر بالکیفیت کی دو قسمیں ہیں ایک مؤثر بلا واسطہ دوسرے مؤثر بواسطہ۔ اول کی مثال جیسے ایک مرض خالص سردی سے پیدا ہوا تو اس کا علاج ایسی دوا سے کیا جاوے جو خالص گرم ہے۔ اور دوسری صورت یعنی مؤثر بواسطہ کی مثال یہ ہے کہ کسی خاص خلط (مادہ) کے سبب سے گرمی خشکی پیدا ہوئی دوا سے اس مادہ کا ازالہ کیا گیا اس کے ازالہ سے گرمی خشکی کا بھی ازالہ ہو گیا تو یہ دوا گرمی خشکی کے ازالہ میں بواسطہ مؤثر ہوئی۔

ٹھیک اسی طرح احکام شرعیہ کو ایک مطب روحانی سمجھئے۔ پھر اس میں صلاح و فلاح انسانی کے لئے بالخاصہ مؤثر یا مفید ہونا تو تمام احکام شرعیہ کے لئے نصوص سے ثابت ہے اور حکماء امت اور اطباء ملت کو اپنے ذوق نورانی اور ادراک وجدانی سے مکشوف ہوا ہے کہ تمام احکام شرعیہ کو مسلمانوں کی دینی اور دنیوی صلاح و فلاح اور ہر ترقی میں دخل خاص اور تاثیر عجیب ہے گو وجہ اور کیفیت تاثیر معلوم نہ ہو۔

اور بہت سے اعمال وہ بھی ہیں جو انسانی فلاح وصلاح کے لئے مفید یا باکیفیت ہیں یعنی اُن کی تاثیری کیفیت اور سبب ذرا غور سے معلوم ہو سکتا ہے پھر ان میں سے بعض بلا واسطہ مؤثر قریب ہیں اور بعض بواسطہ یا بوسائط مؤثر ہیں۔

مثلاً احکام شرعیہ میں سے **صدق القول، امانت داری، عہد اور وعدہ کی پابندی، خوش خلقی، شیریں کلامی، انسانی ہمدردی وغیرہ** وہ اعمال ہیں جو انسان کو ہر دلعزیز اور محبوب بنانے میں بلا واسطہ مؤثر ہیں۔ اور اُس کے واسطہ سے معاشی ترقیات میں اور اُس کے واسطہ سے مجموعہ قوم کی خوش حالی میں مؤثر ہیں۔ اسی طرح بقدر وسعت وقدرت اپنی حفاظت اور مدافعت کا سامان جمع کرنا دشمنوں کے شر سے محفوظ و مامون رہنے میں بلا واسطہ مؤثر ہے اور اُس کے واسطہ سے قومی وقار اور رفاہیت میں مؤثر ہے۔ اسی طرح معاصی (بُرے اعمال) کوئی بواسطہ اور کوئی بلا واسطہ اور کوئی بالخاصہ مسلمانوں کے لئے دنیا میں مصائب کے ابتلاء اور عزت و دولت سے محرومی کے اسباب ہیں جو بارہا کے تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہیں اس مضمون کو حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ نے اپنے ایک مستقل رسالہ جزاء الاعمال میں بھی مفصل بیان فرمایا ہے۔

ملّتِ اسلامیہ کی پوری فلاح وترقی تو پورے احکام الٰہیہ کی مکمل پابندی پر موقوف ہے۔ لیکن اس وقت کچھ تو مسلمانوں کی عالمگیر غفلت اور کچھ فضا کی نامساعدات کے سبب دفعۃً پورے احکام کی مکمل پابندی کسی قدر دشوار ہونے کے سبب سیدی حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ نے **حیوٰۃ المسلمین** میں اعمال کی قسم دوم جو مؤثر باکیفیت ہیں پھر ان کی بھی قسم دوم یعنی مؤثر بالواسطہ میں سے ایسے مخصوص اعمال کا انتخاب فرمایا ہے۔ جن کی علمی تحصیل اور عملی تعمیل بہت آسان ہے اور جن کو

اختیار کر لینے سے مسلمانوں کے موجودہ مصائب کا ازالہ اور بقیہ اعمال کی اصلاح کی توقع قریب ہو جاتی ہے۔

ضرورت ہے کہ مسلمان ان ارواح (اعمال) کی خود پابندی کریں اور اپنے احباب و اعزا اور عام مسلمانوں میں اُن کی اشاعت اور اُن پر عمل کی ترغیب میں پورے اہتمام سے کوشش کریں۔

مسلمانوں کے اکثر افراد بھی اگر ان اعمال میں سے اکثر کے پابند ہو گئے۔ تو وہ دن دُور نہیں کہ مسلمان گرداب مصائب سے نکلکر عافیت و عزت اور راحت و طمانیت کی زندگی حاصل کر لیں۔ واللہ الموفق والمعین۔

تنبیہ

مقدمہ حیوٰۃ المسلمین کے مضامین پنجگانہ کی شرح و توضیح کسی قدر تفصیل کے ساتھ بحمد اللہ پوری ہو گئی۔ اب اصل مقدمہ کو مع حل الفاظ کے لکھنے کے بعد حیوٰۃ المسلمین کی ارواح لکھی جائیں گی

واللہ المستعان وعلیہ التکلان

ناکارہ خلائق
بندہ محمد شفیع دیوبندی
عفا اللہ عنہ وعافاہ

۲۶ رجمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۶۶ھ شنبہ

حیوۃ المسلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ الذی انزل فی کتابہ اومن کان میتا فاحیینٰہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منہا۔

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الذی شرّفہ بخطابہ کذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ودعا امتہ الی جزیل ثوابہ فی قولہ یا ایہا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم وقادھو الی رفیع جنابہ فی قولہ اولٰئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدھم بروح منہ۔

وبعد

فقد قال تعالیٰ من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجزینہم باحسن ما کانوا یعملون۔ وقال تعالیٰ ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیٰمۃ اعمیٰ۔

ان آیات کی ساتھ ایک اور آیت جو اہل جہنم کے حق میں ہے یعنی ثم لا یموت فیہا ولا یحییٰ۔ اگر بطور مقدمہ کے ملالی جاوے (جس کا حاصل یہ ہے کہ جس حیات میں راحت وحلاوت نہ ہو وہ حیوۃ گو صورۃً غیر موت ہو مگر معنًی غیر حیوۃ بھی ہے) تو اس انضمام

کے بعد مثل نصوص کثیرہ شہیرہ کے خطبہ کی آیات حیوٰۃ باطنی و اُخروی کا او دنا تجید الخطبہ
کی آیات میں علی تفسیر المحققین حیوٰۃ ظاہری و دنیوی کا بھی اختصاص صرف مطیعان حق
کی ساتھ نہایت واضح اور مصرح ہے

ف ولنفسر بعضا منہا ای ل عــــ بعلی العاجل من الاختصاص الذی حقیقتہ
اثبات حکم لشیئ ونفیہ عن غیرہ ومجموع ہذہ الآیات یفید مجموع الامرین۔ وقید
بالعاجل لانہ ہو الخفی کما سیاتی فی اخر الحواشی فمنہا قولہ تعالیٰ فتوبوا الخ ۱۲ منہ

یعنی ان آیات کثیرہ میں سے ہم اُن بعض کو بیان کرتے ہیں جو حیوٰۃ عاجل یعنی دنیوی زندگی کی فلاح کا اطاعت
حق کی ساتھ مخصوص ہونا بیان کرتی ہیں کیونکہ مخصوص ہونے کا مطلب یہی ہے کہ ایک حکم کسی خاص چیز
کے لئے ثابت اور اس کے سواسے منفی ہو۔ اور مجموعہ ان آیات کا دونوں باتوں کو ثابت کرتا ہے یعنی راحت
دنیوی کا فرماں برداروں کے لئے ثابت ہونا اور نافرمانوں سے منفی ہونا اور حیوٰۃ عاجل کی قید اس لئے
لگائی کہ دنیوی زندگی کا اطاعت حق تعالیٰ کی ساتھ وابستہ و مخصوص ہونا ہی لوگوں پر مخفی ہے آخرت
کی راحت کا اُس پر موقوف ہونا تو عموماً تسلیم ہے۔ اس کے بعد حضرت مصنف رح نے اس سلسلہ میں ایک سو
آیات اس حاشیہ میں تحریر فرمائی ہیں جن کو شرح مقدمہ میں ترجمہ کے ساتھ مفصل لکھ دیا گیا ہے اس لئے
یہاں درج کرنے کی ضرورت نہ رہی ۱۲ محمد شفیع عفی عنہ

ف وجہ التقیید حمل بعضہم الآیتین علی الحیوٰۃ والمعیشۃ الاخرویتین
لکن لا یتوقف المطلوب علیہما لکون کثیر من الآیات المذکورۃ فی الحاشیۃ
السابقۃ صریحا فی ذلک ۱۲ حضرت مصنف رح۔

یعنی علی تفسیر المحققین کی قید اس لئے بڑھائی کہ بعض حضرات نے ان آیات میں حیوٰۃ اور معیشہ سے
حیوٰۃ اُخروی مراد لی ہے۔ لیکن اگر انھیں کا قول ان آیات میں صحیح و راجح مان لیا جاوے جب بھی ہمارے
مدعا کے لئے مضر نہیں کیونکہ مدعا کا ثبوت صرف انھیں آیات پر موقوف نہیں بلکہ حاشیہ سابقہ میں
جو سو آیتیں لائی گئی ہیں اُن میں بہت سی آیتیں اس مدعا کے لئے صریح ہیں کہ دنیوی حیوٰۃ و معیشۃ کی
فلاح بھی اطاعت حق سبحانہ و تعالیٰ ہی کی ساتھ وابستہ ہے ۱۲ محمد شفیع دیوبندی عفی عنہ

مگر باوجود اس قدر وضاحت وصراحت کے ہمارے اسلامی بھائی اس مسئلہ سے اس قدر غافل ہیں کہ گویا اس مسئلہ کے دلائل کو کبھی نہ ان کی آنکھوں نے دیکھا نہ ان کے کانوں نے سُنا اور نہ اُن کے قلب پر ان کا گذر ہوا۔

اور حیوٰۃ کی ان دونوں قسموں (دنیوی و اُخروی)[1] میں سے بھی حیوٰۃ اُخروی کا اختصاص مذکور ان کے اذہان سے اتنا بعید نہیں جتنا حیوٰۃ دنیوی کا اختصاص بعید ہے (ذہنوں سے)[2]۔ اور یہ ہی وجہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں پر عالم میں عموماً اور کشورِ ہند میں خصوصاً مصیبتوں پر مصیبتیں اور بلاؤں پر بلائیں نازل ہوتی چلی جاتی ہیں۔ مگر نہ اُن کے ذہن کو مطلق اس طرف التفات ہوتا ہے' نہ ان کی زبان پر اس کا نام آتا ہے' نہ ان کے قلم سے یہ مضمون نکلتا ہے۔ اگر کسی کو علاج وتدبیر کی طرف توجہ ہوتی بھی ہے تو وہ نسخے استعمال کئے جاتے ہیں جن کی نسبت بے تکلف یہ کہنا یقیناً صحیح ہے کہ ؎

گفت ہر دارو کہ ایشاں کردہ اند — آں عمارت نیست ویراں کردہ اند
بے خبر بودند از حالِ دروں — استعیذ اللہ مما یفترون
رنجش از صفرا و از سودا نبود — بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود

اور اس بے اصول علاج کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ؎

ہر چہ کردند از علاج و از دوا — رنج افزوں گشت و حاجت ناروا
از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت — آب آتش را مدد شد ہمچو نفت
سُستی دل شد فزون و خواب کم — سوزشِ چشم و دل پُر درد و غم

مگر باوجود اس ناکامی پر ناکامی کے ان عطائی اطباء کی حالت اُس خطائی طبیب کی سی ہے جس نے کسی کو بے موقع مسہل دیدیا اور برابر زیادت اسہال کی خبر

اُس کو پہنچ رہی تھی۔ مگر وہ ہر اطلاع کے جواب میں یہی کہتا تھا کہ مادہ فاسد ہے نکلنے دو حتیٰ کہ وہ مر بھی گیا۔ مگر یہ اُس کا مرنا سُنکر بھی اپنی اُسی رائے کو صحیح سمجھا کئے۔ اور یہ فرمایا اللہ رے مادّے جس کے نکلنے سے مر گیا۔ نہ نکلتا تو معلوم کیا ہو جاتا۔

اس جہل عملی کی وجہ صرف یہی جہل علمی ہے کہ ان مصائب کے سرمنشا کی تعیین میں اُن کو نصوص الٰہیہ و نبویہ کی پوری تصدیق نہیں

ے صاحب جب اللہ و رسول پر ایمان ہے جس کے معنی ہیں ہر امر اور ہر خبر میں (تصریحات ۱۲) اُن کی تصدیق کرنا اور اُن کو سچا سمجھنا، پھر یہ کیسی تصدیق ہے کہ کسی میں تصدیق کسی میں عدم تصدیق۔

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ۔ — کیا تم قرآن کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہو اور کچھ حصہ کا انکار کرتے ہو۔

اس لئے سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ اس تجاہل یا تغافل پر از سرِ نو تنبیہ

۵ے وانما قال از سر نو لان الشریعۃ طالما نبہت علیہ ثم بترجمۃ الشریعۃ نبہ علیہ العلماء ومنہا رسالۃ جزاء الاعمال التی کتبتہا قبل ذلک بقلیل فمن ثم سمی ھذا التنبیہ جدیدا۔ وحرکنی علی ذلک ما لحقنی من القلق الشدید علی سوء حال المسلمین منذ ایام بحیث ازعجنی واضنانی۔ فاخذ اللطف الالٰہی بیدی والقی فی روعی اثناء عصر لیلۃ الفجر لعشرین من جمادی الاولیٰ سنۃ ۱۳۳۲ مدخلیۃ بعض الاعمال بخصوصہا فی کشف بعض الغمۃ التی لا طاقۃ لہم بہا برفع بعض منہا للجہل وبعض منہا للافلاس وبعض منہا للتشویش وھٰذہ ھی اُمہات جمیع البلایا والرزایا۔ وان اکتب شیئا من ذلک وابلغہ المسلمین من دون التعرض بوجہ المدخلیۃ المذکورۃ لان المقصود النافع للعامۃ ھی المسائل لا الدلائل۔ ورجائی کونہ نافعا للادواء النازلۃ رافعا۔ فازاح ذلک جاشی وازاح منہ الغواشی فشرعت فیہ راجیا من اللہ فیہ النفع وھو ولی کل وضع ورفع ۱۲ منہ۔ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

کی جاوے تاکہ مرض کے سبب کا تعین پھر علاج صحیح کا تیقن (یقین ۱۲) ہو اور اس تعین و تیقن کے بعد اسباب کے ازالہ اور علاج کی تحصیل کا اہتمام کریں

اور براہین عقلیہ و نقلیہ نیز مشاہدہ و تجربہ سے محقق و ثابت ہو چکا ہے کہ دور حاضر میں ان اسباب و معالجات کی تعلیم و تفہیم منحصر ہو گئی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں بلا خوف منازع (مخالف ۱۲) حضور کی شان عالی میں یہ دعویٰ بالکل سچا دعویٰ ہے

ذات پاک کاملے پُر مایہ — آفتابے درمیان سایہ
حاذقش گو کو حکیم حاذق ست — صادقش داں کو امین و صادق ست
در علاجش سحر مطلق را بہ بیں — در مزاجش قدرت حق را بہ بیں

جو شخص آپ کی صحت تشخیص کا اعتقاد کر کے آپ کی تجویز پر عمل کریگا وہ بیساختہ کہنے لگے گا

مطلع نور حق و دفع حرج — معنی الصبر مفتاح الفرج
اے لقاء تو جواب ہر سوال — مشکل از تو حل شود بے قیل و قال
ترجمان ہر چہ مارا در دل ست — دستگیر ہر کہ پایش در گل ست
مرحبا یا مجتبےٰ یا مرتضےٰ — ان تغب جاء القضا ضاق الفضا
اَنْتَ مَوْلَی الْقَوْمِ مَنْ اَشْتَھِیْ — قَدْ رَدَی کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) **خلاصہ** اس حاشیہ کا یہ ہے کہ اس میں تو تنبیہ کا لفظ اس لئے ذکر کیا گیا کہ حقیقۃ یہ کوئی نیا مضمون نہیں جس کو آج بیان کیا گیا ہو بلکہ قرآن و حدیث کی تنبیہات اس بارہ میں کھلی ہوئی ہیں جن کو علماء نے ترجمہ کر کے امت کو بار بار پہنچایا ہے چنانچہ اسی سلسلہ میں حضرت مصنف رح کا رسالہ جزاء الاعمال اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے۔ اس کے بعد حضرت رح نے اس کتاب کی تصنیف کا سبب تحریر فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے مصائب و خستہ حالی کا حضرت پر بہت زیادہ اثر تھا یہانتک ضعف و اضمحلال ہو گیا۔ اسوقت حق تعالیٰ کی عنایت نے دستگیری فرمائی اور قلب مبارک میں ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ کی صبح کی نماز میں یہ مضمون ڈالا گیا کہ بعض اعمال خاصہ ان مصائب کے ازالہ کے لئے نہایت مفید ہیں اُن کو جمع کر کے مسلمانوں کو پہنچایا جائے اسی داعیہ کی بنا پر یہ رسالہ لکھا گیا ۱۲ محمد شفیع عفی عنہ

اور اگر یہ شخص آپ کی کسی تجویز کی لِمَ (وجہ[12]) بھی نہ سمجھے گا تب بھی جیسا کہ لوازم اعتقاد سے ہے یہ کہے گا ؎

آنکہ از حق یابد او وحی و خطاب — ہرچہ فرماید بود عین صواب
آنکہ جاں بخشد اگر بکشد رواست — نائب است او دست او دست خدا ست
ہمچو اسمٰعیل پیشش سر بنہ — شاد و خنداں پیش تیغش جاں بدہ
تا بماند جانت خنداں تا ابد — ہمچو جانِ پاک احمد با احد
عاشقاں جام فرح آنگہ کشند — کہ بدست خویش خوباں شاں کشند
آں کسے راکش چنیں شاہے کشد — سوئے تخت و بہتریں جاہے کشد

اور آپنے غایت شفقت و رحمت سے اپنا پورا مطلب بے دریغ عام خلائق کے روبرو پیش فرما دیا۔ آگے استعمال کرنیوالوں یا استعمال نہ کرنیوالوں کی سعادت و شقاوت ہے جس نے کبھی بھی استعمال کیا اصلاح و فلاح اُسکے پیش پیش رہی۔ اور جس نے اسمیں اہمال کیا (اسکو چھوڑ دیا[12]) اگر اُسکو کچھ حصہ عقیدت و محبت کا حاصل ہے اس عقیدت و محبت کی برکت سے اس پر عنایت اس طرح متوجہ ہوتی ہے کہ اصلاح و فلاح سے اسکو حرمان عاجل (فوری محرومی[12]) نصیب کیا جاتا ہے تاکہ اس فوری تنبیہ سے وہ اپنی اصلاح کر سکے۔

اور جو عقیدت و محبت سے خالی ہیں اس خلو (خالی ہونے[12]) کی شامت سے انکے ساتھ یہ معاملہ کیا جاتا ہے کہ بطور استدراج (ڈھیل[12]) کے اُنکو صورۃً و عاجلاً (یعنی دنیا میں[12]) کامیابی عطا کر دی جاتی ہے اور حقیقۃً و آجلاً (یعنی آخرت میں[12]) حرمان ہی انکو نصیب حال ہوتا ہے۔ چنانچہ حرمان آجل (آخرت کی محرومی[12]) تو ظاہر ہی ہے اور حرمان حقیقی کا شاہد انکی اندرونی حالت ہے کہ خالص راحت و حلاوت کو وہ اپنے اندر مفقود پاتے ہیں۔

اسی فلاح عاجل و صوری (دنیوی ظاہری کامیابی[12]) اور حرمان آجل و حقیقی (آخرت کی اور حقیقی محرومی[12]) کا ذکر ان آیات میں ہے:۔

اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِیْنَ (کیا یہ لوگ گمان کر رہے ہیں کہ ہم اُنکو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں)

لے حضرت مصنف قدس سرہ نے اس جگہ آیات [illegible] ملا [illegible] اس [illegible] القرآن میں — لے حضرت [illegible] انکا ترجمہ شامل کر دیا ۱۲ — کہیں کہیں تصحیح [illegible] دیا ہے

نسارع لهم فی الخیرات بل لا یشعرون فلا تعجبک اموالهم ولا اولادهم انما یرید الله لیعذبهم بها فی الحیوة الدنیا وتزهق انفسهم وهم کافرون	تو ہم انکو جلدی جلدی فائدہ پہنچا رہے ہیں (یہ بات ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ (اسکی وجہ) نہیں جانتے ان کے اموال و اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان مذکورہ چیزوں سے دنیوی زندگی میں (بھی) انکو گرفتار عذاب رکھے اور انکی جان کفر ہی کی حالت میں نکل جائے۔

جب عیاناً و برہاناً صلاح و فلاح کا انحصار مطب نبوی ہی کے نسخوں میں ہو چکا تو برادرانِ اسلام پر جن کو مرض کی خبر اور اس کے سبب اور نسخے سے بے خبری ہے واجب و لازم ہوا کہ اب اس علمی تغافل و تجاہل یا عملی تکاسل و تثاقل کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہیں اور اُن کے حکمی و حتمی نسخوں کا استعمال کریں۔ اور عاجلاً و آجلاً و صورۃً و حقیقۃً صلاح و فلاح کا متزایداً و متصاعداً مشاہدہ کریں

یہ تنبیہ کلی ہے جلب منافع و دفع مضار کے طریق صحیح پر اور تنبیہ جزئی و مبسوط تمام شریعت مطہرہ ہے۔ لیکن تنبیہ کلی و اجمالی تو اس لئے کافی نہیں کہ عمل بدون تفصیل متعذر ہے اور تنبیہ جزئی و تفصیلی پر مختصر وقت میں مطلع ہونا متعسر ہے اس لئے ضرورت اس کی ہے کہ اسلامی بھائیوں کی حالت حاضرہ غیر محتملۃ التاخیر فی المعالجہ کے اعتبار سے جو اجزاء اس تفصیل میں ایک بناء خاص پر مستحق تقدیم فی التعلیم ہیں۔ بسرعت انکی تعیین و تبیین بقدر ضرورت کر دی جاوے۔

اور وہ بناء خاص یہ ہے کہ جس طرح ادویہ حسیہ میں بعض ادویہ ازالۂ مرض میں مؤثر بالخاصیت ہیں اور بعض مؤثر بالکیفیۃ پھر اُن میں بعض مؤثر بلا واسطہ ہیں مثلاً اس طرح کہ مرض حرارت ساذج سے تھا کسی جزو بارد سے اُس کا علاج کیا گیا۔ اور بعض مؤثر بواسطہ مثلاً اس طرح کہ وہ حرارت کسی خلط سے تھی اس کا علاج کسی ایسے جزو سے کیا گیا جو بالذات

اس خلط کی تقلیل یا تعدیل ہے اور بواسطہ اس تقلیل یا تعدیل کے مزیل حرارت۔ (کم کرنیوالی ۱۲ معتدل کرنیوالی ۱۲)

اسی طرح حکماء امت واطباء ملت کو کہ مبصران آثار و ماہران اسرار ہیں اپنے ذوق نورانی وادراک وجدانی سے مکشوف ہوا ہے کہ اعمال مؤثر بالخاصہ بھی ہیں اور یہ حکم تمام شرائع کو عام ہے۔ اور ان میں سے بعض مؤثر بالکیفیۃ بھی ہیں پھر ان میں سے بعض مؤثر قریب اور بعض مؤثر بالواسطہ یا بوسائط۔

اس وقت میں نے تعجیل حصول منفعت وتسہیل قبول دعوت کی مصلحت سے یہ تجویز کیا ہے کہ احکام میں سے قسم دوم کی بھی قسم دوم کے بعض اجزاء کی فہرست کو جو علماً وعملاً ہر طرح سہل ہیں اپنے بھائیوں کے روبرو پیش کروں۔ (یعنی مؤثر بواسطہ ۱۲) اور زیادت تسہیل کیلئے تدریجاً ایک ایک دو دو جزو پیش کروں۔ چند مدت میں وہ سب خود جمع بھی ہو جاویں گے۔

اور وہ اجزاء اس قسم کے ہونگے۔ اسلام۔ علم دین۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ قرآن۔ خوش اخلاقی۔ خوش معاملگی۔ کسب حلال۔ ترک اسراف۔ حکایات اولیاء۔ دعاء وامثالہا۔ اور اجزاء کی خاصیت پر (کہ وہی موضوع ہے اس عجالہ کا جو کہ شروع تمہید میں مذکور ہے) نظر کرکے اس فہرست کا نام حیوۃ المسلمین قرار دیتا ہوں۔ اور ان اجزاء کو ارواح سے ملقب کرتا ہوں جو اساس حیات ہے اور ان ارواح کا تعدد ہر مسلم کے لئے تعدد آثار کے اعتبار سے ہے جیسے ہر حی کیلئے ارواح طبیعیہ حیوانی ونفسانی وطبعی کا تعدد ہے واللہ ولی الہدایۃ وبیدہ الرعایۃ والحمایۃ۔

کتبہ اشرف علی لغرۃ جمادی الاخری سنہ ۱۳۴۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روح اول اسلام و ایمان

(دونوں لفظوں کا مطلب قریب ہی قریب ہے) (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بلاشبہ (سچا) دین اللہ کے نزدیک یہی اسلام ہے اور (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو تلاش (اور اختیار) کریگا سو وہ دین) اس شخص سے (خدا تعالیٰ کے نزدیک) مقبول (اور منظور) نہوگا اور وہ شخص آخرت میں خراب ہوگا اور (۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص تم میں اپنے دین (اسلام) سے پھر جاوے پھر کافر ہی ہونیکی حالت میں مر جاوے تو ایسے لوگوں کے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں سب غارت ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں (اور) یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے

ف دنیا میں اعمال کا غارت ہونا یہ ہے کہ اسکی بی بی نکاح سے نکلجاتی ہے اگر اسکا کوئی مورث مسلمان مرے اس شخص کو میراث کا حصہ نہیں ملتا مرنیکے بعد جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جاتی اور آخرت میں ضائع ہونا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں داخل ہوتا ہے مسئلہ اگر یہ شخص پھر مسلمان ہو جاوے تو بی بی سے پھر نکاح کرنا پڑیگا بشرطیکہ بی بی بھی راضی ہو اور اگر وہ راضی نہو تو زبردستی نکاح نہیں ہو سکتا۔

اور (۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو تم (ضروری عقیدوں کی تفصیل سُن لو وہ یہ ہے کہ) اعتقاد رکھو اللہ تعالیٰ کیساتھ اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس (یعنی اللہ تعالیٰ) نے اپنے رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی (یعنی قرآن کیساتھ) اور ان کتابوں کے ساتھ بھی جو کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے (اور نبیوں پر) نازل ہو چکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کیساتھ کفر کرے اور (اسیطرح جو) اسکے فرشتوں کیساتھ کفر کرے) اور (اسی طرح جو) اسکی کتابوں کے ساتھ کفر کرے) اور (اسی طرح جو اسکے رسولوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسیطرح

جو) روز قیامت کے ساتھ دکفر کر یں) تو وہ شخص گمراہی میں بہت دور جا پڑا ف اس شبہ جو لوگ پہلے بھی مسلمان ہوئے پھر کافر ہوئے پھر مسلمان رہے۔ اور اس کے بعد بھی اسلام پر قائم نہ رہے ورنہ پہلی بار کا اسلام سے پھر جانا معاف ہو جاتا۔ پھر کافر ہو گئے پھر (مسلمان ہی نہ ہوئے ورنہ پھر بھی ایمان قبول ہو جاتا یا کہ) کفر میں بڑھتے چلے گئے (یعنی مرتے دم تک کفر پر قائم رہے) اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو (بہشت کی) رستہ دکھلائینگے اور دوسری جگہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہوئے (یعنی ایمان اختیار نہ کیا) ہم ان کو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کرینگے (اور وہاں انکی برابر یہ حالت رہیگی کہ) جب ایک دفعہ ان کی کھال (آگ سے) جل چکے گی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری (تازی) کھال پیدا کر دیں گے تاکہ (ہمیشہ عذاب ہی بھگتتے رہیں بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے بہت جلد ہم انکو ایسی بہشتوں میں داخل کرینگے جن کے (مکانوں کے) نیچے سے نہریں بہتی ہونگی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) ان کیلئے اُن (بہشتوں) میں بیبیاں ہوں گی صاف ستھری اور ہم ان کو نہایت گنجان سایہ میں داخل کر دیں گے۔ ف ان آیتوں میں اسلام والوں کیلئے جنت کی نعمتیں اور اسلام سے ہٹنے والوں کیلئے دوزخ کی مصیبتیں تھوڑی سی بیان کی گئی ہیں دوسری آیتوں میں اور حدیثوں میں جنت کی طرح طرح کی نعمتیں اور دوزخ کی طرح طرح کی مصیبتیں بہت سی بیان ہوئی ہیں اے مسلمانو دنیا کی زندگی بہت تھوڑی سی ہے اگر اسلام پر قائم رہکر مان لیا کہ کچھ تھوڑی سی تکلیف بھی بھگتنی تب بھی مرتے کیساتھ ہی ایسے عیش اور چین دیکھو گے کہ یہاں کی سب تکلیفیں بھولجاؤ گے اور اگر کسی لالچ سے یا کسی تکلیف سے بچنے کیلئے کوئی شخص خدانخواستہ اسلام سے پھر گیا تو مرنے کے ساتھ ہی ایسی مصیبت کا سامنا ہو گا کہ دنیا کے سب عیش بھولجائیگا پھر اس مصیبت سے کبھی بھی نجات نہ ہوگی تو جسکو تھوڑی سی بھی عقل ہوگی وہ ساری دنیا کی بادشاہی کے لالچ میں بھی اسلام کو نہ چھوڑیگا اے اللہ ہمارے بھائیوں کو ہدایت کر اور انکی عقلیں درست رکھ۔

روحِ دوم تحصیل و تعلیم علمِ دین

یعنی دین کا سیکھنا اور سکھلانا (۱) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم (دین) کا طلب کرنا (یعنی اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا) ہر مسلمان پر فرض ہے (ابن ماجہ)

ف اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت ہو شہری ہو یا دیہاتی ہو امیر ہو یا غریب ہو دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے اور علم کا مطلب یہ نہیں کہ عربی ہی پڑھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی باتیں سیکھے خواہ عربی کتابیں پڑھ کر خواہ اردو کی کتابیں پڑھ کر خواہ معتبر عالموں سے زبانی پوچھ کر خواہ معتبر واعظوں سے وعظ کہلوا کر اور جو عورتیں خود نہ پڑھ سکیں اور نہ کسی عالم تک پہنچ سکیں وہ اپنے مردوں کے ذریعہ سے دین کی باتیں عالموں سے پوچھتی رہیں۔

(۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے ابوذر (یہ ایک صحابی کا نام ہے) اگر تم کہیں جا کر ایک آیت قرآن کی سیکھ لو یہ تمہارے لئے سو رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر تم کہیں جا کر ایک مضمون علم (دین) کا سیکھ لو خواہ اس پر عمل ہو یا عمل نہ ہو یہ تمہارے لئے ہزار رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث سے علم دین حاصل کرنے کی کتنی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بعضے لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ جب عمل نہ ہو سکا تو پوچھنے اور سیکھنے سے کیا فائدہ یہ غلطی ہے دیکھو اس میں صاف فرمایا ہے کہ خواہ عمل ہو یا نہ ہو دونوں حالت میں یہ فضیلت

حاصل ہوگی اس کی تین وجہ ہیں ایک تو یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہوگئی تو گمراہی سے بچ گیا یہ بھی بڑی دولت ہے دوسری وجہ یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہو تو انشاءاللہ تعالیٰ کبھی تو عمل کی بھی توفیق ہو جاوے گی تیسری وجہ یہ کہ کسی اور کو بھی بتلاوے گا یہ بھی ضرورت اور ثواب کی بات ہے۔

(۳) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان آدمی علم (دین کی بات) سیکھے پھر اپنے بھائی مسلمان کو سکھلاوے (ابن ماجہ) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دین کی جو بات معلوم ہوا کرے وہ دوسرے بھائی مسلمانوں کو بھی بتلا دیا کرے اس کا ثواب تمام خیر خیرات سے زیادہ ہے سبحان اللہ خدا تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے کہ ذرا سی زبان ہلانے میں ہزاروں روپیہ خیرات کرنے سے بھی زیادہ ثواب مل جاتا ہے۔

(۴) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ اس کی تفسیر میں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو بھلائی (یعنی دین) کی باتیں سکھلاؤ (حاکم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی بچوں کو دین کی باتیں سکھلانا فرض ہے نہیں تو انجام دوزخ ہے (یہ سب حدیثیں کتاب ترغیب سے لی گئی ہیں)

(۵) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان والے کے عمل اور نیکیوں میں سے جو چیز اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو پہنچتی رہتی ہے ان میں یہ چیزیں بھی ہیں ایک علم (دین) جو سکھلایا گیا ہو (یعنی کسی کو پڑھایا ہو یا مسئلہ بتلایا ہو) اور اس (علم) کو پھیلایا ہو (مثلاً دین کی کتابیں تصنیف کی ہوں یا ایسی کتابیں خرید کر وقف کی ہوں یا طالب علموں کو دی ہوں یا طالب علموں کو کھانے کپڑے کی مدد دی ہو

جن سے علم دین پھیلے گا اور یہ بھی مدد دیگر اس پھیلانے میں ساجھی ہوگیا) دوسرے نیک اولاد جس کو چھوڑ مرا ہو (اور بھی کئی چیزیں فرمائیں) (ابن ماجہ و بیہقی)۔

(۶) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اولاد والے نے اپنی اولاد کو کوئی دینے کی چیز ایسی نہیں دی جو اچھے ادب (یعنی علم) سے بڑھکر ہو (ترمذی و بیہقی)

(۷) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تین بیٹیوں کی یا اسی طرح تین بہنوں کی عیالداری (یعنی انکی پرورش کی ذمہ داری) کرے پھر انکو ادب (یعنی علم) سکھلاوے اور ان پر مہربانی کرے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ انکو بے فکر کردے (یعنی انکی شادی ہوجاوے جس سے وہ پرورش سے بے فکر ہوجاویں) اللہ تعالیٰ اس شخص کیلئے جنت کو واجب کردیگا ایک شخص نے دو کی نسبت پوچھا آپ نے فرمایا دو میں بھی یہی فضیلت ہے ایک شخص نے ایک کی نسبت پوچھا آپ نے فرمایا ایک میں بھی یہی فضیلت ہے (شرح السنہ) (یہ حدیثیں مشکوۃ سے لیگئی ہیں)

ف۔ ان حدیثوں میں اور اسی طرح اور بہت سی حدیثوں میں علم دین اور تعلیم دین یعنی دین کے سیکھنے اور سکھلانے کا ثواب اور اس کا فرض ہونا مذکور ہے اصل سیکھنا اور سکھلانا تو وہی ہے جس سے آدمی عالم یعنی مولوی بنجاوے مگر ہر شخص کو نہ اتنی ہمت نہ اتنی فرصت اسلئے میں دین سیکھنے اور سکھلانے کیلئے ایسے آسان طریقے بتلاتا ہوں جس سے عام لوگ بھی اس فرض کو ادا کر کے ثواب حاصل کرسکیں تفصیل ان طریقوں کی یہ ہے کہ (۱) جو لوگ اردو حرف پہچان سکتے اور پڑھ سکتے ہیں یا آسانی سے اردو پڑھنا سیکھ سکتے ہیں وہ تو ایسا کریں کہ اردو زبان میں جو معتبر کتابیں دین کی ہیں جیسے بہشتی زیور اور بہشتی گوہر اور تعلیم الدین اور قصد السبیل اور تبلیغ دین اور تسہیل المواعظ کے سلسلے کے وعظ جتنے ملجاویں ان کتابوں کو کسی اچھے جاننے والے سے سبق کے طور پر پڑھے اور جب تک کوئی ایسا پڑھانے والا نہ ملے ان کتابوں کو خود دیکھتا رہے اور جہاں سمجھ میں نہ آوے یا کچھ

شبہ رہے وہاں پنسل وغیرہ سے کچھ نشان کردے پھر جب کوئی اچھا جاننے والا ملجائے اس سے پوچھ لے اور سمجھ لے اور اس طرح جو حاصل ہو وہ مسجد میں یا بیٹھک میں بیٹھ کر دوسروں کو بھی پڑھ کر سُنا دیا کرے اور گھر میں آکر اپنے عورتوں اور بچوں کو سُنا دیا کرے۔ اسی طرح جنھوں نے مسجد یا بیٹھک میں سُنا ہے وہ بھی اسکو اپنے دھیان میں چڑھا کر جتنا یاد رہے اپنے گھروں میں آکر گھر والوں کو سُنا دیا کریں۔

(۲) اور جو لوگ اُردو نہیں پڑھ سکتے وہ کسی اچھے لکھے پڑھے سمجھدار آدمی کو اپنے یہاں بلا کر اس سے اسی طرح وہی کتابیں سُن لیا کریں اور دین کی باتیں پوچھ لیا کریں اگر ایسا آدمی ہمیشہ رہنے کیلئے تجویز ہو جاوے تو بہت ہی اچھا ہو اگر اسکو کچھ تنخواہ بھی دینا پڑے تو سب آدمی تھوڑا تھوڑا چندہ کے طور پر جمع کر کے ایسے شخص کو تنخواہ بھی دیدیا کریں دنیا کے بے ضرورت کاموں میں سیکڑوں ہزاروں روپیہ خرچ کردیتے ہو اگر دین کی ضروری بات میں تھوڑا سا خرچ کردو تو کوئی بڑی بات نہیں مگر ایسا آدمی جو تم کو دین کی باتیں بتلادے اور ایسی کتابیں اپنی عقل سے تجویز مت کرنا بلکہ کسی اچھے اللہ والے عالم سے صلاح لیکر تجویز کرنا۔

(۳) ایک کام یہ پابندی سے کریں کہ جب کوئی کام دنیا کا یا دین کا کرنا ہو جس کا اچھا یا بُرا ہونا شرع سے معلوم نہ ہو اس کو دھیان کر کے کسی اللہ والے عالم سے ضرور پوچھ لیا کریں اور وہ جو بتلادے اسکو خوب یاد رکھیں اور دوسرے مردوں اور عورتوں کو بھی بتلادیا کریں اور اگر ایسے عالم کے پاس جانیکی فرصت نہ ہو تو اُس کے پاس خط بھیج کر پوچھ لیا کریں اور جواب کیواسطے ایک لفافہ پر اپنا پتہ لکھکر یا لکھوا کر اپنے خط کے اندر رکھدیا کرے کہ اس طرح سے جواب دینا اس عالم کو آسان ہوگا اور جلدی آویگا

(۴) ایک اس بات کی پابندی رکھیں کہ کبھی کبھی اللہ والے عالموں سے ملتے رہیں اگر ارادہ کر کے جاویں تو بہت ہی اچھی بات ہے اور اگر اتنی فرصت نہ ہو اور ایسا عالم پاس بھی نہ ہو جیسے گاؤں والے ایک طرف

پڑے رہتے ہیں تو جب کبھی شہروں میں کسی کام کو جانا ہو اور وہاں ایسا عالم موجود ہو تو تھوڑی دیر کے لئے اس کے پاس جاکر بیٹھ جایا کریں اور کوئی بات یاد آجائے تو پوچھ لیا کریں۔

(۵) ایک کام ضروری سمجھکر یہ کیا کریں کہ کبھی کبھی مہینہ دو مہینہ میں کسی عالم کی صلاح سے کسی وعظ کہنے والے کو اپنے گاؤں میں یا اپنے محلہ میں بلاکر اسکا وعظ سنا کریں جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف دل میں پیدا ہو کہ اس سے دین پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ مختصر بیان ہے دین سیکھنے کے طریقوں کا اور طریقے بھی کیسے بہت آسان اگر پابندی سے ان طریقوں کو جاری رکھیں گے تو دین کی ضروری باتیں بے محنت حاصل ہو جاوینگی اور اسکے ساتھ ہی دو باتوں کا اور خیال رکھیں کہ وہ بطور پرہیز کے ہیں ایک یہ کہ کافروں کے اور گمراہوں کے جلسوں میں ہرگز نہ جاویں اول تو کفر کی اور گمراہی کی باتیں کان میں پڑنے سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے دوسرے بعض دفعہ ایمان کے جوش میں ایسی باتوں پر غصہ آجاتا ہے پھر اگر غصہ ظاہر کیا تو بعض دفعہ فساد ہو جاتا ہے بعض دفعہ اس فساد سے دنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے بعض دفعہ مقدمہ کا جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے جسمیں وقت بھی خرچ ہو جاتا ہے اور روپیہ بھی یہ سب باتیں پریشانی کی ہیں اور اگر غصہ ظاہر نہ کر سکے تو دل ہی دل میں گھٹن اور رنج پیدا ہوتا ہے خواہ مخواہ بیٹھے بٹھلائے غم خریدنا کیا فائدہ دوسری بات یہ ہے کہ کسی سے بحث مباحثہ نہ کریں کہ اسمیں بھی اکثر ویسی ہی خرابیاں ہو جاتی ہیں جنکا ابھی بیان ہوا۔ اور ایک بڑی خرابی ان دونوں باتوں میں اور ہے جو سب خرابیوں سے بڑھکر ہے وہ یہ کہ ایسے جلسوں میں جانے سے یا بحث کرنے سے کوئی بات کفر کی اور گمراہی کی ایسی کان میں پڑجاتی ہے جس سے خود بھی شبہ پیدا ہو جاتا ہے اور اپنے پاس اتنا علم نہیں جو اس شبہ کو دل سے دور کر سکے تو ایسا کام کیوں کرے جس سے اتنا بڑا نقصان ہونیکا ڈر ہو اور اگر کوئی خواہ مخواہ بحث چھیڑنے لگے تو سختی سے کہدو کہ ہم سے ایسی باتیں مت کرو اگر تم کو پوچھنا ہی ضروری ہو تو عالموں کے پاس جاؤ اگر ان سب باتوں کا خیال رکھوگے تو دوا اور پرہیز کو جمع کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ دین کے تندرست ہوگے کبھی دین کی بیماری نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

اشرف علی عفی عنہ

رُوحِ سوم قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا

نمبر (۱) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سب میں اچھا وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلاوے (بخاری)۔ نمبر (۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے کوئی شخص مسجد میں جا کر کلام اللہ شریف کی دو آیتیں کیوں نہ سیکھے یہ اس کے لئے دو اونٹنیوں (کے ملنے) سے زیادہ بہتر ہے اور جو تین آیتیں تین اونٹنیوں سے اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے زیادہ بہتر ہیں اور ان کی گنتی کے جتنے اونٹ ہوں ان سب سے وہ آیتیں بہتر ہیں (مسلم) ف جس کی وجہ ظاہر ہے کہ اونٹ تو دنیا ہی میں کام آتے ہیں اور آیتیں دونوں جہان میں کام آتی ہیں اور اونٹ کا نام مثال کے طور پر لیا گیا کیونکہ عرب اونٹوں کو بہت چاہتے تھے ورنہ ایک آیت کے مقابلہ میں ساری دنیا کی بھی کوئی حقیقت نہیں (مرقاۃ) اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے پورا قرآن بھی نہ پڑھا ہو تھوڑا ہی پڑھا ہو اس کو بھی بڑی نعمت حاصل ہو گئی نمبر (۳) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کا قرآن خوب صاف ہو وہ درجہ میں ان فرشتوں کیساتھ ہو گا جو بندوں کے اعمال نامے لکھنے والے اور عزت والے اور پاکی والے ہیں اور جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اس میں اٹکتا ہو اور وہ اس کو مشکل لگتا ہو اس کو دو ثواب ملیں گے (بخاری و مسلم) ف دو ثواب اس طرح سے کہ ایک ثواب پڑھنے کا اور ایک ثواب اس محنت کا کہ اچھی طرح چلتا نہیں مگر تکلیف اٹھا کر پڑھتا ہے

اس حدیث میں کتنی بڑی تسلی ہے اس شخص کے لئے جس کو قرآن اچھی طرح یاد نہیں ہوتا کہ وہ تنگ ہو کر اور ناامید ہو کر یہ سمجھ کر چھوڑ نہ دے کہ اب یاد ہی نہیں ہوتا تو پڑھنے ہی سے کیا فائدہ۔ آپ نے خوشخبری دیدی کہ ایسے شخص کو دو ثواب ملیں گے۔

نمبر (۴) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے سینہ میں کچھ بھی قرآن نہ ہو وہ ایسا ہے جیسے اُجاڑ گھر (ترمذی و دارمی) ف اس میں تاکید ہے کہ کوئی مسلمان قرآن سے خالی نہ ہونا چاہئے نمبر (۵) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کلام اللہ میں سے ایک حرف پڑھا اس کو ایک نیکی ملتی ہے اور ہر نیکی دس نیکی کے برابر ہوتی ہے (تو اس حساب سے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں) اور میں یوں نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ اس میں الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (ترمذی و دارمی) ف یہ ایک مثال ہے اسی طرح جب پڑھنے والے نے الحمد کہا تو اس میں پانچ حرف ہیں تو اس پر پچاس نیکیاں ملیں گی۔ اللہ اکبر کتنی بڑی فضیلت ہے۔ پس ایسے شخص کی حالت پر افسوس ہے کہ ذرا سی کم ہمتی کر کے اتنی بڑی دولت حاصل نہ کرے۔ نمبر (۶) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے قرآن پڑھا اور اس کے حکموں پر عمل کیا اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جاوے گا جس کی روشنی آفتاب کی اس روشنی سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گی جو دنیا کے گھروں میں اُس حالت میں ہو کہ آفتاب تم لوگوں میں آجاوے (یعنی اگر آفتاب تمہارے پاس آجاوے تو اس وقت گھروں میں کتنی روشنی ہو جاوے اس روشنی سے بھی زیادہ روشنی اس تاج کی ہو گی) سو اس شخص کی نسبت تمہارا کیا خیال ہو گا جس نے خود یہ کام کیا ہے (یعنی قرآن پڑھا)

اور اس پر عمل کیا ہے اس کا کیا کچھ مرتبہ ہوگا) (احمد و ابوداؤد) ف اس حدیث میں اولاد کے قرآن پڑھنے کی کتنی بڑی فضیلت ہے سو سب مسلمانوں کو چاہیے کہ اولاد کو ضرور قرآن پڑھائیں لڑکیوں اور لڑکوں کو بھی۔ اگر کاروبار میں پورا پڑھانے کی فرصت نہ ہو تو جتنا پڑھا سکو جیسا حدیث ۲ میں معلوم ہوا اور اگر حفظ نہ کرا سکو تو ناظرہ ہی پڑھاؤ اور اگر حفظ کرانے کی توفیق ہو تو سبحان اللہ اس کی اور بھی فضیلت ہے جیسا ابھی اس کی حدیث لکھتا ہوں نمبر (۷) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قرآن پڑھے اور اس کو حفظ کرے اور اس کے حلال کو حلال جانے اور اس کے حرام کو حرام جانے (یعنی عقیدہ اس کے خلاف نہ رکھے جیسے اوپر والی حدیث پر عمل کرنے کو فرمایا تھا اس میں اس پر عقیدہ رکھنے کو فرمایا) تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کی سفارش (بخشش کیلئے) اس کے گھر والوں میں ایسے دس شخصوں کے حق میں قبول فرمادیگا کہ ان سب کیلئے دوزخ لازم ہو چکی تھی (احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی) ف اس حدیث میں حفظ کرنے کی فضیلت پہلے سے بھی زیادہ ہے اور ظاہر ہے کہ گھر والوں میں سب سے زیادہ قریب کے علاقہ والے ماں باپ ہیں تو یہ سفارش بخشش ماں باپ کیلئے یقینی ہے تو اس سے اپنی اولاد کو حافظ بنانے کی فضیلت کس درجہ کی ثابت ہے نمبر (۸) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دلوں کو بھی (کبھی) زنگ لگجاتا ہے جیسا لوہے کو زنگ لگجاتا ہے جب اس کو پانی پہنچ جاتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ اور وہ کون چیز ہے جس سے دلوں کی صفائی ہو جاوے آپ نے فرمایا موت کا زیادہ دھیان رکھنا اور قرآن مجید کا پڑھنا (بیہقی شعب الایمان میں) نمبر (۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہم میں

دیہاتی لوگ بھی تھے اور ایسے بھی تھے جو عرب نہ تھے (مطلب یہ کہ ایسے لوگ بھی تھے جو بہت اچھا قرآن نہ پڑھ سکتے تھے کیونکہ دیہاتیوں کی تعلیم کم ہوتی ہے اور جو عرب نہیں ان کی زبان عربی پڑھنے میں زیادہ صاف نہیں ہوتی) آپ نے فرمایا پڑھتے رہو سب اچھی ہیں (ابوداؤد و بیہقی) (یعنی اگر بہت اچھا نہ پڑھ سکو تو دل تھوڑا نہ کرو اور اچھا پڑھنے والے ان کو حقیر نہ سمجھیں اللہ تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے) ف اس سے معلوم ہوا کہ یہ خیال نہ کرے کہ ہماری زبان صاف نہیں یا ہماری عمر زیادہ ہو گئی اب اچھا نہ پڑھا جاوے گا تو ہم کو ثواب کیا ملے گا یا شاید گناہ ہو دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی کیسی تسلی فرمادی اور سب کو پڑھنے کا حکم دیا (یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں) نمبر (۱۰) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قرآن کی ایک آیت سننے کیلئے بھی کان لگاوے اس کے لئے ایسی نیکی لکھی جاتی ہے جو بڑھتی چلی جاتی ہے (اس بڑھنے کی کوئی حد نہیں بتلائی خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ بڑھنے کی کوئی حد نہ ہوگی بے انتہا بڑھتی چلی جاوے گی) اور جو شخص اس آیت کو پڑھے وہ آیت اس شخص کیلئے قیامت کے دن ایک نور ہوگا (جو اس کی نیکی کے بڑھنے سے بھی زیادہ ہے) (احمد) ف اللہ اکبر قرآن مجید کیسی بڑی چیز ہے کہ جب تک قرآن پڑھنا نہ آوے کسی پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سن ہی لیا کرے وہ بھی ثواب سے مالا مال ہو جاویگا خدا کے بندو یہ تو کچھ بھی مشکل نہیں نمبر (۱۱) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کیلئے سفارشی بنکر آوے گا اور ان کو بخشواوے گا (مسلم) نمبر (۱۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا پڑھنے والا قیامت کے روز آوے گا قرآن یوں کہیگا اے پروردگار اس کو جوڑا پہنا دیجئے پس اس کو عزت کا تاج پہنا دیا جاوے گا پھر کہیگا اے پروردگار

اور زیادہ پہنا دیجئے پس اس کو عزت کا جوڑا پہنایا جاوے گا پھر کہے گا اے پروردگار اس سے خوش ہو جائیے پس اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاوے گا پھر اس سے کہا جاویگا کہ قرآن پڑھتا جا اور (درجوں پر) چڑھتا جا اور ہر آیت کے بدلے ایک ایک نیکی بڑھتی جاویگی (ترمذی و ابن خزیمہ و حاکم) ف اس پڑھنے اور چڑھنے کی تفصیل ایک اور حدیث میں آئی ہے کہ جس طرح سنبھال سنبھال کر دنیا میں پڑھتا تھا اس طرح پڑھتا ہوا اور چڑھتا ہوا چلا جا جو آیت پڑھنے میں اخیر ہو گی وہاں ہی تیرے رہنے کا گھر ہے (ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و ابن حبان) (یہ حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں) ف مسلمانو ان حدیثوں میں غور کرو اور قرآن مجید حاصل کرنے میں اور اولاد کو پڑھانے میں کوشش کرو۔ اگر پورا قرآن پڑھنے یا پڑھانے کی فرصت نہ ہو تو جتنا ہو سکے اسی کی ہمت کرو اگر اچھی طرح یاد نہ ہوتا ہو یا صاف اور صحیح نہ ہوتا ہو گھبراؤ مت اس ہی لگے رہو اس طرح سے پڑھنے میں بھی ثواب ملتا ہے اگر حفظ نہ کر سکو ناظرہ ہی پڑھو پڑھاؤ اس کی بھی بڑی فضیلت ہے اگر پورا قرآن حاصل کرنے کی فرصت نہیں یا ہمت نہیں کسی پورا قرآن پڑھنے والے کے پاس بیٹھ کر سن ہی لیا کرو ان سب باتوں کا ثواب اوپر حدیثوں میں پڑھ چکے ہو اور موٹی بات ہے کہ جو کام ضروری ہوتا ہے اور ثواب کا ہوتا ہے اس کا سامان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے اور اس میں بھی ثواب ملتا ہے پس اس قاعدہ سے قرآن کے پڑھنے پڑھانے کا سامان کرنا بھی ضروری ہو گا اور اس میں ثواب بھی ملے گا اور سامان اس کا یہی ہے کہ ہر جگہ کے مسلمان مل کر قرآن کے مکتب قائم کریں اور بچوں کو قرآن پڑھائیں اور بڑی عمر کے آدمی بھی اپنے کاموں میں سے تھوڑا وقت نکال کر تھوڑا تھوڑا قرآن سیکھا کریں اور جو پڑھانے

ع۵ یعنی اس سے اجازت لیکر ۱۲

والا مفت نہ ملے سب مل کر اس کو گذارہ کے موافق کچھ تنخواہ دیا کریں اسی طرح جو بچے اپنے گھر سے غریب ہوں اور اس لئے زیادہ قرآن نہ پڑھ سکیں ان کے کھانے کپڑے کا بندوبست کر دیا کریں کہ وہ اطمینان سے قرآن مجید ختم کر سکیں اور جو لڑکے جتنا قرآن پڑھتے جائیں اپنے گھر جا کر عورتوں اور لڑکیوں کو بھی پڑھا دیا کریں اس طرح سے گھر کے سب مرد اور عورت قرآن پڑھ لیں گے اگر کوئی سیپارہ میں نہ پڑھ سکے وہ زبانی ہی کچھ سورتیں یاد کرلے اور قرآن کے کچھ اور حقوق بھی ہیں ایک یہ کہ جو شخص جتنا پڑھ لے خواہ پورا خواہ تھوڑا اور اس کو ہمیشہ پڑھتا رہا کرے تاکہ یاد رہے اگر یاد نہ رکھا تو پڑھا بے پڑھا سب یکساں ہو گیا دوسرا یہ کہ اگر کسی کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کا بھی شوق ہو تو بطور خود ترجمہ نہ دیکھے کہ اس میں غلط سمجھ جانے کا قوی اندیشہ ہے کسی عالم سے سبق کے طور پر پڑھ لے اور تیسرا یہ کہ قرآن مجید کا بہت ادب کرنا چاہئے اس کی طرف پاؤں نہ کرو۔ اُدھر پیٹھ نہ کرو اس سے اونچی جگہ پر مت بیٹھو اس کو زمین یا فرش پر مت رکھو بلکہ رحل یا تکیہ پر رکھو چوتھا یہ کہ اگر وہ پھٹ جائے کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر پاک جگہ جہاں پاؤں نہ پڑے دفن کر دو۔ پانچواں یہ کہ جب قرآن پڑھا کرو یہ دھیان رکھا کرو کہ ہم اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہے ہیں پھر دیکھنا دل پر کیسی روشنی ہوتی ہے۔

روح چہارم

اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا۔

نمبر (۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہونگی اُس کو ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور رسولؐ سب ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں (یعنی جتنی محبت اُس کو اللہ اور رسولؐ سے ہو اتنی کسی سے نہ ہو) اور ایک وہ شخص جس کو کسی بندہ سے محبت ہو اور محض اللہ ہی کے لئے محبت ہو (یعنی کسی دنیوی غرض سے نہ ہو محض اس وجہ سے محبت ہو کہ وہ شخص اللہ والا ہے) اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے بچا لیا ہو (خواہ پہلے ہی سے بچائے رکھا ہو خواہ کفر سے توبہ کرلی او بچ گیا) اور اس (بچ لینے) کے بعد وہ کفر کی طرف آنے کو اس قدر ناپسند کرتا ہے جیسے آگ میں ڈالے جانیکو ناپسند کرتا ہے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

نمبر (۲) نیز حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں کوئی شخص (پورا) ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ میرے ساتھ اتنی محبت نہ رکھے کہ اپنے والد سے بھی زیادہ اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ اور سب آدمیوں سے بھی زیادہ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے (یہ حدیث مشکوٰۃ میں ہیں)

نمبر (۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ

ایماندار نہیں ہوتا جبتک کہ میرے ساتھ اتنی محبت نہ رکھے کہ تمام اہل وعیال سے زیادہ اور تمام آدمیوں سے بھی زیادہ - روایت کیا اسکو مسلم نے اور بخاری میں عبداللہ بن ہشام کی روایت سے یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشک مجھکو آپکے ساتھ سب چیزوں سے زیادہ محبت ہے بجز اپنی جان کے (یعنی اپنی جان کی برابر آپکی محبت معلوم نہیں ہوتی آپنے فرمایا قسم اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے ایماندار نہو گے جبتک میرے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ رکھو گے - حضرت عمرؓ نے عرض کیا اب تو آپکے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے آپنے فرمایا اب پورے ایماندار ہوئے عمرؓ ف اس بات کو آسانی کیساتھ یوں سمجھو کہ حضرت عمرؓ نے اول غور نہیں کیا تھا - یہ خیال کیا کہ اپنی تکلیف سے جتنا اثر ہوتا ہے - دوسرے کی تکلیف سے اتنا اثر نہیں ہوتا اس لئے اپنی جان زیادہ پیاری معلوم ہوئی پھر سوچنے سے معلوم ہوا کہ اگر جان دینے کا موقع آجائے تو یقینی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جان بچانے کیلئے ہر مسلمان اپنی جان دینے کو تیار ہوجائے اسیطرح آپکے دین پر بھی جان دینے سے کبھی منہ نہ موڑے تو اس طرح سے آپ جان سے بھی زیادہ پیارے ہوئے - نمبر (۴) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو اس وجہ سے کہ تم کو غذائیں اپنی نعمتیں دیتا ہے اور مجھ سے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) محبت رکھو اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کو مجھ سے محبت ہے روایت کیا اسکو ترمذی نے ف اسکا یہ مطلب نہیں کہ صرف غذا دینے ہی سے اللہ تعالیٰ کیساتھ محبت رکھو بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کمالات واحسانات جو بیشمار ہیں اگر کسی کی سمجھ میں نہ آویں تو یہ احسان تو بہت ظاہر ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا یہی سمجھ کر اس سے محبت کرو - نمبر (۵) حضرت انسؓ سے روایت ہے

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ قیامت کب ہوگی۔ آپ نے فرمایا تو نے اس کیلئے کیا سامان کر رکھا ہے (جو اسکے آنیکا شوق ہی) اس نے عرض کیا کہ میں نے اس کیلئے کچھ بہت نماز روزہ کا سامان تو کیا نہیں مگر اتنی بات ہی کہ میں اللہ ورسول سے محبت رکھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ (قیامت میں) ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہوگا (سو تجھ کو میرا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہوگا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ہوگا تو اللہ تعالی کیساتھ بھی ہوگا) حضرت انس رضی فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو اسلام لانے (کی خوشی) کے بعد کسی بات پر اتنا خوش ہوتا نہیں دیکھا جتنا اس پر خوش ہوئے۔ روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے۔

ف۔ اس حدیث میں کتنی بڑی بشارت ہے کہ اگر زیادہ عبادت کا بھی ذخیرہ نہو تو اللہ ورسول کی محبت سے اتنی بڑی دولت ملجاوے گی (یہ حدیثیں تخریج احادیث الاحیاء للعراقی میں ہیں)

نمبر(۶) حضرت ابوذر غفاری رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز تہجد میں) ایک آیت میں تمام رات گذار کر صبح کردی اور وہ آیت یہ ہے ان تعذبھم الخ یعنی (اے پروردگار) اگر آپ ان کو (یعنی میری امت کو) عذاب دیں تو وہ آپکے بندے ہیں (آپکو انپر ہر طرح کا اختیار ہے) اور اگر آپ انکی مغفرت فرماویں تو (آپکے نزدیک کچھ مشکل کام نہیں کیونکہ) آپ زبردست ہیں (بڑے سے بڑا کام کر سکتے ہیں) اور حکمت والے ہیں (گنہگاروں کو بخشدینا بھی حکمت سے ہوگا) روایت کیا اسکو نسائی اور ابن ماجہ نے ف شیخ دہلوی نے مشکوۃ کے حاشیہ میں کہا ہی کہ اس آیت کا مضمون حضرت عیسی علیہ السلام کا قول ہے اپنی قوم کے معاملہ میں اور غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اپنی امت کیحالت حضور حق میں پیش کر کے اُن کیلئے مغفرت کی درخواست کی فقط شیخ نے یہ لفظ غالباً

احتیاط کیلئے فرمایا ورنہ دوسرا احتمال ہو ہی نہیں سکتا تو دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کیساتھ کتنی بڑی شفقت ہے کہ تمام رات کا آرام اپنی امت پر قربان کردیا۔ اور ان کیلئے دعا مانگتے رہے اور سفارش فرماتے رہے کون ایسا بےحس ہوگا کہ اتنی بڑی شفقت سنکر بھی عاشق نہ ہو جاویگا۔ نمبر (۷) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری (اور تمہاری) حالت اس شخص کی سی ہے کہ جیسے کسی نے آگ روشن کی اور اُس پر پروانے گرنے لگے اور وہ انکو ہٹاتا ہو مگر وہ اس کی نہیں مانتے اور آگ میں دھنسے جاتے ہیں اسی طرح میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر آگ سے ہٹاتا ہوں (کہ دوزخ میں لیجانے والی چیزوں سے روکتا ہوں) اور تم اس میں گھسے جاتے ہو روایت کیا اس کو بخاری نے۔

ف دیکھئے اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ سے اپنی امت کو بچانیکا کتنا اہتمام معلوم ہوتا ہے یہ محبت نہیں تو کیا ہے اگر ہمکو ایسی محبت والے سے محبت نہو تو افسوس ہے۔ نمبر (۸) حضرت عباس بن مرداس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کیلئے عرفہ کی شام کو مغفرت کی دعا فرمائی آپکو جواب دیا گیا کہ میں نے اُنکی مغفرت کردی بجز حقوق العباد کے کہ (اسمیں) ظالم سے مظلوم کا بدلہ ضرور لونگا (اور بدون عذاب مغفرت نہوگی) آپنے عرض کیا اے پروردگار اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو (اس کے حق کا عوض) جنت سے دیکر ظالم کی مغفرت فرما سکتے ہیں مگر اس شام کو یہ دعا قبول نہیں ہوئی پھر جب مزدلفہ میں آپ کو صبح ہوئی آپنے پھر وہی دعا کی اور آپ کی درخواست قبول ہوگئی پس آپ ہنسے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پوچھنے پر آپنے فرمایا جب ابلیس کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰے نے میری دعا قبول کرلی اور میری امت کی مغفرت فرمادی خاک لے کر اپنے سر پر ڈالتا تھا اور ہائے واوئے کرتا تھا مجھ کو اُس کا اضطراب دیکھکر ہنسی

آگئی روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور اس کے قریب قریب بیہقی نے۔
ف اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ حقوق العباد علی الاطلاق بدون سزا معاف ہو جاویں گے اور نہ یہ مطلب ہے کہ خاص حج کرنے سے بدون سزا معاف ہو جاویں گے بلکہ قبل اس دعا کے قبول ہونے کے دو احتمال تھے ایک یہ کہ حقوق العباد کی سزا میں جہنم میں ہمیشہ رہنا پڑے اور دوسرا یہ کہ گو جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا نہ ہو۔ بن سزا ضرور ہو اب اس دعا کے قبول ہونیکے بعد دو وعدے ہو گئے ایک یہ کہ بعد سزا کبھی نہ کبھی ضرور نجات ہو جاوے گی دوسرا یہ کہ بعض دفعہ بدون سزا بھی اس طور پر نجات ہو جاویگی کہ مظلوم کو نعمتیں دے کر اُس سے راضی نامہ دلوا دیا جاوے گا۔
ف غور کر کے دیکھو آپ کو اس قانون کی منظوری لینے میں کس قدر فکر اور تکلیف ہوئی ہے کیا اب بھی قلب میں آپ کی محبت کا جوش نہیں اٹھتا۔
نمبر (۹) حضرت عبداللہ بن عمرؓ و بن العاص سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آیتیں پڑھیں جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعائیں اپنی اپنی امت کے لئے مذکور ہیں اور دعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا اے اللہ میری امت میری امت حق تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور یوں تو تمہارا پروردگار جانتا ہی ہے اور ان سے پوچھو آپ کے رونے کا سبب کیا ہے۔ انھوں نے آپ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہا تھا ان کو بتلا دیا حق تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا محمد کے پاس جاؤ اور کہو ہم آپ کو آپکی امت کے معاملہ میں خوش کر دیں گے اور رنج نہ دیں گے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے

ف ابن عباس رضؓ کا قول ہے کہ آپ تو کبھی بھی خوش نہ ہونگے اگر آپکی امت میں سے ایک آدمی بھی دوزخ رہے (درمنثور عن الخطیب) اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے آپکے خوش کرنے کا تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا ایک امتی بھی دوزخ میں نہ رہے گا اے مسلمانو یہ سب دولتیں اور نعمتیں جس ذات کی برکت سے نصیب ہوئیں اگر ان سے بھی محبت نہ کروگے تو کس سے کروگے۔

نمبر (۱۰) حضرت عمر رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص تھا جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شراب نوشی میں سزا بھی دی تھی ایک دفعہ پھر لایا گیا اور سزا کا حکم ہو کر سزا دی گئی ایک شخص نے کہا اے اللہ اس پر لعنت کر کس کثرت سے اس کو لایا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو۔ واللہ میرا علم یہ ہے کہ یہ خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہے روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

ف خدا اور رسول سے محبت رکھنے کی کتنی قدر فرمائی گئی کہ اتنا بڑا گناہ کرنے پر بھی اس پر لعنت کی اجازت نہیں دی گئی۔ اے مسلمانو ایسی مفت کی دولت جس میں نہ محنت نہ مشقت کہاں نصیب ہوتی ہے اس کو ہاتھ سے مت دینا اپنی رگ رگ میں اللہ و رسول کی محبت اور عشق سما لینا اور رچا لینا (یہ حدیثیں مشکوۃ میں ہیں اور ایک درمنثور کی ہے جس میں اس کا نام لکھدیا ہے)۔

اشرف علی عفی عنہ تھانوی

روح پنجم

اعتقاد تقدیر وعمل توکل یعنی تقدیر پر یقین لانا اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا

اس اعتقاد اور اس عمل میں یہ فائدے ہیں (الف) کیسی ہی مصیبت یا پریشانی کا واقعہ ہو اس سے دل مضبوط رہے گا یہ سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا اس کے خلاف ہو نہیں سکتا تھا اور وہ جب چاہیگا اس کو دفع کر دے گا (ب) جب یہ سمجھ گیا تو اگر اس مصیبت کے دور ہونے میں دیر بھی لگے گی تو پریشان اور مایوس اور دل کمزور نہ ہوگا (ج) نیز جب یہ سمجھ گیا تو کوئی تدبیر اس مصیبت کے دفع کرنے کی ایسی نہ کرے گا جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو یوں سمجھے گا کہ مصیبت تو بدون خدا تعالیٰ کے چاہے ہوئے دفع ہو گی نہیں پھر خدا تعالیٰ کو کیوں ناراض کیا (د) نیز اس سمجھنے کے بعد سب تدبیروں کیساتھ یہ شخص دعا میں بھی مشغول ہوگا کیونکہ یہ سمجھے گا کہ جب اسی کے چاہنے سے یہ مصیبت ٹل سکتی ہے تو اُسی سے عرض کرنے میں نفع کی زیادہ اُمید ہے پھر دعا میں لگ جانے سے اللہ تعالیٰ سے علاقہ بڑھ جاوے گا جو تمام راحتوں کی جڑ ہے (ہ) نیز جب ہر کام میں یہ یقین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہی کے کرنے سے ہوتا ہے تو کسی کامیابی میں اپنی کسی تدبیر یا سمجھ پر اس کو ناز اور فخر اور دعویٰ نہ ہوگا حاصل ان سب فائدوں کا یہ ہوا کہ یہ شخص کامیابی میں شکر کرے گا اور ناکامی میں صبر کریگا اور یہی فائدے اس مسئلہ کے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بطور خلاصہ بتلائے ہیں (لکیلا تاسوا علی مافاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم الآیۃ سورۂ حدید) اور اس مسئلہ کا یہ مطلب نہیں کہ تقدیر کا بہانہ کر کے شریعت کیموافق ضروری تدبیر کو بھی

چھوڑدے بلکہ یہ شخص تو فکر و تدبیر کو بھی نہ چھوڑے گا اور اس میں بھی امید رکھیگا کہ خدا تعالیٰ اس میں بھی اثر دے سکتا ہے اس لئے کبھی ہمت نہ ہارے گا۔ جیسے بعض لوگوں کو یہ غلطی ہو جاتی ہے اور دین تو بڑی چیز ہے دنیا کے ضروری کاموں میں بھی ایسی کم ہمتی کی برائی حدیث میں آئی ہے چنانچہ عوف بن مالکؓ نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمایا تو ہارنے والا کہنے لگا حسبی اللہ ونعم الوکیل (مطلب یہ کہ خدا کی مرضی میری قسمت) حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کم ہمتی کو ناپسند فرماتا ہے لیکن ہوشیاری سے کام لو (یعنی کوشش و تدبیر میں کمی مت کرو) پھر جب کوئی کام تمہارے قابو سے باہر ہو جاوے تب کہو حسبی اللہ ونعم الوکیل (یعنی خدا کی مرضی میری قسمت) (ابوداؤد) یہ مضمون تو بیچ میں اس مسئلہ کے فائدے بتلانے اور غلطیوں سے بچانے کیلئے آگیا تھا اب وہ حدیثیں لکھی جاتی ہیں جن میں اس مسئلہ کا ذکر ہے **نمبر (۱)** حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص مومن نہ ہوگا جبتک کہ تقدیر پر ایمان نہ لائے اس کی بھلائی پر بھی اور اس کی برائی پر بھی یہانتک کہ یہ یقین کرے کہ جو بات واقع ہونیوالی تھی وہ اس سے ہٹنے والی نہ تھی اور جو بات اس سے ہٹنے والی تھی وہ اس پر واقع ہونیوالی نہ تھی (ترمذی) **نمبر (۲)** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا آپ نے مجھ سے فرمایا اے لڑکے میں تجھ کو چند باتیں بتلاتا ہوں اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ وہ تیری حفاظت فرماویگا۔ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ تو اس کو اپنے سامنے (یعنی قریب) پاویگا جب تجھ کو کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور جب تجھ کو مدد چاہنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہ اور یقین کرلے کہ تمام گروہ اگر اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھ کو کسی بات سے نفع پہنچاویں تو تجھ کو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتے

بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھدی تھی اور اگر وہ سب اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھ کو کسی بات سے ضرر پہنچادیں تو تجھکو ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھدی تھی (ترمذی) نمبر (۳) حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمام بندوں کی پانچ چیزوں سے فراغت فرمادی ہے اس کی عمر سے اور اس کے رزق سے اور اسکے عمل سے اور اس کے دفن ہونیکی جگہ اور یہ کہ انجام میں سعید ہے یا شقی ہے (احمد و بزار و کبیر و اوسط) نمبر (۴) حضرت معاویہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی ایسی چیز پر آگے مت بڑھ جس کی نسبت تیرا یہ خیال ہو کہ میں آگے بڑھکر اس کو حاصل کر لونگا اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدر نہ کیا ہو اور کسی ایسی چیز سے پیچھے مت ہٹ جسکی نسبت تیرا یہ خیال ہو کہ وہ میرے پیچھے ہٹنے سے ٹلجاویگی اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اسکو مقدر کر دیا ہو (کبیر و اوسط) ف یعنی یہ دونوں گمان غلط ہیں بلکہ جو چیز مقدر نہیں وہ آگے بڑھنے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے اس گمان سے آگے بڑھنا بیکار اور اسی طرح جو چیز مقدر ہے وہ ہٹنے اور بچنے سے ٹل نہیں سکتی اس لئے اس گمان سے بچنا بیکار۔ نمبر (۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے نفع کی چیز کو کوشش سے حاصل کرو اور اللہ سے مدد چاہو اور ہمت مت ہار اور اگر تجھ پر کوئی واقعہ پڑ جاوے تو یوں مت کہہ کہ اگر میں یوں کرتا تو ایسا ایسا ہو جاتا لیکن (ایسے وقت میں) یوں کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر فرمایا تھا اور جو اس کو منظور ہوا اُس نے وہی کیا (مسلم) یہاں تک کہ حدیثیں جمع الفوائد سے نقل کی گئی ہیں۔ ان حدیثوں میں زیادہ تقدیر کا بیان تھا آگے وہ آیتیں اور حدیثیں ہیں جن میں زیادہ توکل کا اور کچھ کچھ تقدیر کا بیان ہے نمبر (۶) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب)

رائے پختہ کر لیں سو خدا تعالیٰ پر اعتماد کر کے اس کام کو کر ڈالیئے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں کو (جو خدا تعالیٰ پر اعتماد رکھیں) محبت فرماتے ہیں (آل عمران)
ف اس سے بڑھکر کیا دولت ہوگی کہ خدا پر بھروسہ رکھنے والوں سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے جس شخص سے خدا تعالیٰ کو محبت ہو اسکی فلاح میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توکل کیساتھ تدبیر کا بھی حکم ہے کیونکہ مشورہ تو تدبیر ہی کیلئے ہوتا ہے البتہ تدبیر پر بھروسہ کرنا نہ چاہئے بلکہ تدبیر کر کے بھی بھروسہ خدا ہی پر ہونا چاہئے نمبر (۷) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ یہ ایسے (مخلص) لوگ ہیں کہ (بعض) لوگوں نے (جب) اُن سے (آکر) کہا کہ ان لوگوں نے یعنی کفار مکہ نے) تمہارے (مقابلہ کے) لئے (بڑا) سامان جمع کیا ہے سو تم کو اُن سے اندیشہ کرنا چاہئے تو اس (خبر) نے اُن کے (جوش) ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور (نہایت استقلال سے یہ) کہہ کر بات کو ختم کر دیا کہ ہم کو حق تعالیٰ (سب مہمات میں) کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کیلئے اچھا ہے (یہی سپرد کرنا توکل ہے) پس یہ لوگ خدا تعالیٰ کی نعمت اور فضل سے (یعنی ثواب اور نفع تجارت سے) بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی اور وہ لوگ (اس واقعہ میں) رضائے حق کے تابع رہے (اسی کی بدولت ہر طرح کی نعمتوں سے سرفراز ہوئے) اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے (آل عمران) ف ان آیتوں میں ایک قصہ کی طرف اشارہ ہے جس میں صحابہ کو دنیا اور دین دونوں کا فائدہ ہوا اللہ تعالیٰ یہ بتلاتا ہے کہ یہ دونوں دولتیں توکل کی بدولت ملیں نمبر (۸) فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ فرما دیجئے کہ ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمایا ہے وہ ہمارا مالک ہے (پس مالک حقیقی جو تجویز کرے بندہ کو اس پر راضی رہنا واجب ہے) اور (ہماری کیا تخصیص ہے) اللہ کے تو سب مسلمانوں کو

اپنے سب کام سپرد رکھنے چاہئیں (دوسری بات یہ فرمائیے) کہ ہمارے لئے جیسی اچھی حالت بہتر ہے ایسی ہی سختی کی حالت بھی باعتبار انجام کے بہتری ہے کہ اس میں درجات بڑھتی ہیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں پس) تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے ہو (توبہ) ف اس سے ثابت ہوا کہ توکل کا اثر یہ ہے کہ اگر کوئی ناگواری بھی پیش آوے تو اس سے بھی پریشانی نہیں ہوتی بلکہ اس کو بھی بہتری ہی سمجھتے ہیں اگر دنیا میں بھی اس کا ظہور نہو تو آخرت میں ضرور ہو گا جو ہمارا اصلی گھر ہے اور وہی بھلائی ہمیشہ کام آنیوالی ہے۔

نمبر (۹) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (جب بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے خوف میں دیکھا تو ان سے) فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم (سچے دل سے) اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو (سوچ بچار مت کرو بلکہ) اس پر توکل کرو اگر تم (اس کی) اطاعت کرنے والے ہو انھوں نے (جواب میں) عرض کیا کہ ہمنے اللہ ہی پر توکل کیا (بعد اسکے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ) اے ہمارے پروردگار ہم کو ان ظالم لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافر لوگوں سے نجات دے (یعنی جبتک ہم پر انکی حکومت مقدر ہے ظلم نہ کرنے پاویں اور پھر انکی حکومت ہی کے دائرہ سے نکال دیجئے) (یونس) ف اس سے معلوم ہوا کہ توکل کیساتھ دعا زیادہ مفید ہوتی ہے نمبر (۱۰) فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کریگا تو اللہ تعالیٰ اسکے کام بنانے کیلئے کافی ہے (اور یہ کام بنانا عام ہے ظاہراً بھی ہو یا صرف باطناً) ف دیکھئے توکل پر کیسا عجیب وعدہ فرمایا ہے اور اصلاح باطناً۔ اس وقت تو معلوم نہیں ہوتی مگر بہت جلد سمجھ میں آجاتی ہے۔ نمبر (۱۱) حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی سعادت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو اس کیلئے مقدر فرمایا اس پر راضی رہے اور آدمی کی محرومی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے خیر مانگنا چھوڑ دے اور یہ بھی آدمی کی محرومی ہے خدا

تعالیٰ نے جو اسکے لئے مقدر فرمایا اس سے ناراض ہو (احمد و ترمذی) نمبر (۱۲) حضرت عمرو بن العاص رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا دل (تعلقات کی) ہر میدان میں شاخ شاخ رہتا ہے سو جس نے اپنے دل کو ہر شاخ کے پیچھے ڈال دیا اللہ تعالیٰ پرواہ بھی نہیں کرتا خواہ وہ کسی میدان میں ہلاک ہو جاوے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ سب شاخوں میں اس کیلئے کافی ہو جاتا ہے (ابن ماجہ) ف یعنی اس کو پریشانی اور کلفیں نہیں ہوتیں۔ یہ دو حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں۔ نمبر (۱۳) حضرت عمران بن حصین رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (اپنے دل سے) اللہ تعالیٰ ہی کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اُسکی سب ذمہ داریوں کی کفالت فرماتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اُسکا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص دنیا کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اُسکو اس دنیا ہی کے حوالہ کر دیتا ہے۔ (ابو الشیخ) یہ حدیث ترغیب ترہیب میں ہے۔ نمبر (۱۴) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ اونٹ کو باندھکر توکل کر (ترمذی) ف یعنی توکل میں تدبیر کی ممانعت نہیں ہاتھ سے تدبیر کرے ویسے اللہ پر توکل کرے اور اس تدبیر پر بھروسہ نہ کرے۔ نمبر (۱۵) ابو خزامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ دوا اور جھاڑ پھونک کیا تقدیر کو ٹال دیتی ہے آپنے فرمایا یہ بھی تقدیر ہی میں داخل ہے (ترمذی و ابن ماجہ) ف یعنی یہ بھی تقدیر میں ہے کہ فلاں دوا یا جھاڑ پھونک سے نفع ہو جاویگا یہ حدیث تخریج عراقی میں ہے۔ نتیجہ مسلمانو ان آیتوں اور حدیثوں سے سبق لو کیسی ہی دشواری پیش آئے دل تھوڑا مت کرو اور دین میں کچے مت بنو خدا تعالیٰ مدد کرے گا۔ فقط

کتبہ محمد اشرف علی تھانہ بھون

روح شمسہ دعا مانگنا

یعنی جس چیز کی ضرورت ہو خواہ وہ دنیا کا کام ہو یا دین کا اور خواہ اس میں اپنی بھی کوشش کرنا پڑے اور خواہ اپنی کوشش اور قابو سے باہر ہو سب خدا تعالیٰ سے مانگا کرے لیکن اتنا خیال ضروری ہے کہ وہ گناہ کی بات نہ ہو۔ اس میں سب باتیں آگئیں جیسے کوئی کھیتی یا سوداگری کرتا ہے تو محنت اور سامان بھی کرنا چاہیئے مگر خدا تعالیٰ سے دعا بھی مانگنا چاہیئے کہ اے اللہ اس میں برکت فرما اور نقصان سے بچا یا کوئی دشمن ستاوے خواہ دنیا کا دشمن خواہ دین کا دشمن تو اس سے بچنے کی تدبیر بھی کرنا چاہیئے خواہ وہ تدبیر اپنے قابو کی ہو خواہ حاکم سے مدد لینا پڑے مگر اس تدبیر کیساتھ خدا تعالیٰ سے بھی دعا مانگنا چاہیئے کہ اے اللہ اس دشمن کو زیر کردے یا مثلاً کوئی بیمار ہو تو دوا دارو بھی کرنا چاہیئے مگر خدا تعالیٰ سے دعا بھی مانگنا چاہیئے کہ اے اللہ اس بیماری کو کھودے یا اپنے پاس کچھ مال ہے تو اس کی حفاظت کا سامان بھی کرنا چاہیئے جیسے مضبوط مکان میں مضبوط قفل لگا کر رکھنا یا گھر والوں کے یا نوکروں کے ذریعہ سے اسکا پہرہ دینا دیکھ بھال رکھنا مگر اس کیساتھ خدا تعالیٰ سے دعا بھی مانگنا چاہیئے کہ اے اللہ اس کو چوروں سے محفوظ رکھ یا مثلاً کوئی مقدمہ کر رکھا ہے یا اس پر کسی نے کر رکھا ہے تو اس کی پیروی بھی کرنا چاہیئے وکیل اور گواہوں کا انتظام بھی کرنا چاہیئے مگر اسکے ساتھ خدا تعالیٰ سے دعا بھی کرنا چاہیئے کہ اے اللہ اس مقدمہ میں مجھ کو فتح دے اور ظالم کے شر سے مجھ کو بچا یا قرآن اور علم دین حاصل کر رہا ہے تو اس میں جی لگا کر پابندی سے محنت بھی کرنا چاہیئے مگر اس کے ساتھ دعا بھی کرنا چاہیئے کہ ای اللہ

اس کو آسان کر دے اور میرے ذہن میں اس کو جما دے یا نماز و روزہ وغیرہ شروع کیا ہے یا بزرگوں کے بتلانے سے اور عبادتوں میں لگ گیا ہے تو سستی اور نفس کے حیلہ بہانے کا مقابلہ کرکے ہمت کیساتھ اس کو نباہنا چاہیئے مگر دعا بھی کرتا رہے کہ اے اللہ میری مدد کر اور مجھ کو اس کی ہمیشہ توفیق دے اور اس کو قبول فرما یہ نمونہ کے طور پر چند مثالیں لکھدی ہیں ہر کام اور ہر مصیبت میں اسیطرح جو اپنے کرنے کی تدبیر ہے وہ بھی کرے اور سب تدبیروں کیساتھ اللہ تعالیٰ سے خوب عاجزی اور توجہ کیساتھ عرض بھی کرتا رہے اور جس کام میں تدبیر کا کچھ دخل نہیں اس میں تو تمام کوشش دعا ہی میں خرچ کرنا ضروری ہے جیسے بارش کا ہونا یا اولاد کا زندہ زندہ رہنا یا کسی بیماری کا علاج۔ بیماری سے اچھا ہونا یا نفس و شیطان کا بہکانا یا وبا اور طاعون سے محفوظ رہنا یا قابو یافتہ ظالموں کے شر سے بچنا ان کاموں کا بنانیوالا تو بجز خدا تعالیٰ کے کوئی برائے نام بھی نہیں اسلئے تدبیر کے کاموں میں جتنا حصہ تدبیر کا ہے ان بے تدبیر کاموں میں وہ حصہ تدبیر کا بھی دعا ہی میں خرچ کرنا چاہیئے۔ غرض تدبیر کے کاموں میں تو کچھ تدبیر اور کچھ دعا ہے اور بے تدبیر کے کاموں میں تدبیر کی جگہ بھی دعا ہی ہے تو اس میں زیادہ دعا ہوئی اور دعا فقط اس کا نام نہیں کہ دو چار باتیں یاد کر لیں اور نمازوں کے بعد اس کو صرف زبان سے آموختہ کیطرح پڑھ دیا سو یہ دعا نہیں ہے محض دعا کی نقل ہے دعا کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے دربار میں درخواست پیش کرنا ہے سو جس طرح حاکم کے یہاں درخواست دیتے ہیں کم سے کم دعا اس طرح تو کرنا چاہیئے کہ درخواست دینے کیوقت آنکھیں بھی اسی طرف لگی ہوتی ہیں دل بھی ہمہ تن ادھر ہی ہوتا ہے صورت بھی عاجزوں کی سی بناتے ہیں اگر زبانی کچھ عرض کرنا ہوتا ہے تو کیسے ادب سے گفتگو کرتے ہیں اور اپنی عرضی منظور ہونے کیلئے پورا زور لگاتے ہیں اور اس کا یقین دلانے کی پوری کوشش

کرتے ہیں کہ ہم کو آپ سے پوری امید ہے کہ ہماری درخواست پر پوری توجہ فرمائی جاوے گی پھر بھی اگر عرضی کے موافق نہ ہوا اور حاکم عرضی دینے والے کے سامنے افسوس ظاہر کرے کہ تمہاری مرضی کے موافق تمہارا کام نہ ہوا تو یہ شخص فوراً یہ جواب دیتا ہے کہ حضور مجھ کو کوئی رنج یا شکایت نہیں ہے اس معاملہ میں قانون ہی سے جان نہ تھی یا میری پیروی میں کمی رہ گئی تھی حضور نے کچھ کمی نہیں فرمائی اور اگر اس حاجت کی آئندہ بھی ضرورت ہو تو کہتا ہے کہ مجھ کو ناامیدی نہیں پھر عرض کرتا رہوں گا اور اصلی بات تو یہ ہے کہ مجھ کو حضور کی مہربانی کام ہونے سے زیادہ پیاری چیز ہے کام تو خاص وقت یا محدود درجہ کی چیز ہے حضور کی مہربانی تو عمر بھر کی اور غیر محدود درجہ کی دولت اور نعمت ہے تو اے مسلمانوں دل میں سوچو کیا تم دعا مانگنے کے وقت اور دعا مانگنے کے بعد جب اس کا کوئی ظہور نہ ہو خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہو سوچو اور شرماؤ جب یہ برتاؤ نہیں کرتے تو اپنی دعا کو دعا یعنی درخواست کس منہ سے کہتے ہو تو واقع میں کمی تمہاری ہی طرف سے ہے جس سے وہ دعا درخواست نہ رہی اور اس طرف سے تو اتنی رعایت ہے کہ درخواست دینے کا وقت بھی معین نہیں فرمایا وقت بے وقت جب چاہو عرض معروض کر لو نمازوں کے بعد کا وقت بھی تم ہی نے ٹھیرا رکھا ہے البتہ وہ وقت دوسرے وقتوں سے زیادہ برکت کا ہے سو اس وقت زیادہ دعا کرو باقی اور وقتوں میں بھی اس کا سلسلہ جاری رکھو جس وقت جو حاجت یاد آگئی فوراً ہی دل سے یا زبان سے بھی مانگنا شروع کرو اور جب دعا کی حقیقت معلوم ہو گئی تو اس حقیقت کے موافق دعا مانگو پھر دیکھو کیسی برکت ہوتی ہے اور برکت کا یہ مطلب نہیں کہ جو مانگو گے وہی ملجائے گا کبھی تو وہی چیز

ملجاتی ہے جیسے کوئی آخرت کی چیز مانگے کیونکہ وہ بندہ کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے البتہ اس میں ایمان اور اطاعت شرط ہے کیونکہ وہاں کی چیزیں قانوناً اسی شخص کو مل سکتی ہیں اور کبھی وہ چیز مانگی ہوئی نہیں ملتی جیسے کوئی دنیا کی چیز ملنگے کیونکہ وہ بندہ کے لئے کبھی بھلائی ہے کبھی بُرائی جب اللہ تعالےٰ کے نزدیک بھلائی ہوتی ہے اس کو ملجاتی ہے اور جب بُرائی ہوتی ہے تو نہیں ملتی۔ جیسے باپ بچہ کو پیسہ مانگنے پر کبھی دیدیتا ہے اور کبھی نہیں دیتا جب وہ دیکھتا ہے کہ یہ اس سے ایسی چیز خرید کر کھاوے گا جس سے حکیم نے منع کر رکھا ہے تو برکت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ مانگی ہوئی چیز ملجاوے بلکہ برکت کا مطلب یہ ہے کہ دعا کرنے سے حق تعالےٰ کی توجہ بندہ کی طرف ہو جاتی ہے اگر وہ چیز بھی کسی مصلحت سے نہ ملے تو دعا کی برکت سے بندہ کے دل میں تسلی اور قوت پیدا ہو جاتی ہے اور پریشانی اور کمزوری جاتی رہتی ہے اور یہ اثر حق تعالےٰ کی اس خاص توجہ کا ہوتا ہے جو دعا کرنے سے بندہ کی طرف حق تعالیٰ کو ہو جاتی ہے۔ اور یہی توجہ خاص اجابت کا وہ یقینی درجہ ہے جس کا وعدہ حق تعالےٰ کی طرف سے دعا کرنے والے کے لئے ہوا ہے اور اس حاجت کا عطا فرما دینا یہ اجابت کا دوسرا درجہ ہے جس کا وعدہ بلا شرط نہیں بلکہ اس شرط سے ہے کہ بندہ کی مصلحت کے خلاف نہ ہو اور یہی توجہ خاص ہے جس کے سامنے بڑی سے بڑی حاجت اور دولت کوئی چیز نہیں اور یہی توجہ خاص بندہ کی اصل پونجی ہے جس سے دنیا میں بھی اس کو حقیقی اور دائمی راحت نصیب ہوتی ہے اور

ف۵ جیسے کوئی طبیب سے درخواست کرے کہ میرا علاج مسہل سے کر دیجئے تو اصل منظوری تو علاج شروع کر دینا ہی گو مسہل نہ دیئے اور دوسری منظوری مسہل دینا ہے اس میں شرط ہے کہ مصلحت بھی سمجھے ۱۲

آخرت میں بھی غیر محدود اور ابدی نعمت و حلاوت نصیب ہوگی تو دعا میں اس برکت کے ہوتے ہوئے دعا کرنے والے کو خسارہ اور محرومی کا اندیشہ کرنے کی کب گنجائش ہے اب دو چار حدیثیں دعا کی فضیلت اور آداب میں لکھتا ہوں ۱ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے تاوقتیکہ کسی گناہ یا رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کی دعا نہ کرے جب تک کہ جلدی نہ مچاوے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ جلدی مچانے کا کیا مطلب ہے آپ نے فرمایا جلدی مچانا یہ ہے کہ یوں کہنے لگے کہ میں نے بار بار دعا کی مگر قبول ہوتی ہوئی نہیں دیکھتا سو دعا کرنے سے تھک جاوے اور دعا کرنا چھوڑ دے (مسلم) ف اس میں تاکید ہے اس بات کی کہ گو قبول نہ ہو مگر برابر کئے جائے اس کے متعلق اوپر بیان آچکا ہے ۲ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز قدر کی نہیں (ترمذی و ابن ماجہ) ۳ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا ہر چیز سے کام دیتی ہے ایسی بلا سے بھی جو کہ نازل ہو چکی ہو اور ایسی بلا سے بھی جو کہ ابھی نازل نہیں ہوئی سو اے بندگانِ خدا دعا کو پلہ باندھو (ترمذی و احمد) ۴ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر غصہ کرتا ہے (ترمذی) ف البتہ جس کو اس کی دھن اور دھیان سے فرصت نہ ہو وہ اس میں داخل نہیں ۵ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں دعا کیا کرو کہ تم قبولیت کا یقین رکھا کرو اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غفلت بھرے دل سے دعا قبول نہیں کرتا (ترمذی) ف تو دعا خوب توجہ سے کرنا چاہئے اور اجابت کے جو دو درجے اوپر بیان کئے ہیں وہی قبولیت کے بھی ہیں کیونکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک درجہ اس کا عام ہے جو اگلی حدیث میں آتا ہے ۲۵ حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا مسلمان نہیں جو کوئی دعا کرے جس میں گناہ اور قطع رحم نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ اس دعا کے سبب اس کو تین چیزوں میں سے ایک ضرور دیتا ہے یا تو فی الحال وہی مانگی ہوئی چیز دیتا ہے اور یا اس کو آخرت کے لئے ذخیرہ کر دیتا ہے اور یا کوئی ایسی ہی برائی اس سے ہٹا دیتا ہے صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ اس حالت میں تو ہم خوب کثرت سے دعا کیا کرینگے آپ نے فرمایا خدا کے یہاں اس سے بھی زیادہ (عطا کی) کثرت ہے۔ (احمد) ف خلاصہ یہ کہ کوئی دعا خالی نہیں جاتی ۲۶ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کو اپنے رب سے سب حاجتیں مانگنا چاہئیں (اور ثابتؓ کی روایت میں ہے کہ) یہاں تک کہ اس سے نمک بھی مانگے اور جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاوے وہ بھی اسی سے مانگے (ترمذی) ف یعنی یہ خیال نہ کرے کہ ایسی حقیر چیز اتنے بڑے سے کیا مانگیں ان کے نزدیک تو بڑی چیز بھی چھوٹی ہے فقط

محمد اشرف علی عفی عنہ تھانوی۔

ــــــــــــــ
۲۵ یعنی توجہ خاص جو موعود ہے اور خاص وہی چیز ملجانا جو غیر موعود ہے ۱۲

روح ہفتم

نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا

تاکہ اُن سے اچھی باتیں سنیں اُن سے اچھی خصلتیں سیکھیں اور جو نیک لوگ گذر گئے ہیں اُن کے اچھے حالات کی کتابیں پڑھ کر یا پڑھوا کر ان کے حالات معلوم کرنا کہ یہ بھی ایسا ہی ہے جیسے گویا ان کے پاس ہی بیٹھکر اُن سے باتیں سنیں اور اُن سے اچھی خصلتیں سیکھ لیں ف چونکہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ دوسرے انسان کےخیالات اور حالات سے بہت جلد اور بہت قوت کے ساتھ اور بدون کسی خاص کوشش کے اثر قبول کر لیتا ہے اچھا اثر بھی اور بُرا اثر بھی اس لئے اچھی صحبت بہت ہی بڑے فائدہ کی چیز ہے اور اسی طرح بری صحبت بڑے نقصان کی چیز ہے اور اچھی صحبت ایسے شخص کی صحت ہے جس کو ضرورت کے موافق دین کی باتوں کی واقفیت بھی ہو اور جس کے عقیدے بھی اچھے ہوں۔ شرک بدعت اور دنیا کی رسموں سے بچتا ہو اعمال بھی اچھے ہوں نماز روزہ اور ضروری عبادتوں کا پابند ہو معاملات بھی اچھے ہوں لین دین صاف ہو حلال و حرام کی احتیاط ہو اخلاق ظاہری بھی اچھے ہوں مزاج میں عاجزی ہو کسی کو بے وجہ تکلیف نہ دیتا ہو غریبوں حاجت مندوں کو ذلیل نہ سمجھتا ہو اخلاق باطنی بھی اچھے ہوں خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کا خوف دل میں رکھتا ہو دنیا

کا لالچ دل میں نہ رکھتا ہو دین کے مقابلہ میں مال اور راحت اور آبرو کی پروا نہ رکھتا ہو آخرت کی زندگی کے سامنے دنیا کی زندگی کو عزیز نہ رکھتا ہو ہر حال میں صبر و شکر کرتا ہو جس شخص میں یہ باتیں پائی جاویں اس کی صحبت اکسیر ہے اور جس شخص کو ان باتوں کی پوری پہچان نہ ہو سکے اس کے لئے یہ پہچان ہے کہ اپنے زمانہ کے نیک لوگ (جن کو اکثر مسلمان عام طور پر نیک سمجھتے ہوں ایسے نیک لوگ) جس شخص کو اچھا کہتے ہوں اور دس پانچ بار اس کے پاس بیٹھنے سے بُری باتوں سے دل ہٹنے لگے اور نیک باتوں کی طرف دل جھکنے لگے بس تم اس کو اچھا سمجھو اور اس کی صحبت اختیار کرو اور جس شخص میں بری باتیں دیکھی جاویں بدون کسی سخت مجبوری کے اس سے میل جول مت کرو کہ اس سے دین تو بالکل تباہ ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ دنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے کبھی تو جان کا کہ کسی تکلیف یا پریشانی کا سامنا ہو جاتا ہے اور کبھی مال کا کہ بری جگہ خرچ ہو گیا یا دھوکہ میں آ کر کسی کو دیدیا خواہ محبت کے جوش میں آ کر مفت دیدیا خواہ قرض کے طور پر دیدیا تھا پھر وصول نہ ہوا اور کبھی آبرو کا کہ بُروں کے ساتھ یہ بھی رسوا و بدنام ہوا اور جس شخص میں نہ اچھی علامتیں معلوم ہوں اور نہ بری علامتیں اس پر گمان تو نیک رکھو مگر اس کی صحبت مت اختیار کرو۔ غرض تجربہ سے نیک صحبت کو دین کے سنورنے میں اور دل کے مضبوط ہونے میں بڑا دخل ہے اور اسی طرح صحبت بد کو دین کے بگڑنے میں اور دل کے کمزور ہونے میں اب چند آیتیں اور حدیثیں صحبت نیک کی ترغیب میں اور صحبت بد کی مذمت میں لکھی جاتی ہیں۔ نمبر (۱) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو لوگ (دین کے پکے اور) سچے ہیں ان کے ساتھ رہو ف ساتھ رہنے میں ظاہری صحبت بھی آ گئی اور ان کی راہ پر چلنا بھی آ گیا

(سورہ توبہ) نمبر (۲) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (اے مخاطب) جب تو ان لوگوں کو
دیکھے جو ہماری آیات (اور احکام) میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں (کے پاس بیٹھنے)
سے کنارہ کش ہو جا یہانتک کہ وہ کوئی اور بات میں لگ جاویں اور اگر تجھ کو شیطان بھلادے
(یعنی ایسی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت یاد نہ رہے) تو (جب یاد آجاوے) یاد آنیکے بعد پھر ایسے
ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ (بلکہ فوراً اٹھ کھڑا ہو اور اس سے ایک آیت کے بعد ارشاد
ہے) اور (کچھ مجلس تکذیب کی تخصیص نہیں بلکہ) ایسے لوگوں سے کنارہ کش رہ جنہوں نے اپنے (اس)
دین کو (جسکا ماننا اُن کے ذمہ فرض تھا یعنی اسلام کو) لہو ولعب بنا رکھا ہے الخ (سورۃ انعام)
نمبر (۳) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہم جن لوگوں
کے پاس بیٹھتے ہیں اُن میں سب سے اچھا کون شخص ہے (کہ اسی کے پاس بیٹھا کریں) آپ نے
ارشاد فرمایا ایسا شخص (پاس بیٹھنے کیلئے سب سے اچھا ہے) کہ جس کا دیکھنا تم کو اللہ تعالیٰ
کی یاد دلاوے اور اُس کا بولنا تمہارے علم (دین) میں ترقی دے اور اس کا عمل تم کو آخرت کی
یاد دلاوے (ابو یعلی) ف میں نے جو اوپر نیک شخص کی علامتیں بیان کی ہیں اس حدیث میں
ان میں سے بعض بڑی علامتیں مذکور ہیں نمبر (۴) حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید حضرت ابو امامہؓ
کا قول ہو تب بھی حدیث ہی ہے) کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹا تو علماء
کے پاس بیٹھنے کو اپنے ذمہ لازم رکھنا اور اہل حکمت کی باتوں کو سنتے رہنا (حکمت دین
کی باریک باتوں کو کہتے ہیں جیسے سچے درویش کیا کرتے ہیں) کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ
دل کو نور حکمت سے اس طرح زندہ کر دیتے ہیں جیسے مردہ زمین کو موسلادھار پانی سے زندہ
کر دیتے ہیں (طبرانی فی الکبیر) نمبر (۵) حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری محبت ایسے لوگوں کیلئے واجب (یعنی ضروری الثبوت) ہو گئی جو میرے ہی علاقہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور جو میرے ہی علاقہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں الخ (مالک و ابن حبان) ف یہ جو فرمایا میرے علاقہ سے مطلب یہ کہ محض دین کیواسطے نمبر (۶) حضرت ابو موسیٰ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نیک ہمنشین کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص مشک لئے ہوئے ہو (یہ مثال ہے نیک صحبت کی) اور ایک شخص بھٹی کو دھونک رہا ہو (یہ مثال ہے بد صحبت کی) سو وہ مشک والا یا تو تجھ کو دیدیگا اور یا اگر نہ بھی دیا تم تو اس سے تجھکو خوشبو ہی پہنچ جاویگی اور بھٹی کا دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑوں کو جلادے گا (اگر کوئی چنگاری آپڑی) اور یا اگر اس سے بچ بھی گیا تو اس کی گندی بو ہی تجھ کو پہنچ جاوے گی۔ (بخاری و مسلم) ف یعنی نیک صحبت سے اگر کامل نفع نہ ہو تب بھی کچھ تو ضرور ہو جاوے گا اور بد صحبت سے اگر کامل ضرر نہ ہو تب بھی کچھ تو ضرر ہو جاویگا یہ سب حدیثیں ترغیب سے لیگئی ہیں نمبر (۷) حضرت ابو سعید رض سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کسی کی صحبت اختیار مت کرو بجز ایمان والے کے (ترمذی و ابو داؤد دارمی) ف اسکے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ کافر کی صحبت میں مت بیٹھو دوسرا یہ کہ جس کا ایمان کامل نہ ہو اسکے پاس مت بیٹھو بس پورا قابل صحبت وہ ہے جو مومن ہو خصوص جو مومن کامل ہو یعنی دین کا پورا پابند ہو نمبر (۸) حضرت ابو رزین رض سے روایت ہے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جو اس دین کا ڈیڑا مدار ہے جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکتے ہو ایک تو اہل ذکر کی مجالس کو مضبوط پکڑ لو اور دوسرے جب تنہا ہوا کرو جہانتک ممکن ہو ذکر اللہ کیساتھ زبان کو متحرک رکھو اور تیسرے اللہ

ہی کیلئے محبت رکھو اور اللہ ہی کیلئے بغض رکھو الخ (بیہقی فی شعب الایمان) ف یہ بات تجربہ سے بھی معلوم ہوتی ہو کہ صحبت نیک جڑ ہے تمام دین کی۔ دین کی حقیقت دین کی عادت دین کی قوت کے جتنے ذریعے ہیں سب سے بڑھ کر ذریعہ ان چیزوں کا صحبت نیک ہے نمبر (۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تھا تو آپ نے فرمایا کہ جنت میں یاقوت کے ستون ہیں ان پر زبرجد کے بالاخانے قائم ہیں انمیں کھلے ہوئے دروازے ہیں جو تیز چمکدار ستارہ کی طرح چمکتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ اُن بالاخانوں میں کون رہیگا آپ نے فرمایا جو لوگ اللہ کیلئے (یعنی دین کیلئے) آپس میں محبت رکھتے ہیں اور جو لوگ اللہ کے لئے ایکدوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور جو لوگ اللہ کیلئے آپسمیں ملاقات کرتے ہیں (بیہقی فی شعب الایمان) یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لیگئی ہیں نمبر (۱۰) حضرت سمرہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کیساتھ نہ سکونت کرو اور نہ اُن کیساتھ یکجائی کرو (یعنی اُن کی مجلس میں مت بیٹھو) جو شخص ان کیساتھ سکونت کریگا یا یکجائی کریگا وہ ان ہی میں سے ہے (ترمذی) یہ حدیث جمع الفوائد سے لیگئی ہے، ان سب آیتوں و حدیثوں سے مدعا کے ایک جزو کا ثابت ہونا ظاہر ہے یعنی نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا تاکہ ان سے اچھی باتیں سنیں اور ان سے اچھی خصلتیں سیکھیں اب مدعا کا دوسرا جزو رہ گیا یعنی جو نیک گذر گئے ہیں کتابوں سے انکے اچھے حالات معلوم کرنا کہ اس سے بھی ویسے ہی فائدے حاصل ہوتے ہیں جیسے انکے پاس بیٹھنے سے آگے اس دوسرے جزو کا بیان کرتے ہیں نمبر (۱۱) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے (مذکورہ) قصے (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اور حضرت ہود علیہ السلام کا اور حضرت صالح علیہ السلام کا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اور حضرت لوط علیہم السلام کا اور حضرت شعیب علیہ السلام کا اور حضرت موسیٰ

علیہ السلام کا یہ سب قصے) آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں (سورۂ ہود) ف یہ ایک فائدہ ہے نیکوں کے قصوں کے بیان کرنیکا کہ ان سے دل کو مضبوطی اور تسلی ہوتی ہے کہ جیسے وہ حق پر مضبوط رہے ہمکو بھی مضبوط رہنا چاہئے اور جس طرح اس مضبوطی کی برکت سے خدا تعالیٰ نے انکی مدد فرمائی اسی طرح اس مضبوطی پر ہماری بھی مدد ہوگی جس کو اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی (یہاں) دنیاوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور (وہاں) اس روز بھی (مدد کرینگے) جسمیں گواہی دینے والے (فرشتے) کھڑے ہونگے (مراد اس سے قیامت کا دن ہے سورۂ مومن) اور وہاں کی مدد تو ظاہر ہے کہ ماننے والے ظاہر میں بھی کامیاب ہونگے اور بے حکمی کرنیوالے ناکام ہونگے اور یہاں کی مدد کبھی تو اسی طرح کی ہوتی ہے اور کبھی دوسری طرح ہوتی ہے وہ اس طرح کہ اول بے حکموں کو حکم ماننے والوں پر غلبہ ہوگیا مگر من جانب اللہ کسی وقت ان سے بدلا ضرور لیا گیا چنانچہ تاریخ بھی اس کی گواہ ہے (تفسیر ابن کثیر) اور ان قصوں سے یوں بھی تسلی ہوتی ہے کہ جیسے دین پر مضبوط رہنے پر آخرت میں وہ بڑھے رہے جس کی خبر کئی قصوں کے بعد اس ارشاد میں دی گئی ہے یقیناً نیک انجامی متقیوں ہی کیلئے ہے (سورۂ ہود) اسیطرح ہم سے بھی اس بڑھے رہنے کا وعدہ ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ جو لوگ متقی ہیں ان کافروں سے اعلیٰ درجہ (کیحالت) میں ہوں گے (سورہ بقرہ نمبر ۱۲۶) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص (ہمیشہ کیلئے) کوئی طریقہ اختیار کرنے والا ہو اس کو چاہئے کہ ان لوگوں کا طریقہ اختیار کرے جو گذر چکے ہیں کیونکہ زندہ آدمی پر تو بچل جانیکا بھی شبہ ہے داسلئے زندہ آدمی کا طریقہ اسیوقت تک اختیار کیا جا سکتا ہے جبتک وہ راہ راست پر رہے) یہ لوگ (جن کا ہمیشہ کیلئے طریقہ لیا جا سکتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ہیں

اور اس حدیث کے آخر میں ہے کہ جہاں تک ہو سکے ان کے اخلاق وعادات کو سند بناؤ (رزین) (جمع الفوائد) ف اور یہ ظاہر ہے کہ صحابہؓ کے اخلاق وعادات کا اختیار کرنا تب ہی ممکن ہے جب ان کے واقعات معلوم ہوں تو ایسی کتابوں کا پڑھنا سننا ضرور ٹھیرا نمبر (۱۳) جس طرح قرآن مجید میں حضرات انبیاء وعلماء واولیاء کے قصے بمصلحت ان کی پیروی کرنیکے مذکور ہیں جو اس ارشاد میں مذکور ہے فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ اسی طرح حدیثوں میں بھی ان مقبولین کے قصے بکثرت مذکور ہیں چنانچہ حدیث کی اکثر کتابوں میں کتاب القصص ایک مستقل حصہ قرار دیا گیا ہے اس سے بھی ایسے قصوں کا مفید اور قابل اشتغال ہونا ثابت ہوتا ہے اسی وجہ سے بزرگوں نے ہمیشہ ایسے قصوں کی کتابیں لکھنے کا اہتمام رکھا ہے اب میں ایسی چند کتابوں کے نام بتلاتا ہوں کہ ان کو پڑھا کریں یا سنا کریں اگر سنانے والا عالم مل جاوے تو سبحان اللہ ورنہ جو مل جاوے (۱) تاریخ حبیب اِلٰہ (۲) نشر الطیب (۳) مغازی الرسول (۴) قصص الانبیاء (۵) مجموعہ فتوح الشام والمصر والعجم (۶) فتوح العراق (۷) فتوحات بھنسا (۸) فردوس آسیہ (۹) حکایات الصالحین (۱۰) تذکرۃ الاولیاء (۱۱) انوار المحسنین (۱۲) نزہۃ البساتین (۱۳) امداد المشتاق (۱۴) نیک بیبیاں۔

نوٹ۔ ان میں نمبر ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ میں بعض مضامین اور نمبر ۱۴ کا حصہ ملفوظات عام لوگوں کی سمجھ میں شاید نہ آویں وہ ان سے اپنا ذہن خالی رکھیں۔

اشرف علی عفی عنہ تھانوی

رُوح ہشتم

جو شعر ہذا کا مصداق ہے ؎ فتوح فی فتوح فی فتوح + وروح فوق روح فوق روح +
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کو اپنے دل میں جمانا جس سے آپ کی
محبت بڑھے اور جس سے ان عادات کو اختیار کرنے کا بھی شوق ہو۔ اب چند آیتیں اور
حدیثیں اس باب کی لکھتا ہوں۔ نمبر (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور بیشک آپ اخلاق
(حسنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں (سورہ نون) نمبر (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے (اے لوگو)
تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں جن کو تمہاری
(سب کی مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند
رہتے ہیں (بالخصوص) ایمانداروں کیساتھ (تو) بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں۔
(سورۂ توبہ) نمبر (۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے سو
وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں (اور زبان سے نہیں فرماتے کہ اٹھ کر چلے جاؤ) اور اللہ تعالےٰ
صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتے (سورۂ احزاب ف کیا انتہا ہے آپ
کی مروت کا کہ اپنے غلاموں کو بھی یہ فرماتے ہوئے شرماتے تھے کہ اب اپنے کاموں میں
لگو اور یہ لحاظ اپنے ذاتی معاملات میں تھا اور احکام کی تبلیغ میں نہ تھا یہ آیتیں تھیں
آگے حدیثیں ہیں نمبر (۱) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

؎ اور یہ مضمون اگرچہ روح ہفتم کے دوسرے حصہ کا تتمہ ہے مگر ایک تو وہ حصہ خود ہی مستقل تھا دوسرے
یہ تتمہ بوجہ شاندار ہونیکے مثل مستقل کے ہے اس لئے اس کو جداگانہ نمبر بنایا گیا ۱۲۔

علیہ وآلہ وسلم کی دس برس خدمت کی آپ نے کبھی مجھ کو اُف بھی نہیں کہا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ فلانا کام کیوں کیا اور فلانا کام کیوں نہیں کیا (بخاری ومسلم) ف ہر وقت کے خادم کو دس برس کے عرصہ تک ہوں سے ہاں نہ فرمانا یہ معمولی بات نہیں کیا اتنے عرصہ تک کوئی بات بھی خلاف مزاج لطیف نہ ہوئی ہوگی نمبر (۲) اُن ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر خوش خلق تھے آپ نے مجھ کو ایک دن کسی کام کے لئے بھیجا میں نے کہا میں تو نہیں جاتا اور دل میں یہ تھا کہ جہاں حکم دیا ہے وہاں جاؤنگا (یہ بچپن کا اثر تھا) میں وہاں سے چلا تو بازار میں چند کھیلنے والے لڑکوں پر گذرا اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے (آکر) میری گردن پکڑ لی میں نے آپ کو دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے آپ نے فرمایا تم تو جہاں میں نے کہا تھا جا رہے ہو میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ میں جا رہا ہوں (مسلم) نمبر (۳) ان ہی سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ کے بدن مبارک پر ایک نجران کا بنا ہوا موٹی کنی کا چادرہ تھا آپ کو ایک بدوی ملا اور اُس نے آپ کو چادرہ پکڑ کر بڑی زور سے کھینچا اور آپ اس کے سینہ کے قریب جا پہنچے پھر کہا اے محمد میرے لئے بھی اللہ کے اس مال میں سے دینے کا حکم دو جو تمہارے پاس ہے آپ نے اس کی طرف التفات فرمایا پھر ہنسے پھر اس کے لئے عطا فرمانے کا حکم دیا (بخاری ومسلم) نمبر (۴) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپ نے یہ فرمایا ہو کہ نہیں دیتا (اگر ہوا دیدیا ورنہ اس وقت) معذرت اور دوسرے وقت کے لئے وعدہ فرمالیا) (بخاری ومسلم) نمبر (۵) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکریاں مانگیں جو (آپ ہی کی تھیں اور) دو پہاڑوں کے

درمیان پھر رہی تھیں آپ نے اس کو سب دیدیں وہ اپنی قوم میں آیا اور کہنے لگا اے قوم مسلمان ہو جاؤ واللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوب دیتے ہیں کہ خالی ہاتھ رہجانے سے بھی اندیشہ نہیں کرتے (مسلم) نمبر (۶) جبیر بن مطعم رضؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے جب کہ آپ مقام حنین سے واپس ہو رہے تھے آپ کو بدوی لوگ لپٹ گئے اور آپ سے مانگ رہے تھے یہاں تک کہ آپ کو ایک ببول کے درخت سے اڑادیا اور آپکا چادرہ بھی چھین لیا آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا میرا چادرہ تو دیدو اگر میرے پاس ان درختوں کی گنتی کے برابر بھی اونٹ ہوتے تو میں سب تم میں تقسیم کر دیتا پھر تم مجھ کو نہ بخیل پاؤ گے نہ جھوٹا نہ تھوڑے دل کا (بخاری) نمبر (۷) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ چکتے مدینہ (والوں) کے غلام اپنے برتن لاتے جنہیں پانی ہوتا تھا سو جو برتن بھی پیش کرتے آپ (برکت کیلئے) اس میں اپنا دست مبارک ڈالدیتے بعض اوقات سردی کی صبح ہوتی تب بھی اپنا دست مبارک اس میں ڈالدیتے (مسلم) نمبر (۸) ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مزاج نہ تھے اور نہ کوسنا دینے والے تھے کوئی بات عتاب کی ہوتی تو یوں فرماتے فلانے شخص کو کیا ہو گیا اس کی پیشانی کو خاک لگجاوے (جس سے کوئی تکلیف ہی نہیں خصوص اگر سجدہ میں لگ جاوے تب تو یہ دعا ہے نمازی ہونے کی اور نماز میں خاصیت ہے بری باتوں سے روکنے کی تو یہ اصلاح کی دعا ہوئی) (بخاری) نمبر (۹) حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر شرمگین تھے کہ کنواری لڑکی جیسے اپنے پردہ میں ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ سو جب کوئی بات ناگوار دیکھتے تھے تو (شرم کے سبب زبان سے نہ فرماتے مگر) ہم لوگ اسکا اثر آپ کے

چہرہ مبارک میں دیکھتے تھے (بخاری ومسلم) نمبر (۱۰) اسود سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر کیا کام کیا کرتے تھے انھوں نے کہا کہ اپنے گھر والوں کے کام میں لگے رہتے تھے (جس کی کچھ مثالیں اگلی حدیث میں آتی ہیں) (بخاری) نمبر (۱۱) حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتہ گانٹھ لیتے تھے اور اپنا کپڑا اسی لیتے تھے اور اپنے گھر میں ایسے ہی کام کر لیتے تھے جس طرح تم میں معمولی آدمی اپنے گھر میں کام کر لیتا ہے اور حضرت عائشہ رضؓ نے یہ بھی کہا کہ آپ منجملہ بشر کے ایک بشر تھے (گھر کے اندر مخدوم اور ممتاز ہو کر نہ رہتے تھے) اپنے کپڑے میں جوئیں دیکھ لیتے تھے (کہ شاید کسی کی چڑھ گئی ہو کیونکہ آپ اس سے پاک تھے) اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے (یہ مثالیں ہیں گھر کے کام کی کیونکہ رواج میں یہ کام گھر والوں کے کرنے کے ہوتے ہیں) اور اپنا (ذاتی) کام بھی کر لیتے تھے (ترمذی) نمبر (۱۲) حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں مارا اور نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو ہاں راہ خدا میں جہاد اس سے مستثنےٰ ہے (مراد وہ مارنا ہے جیسے غصہ کے جوش میں عادت ہے) اور آپ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی جس میں آپ نے اس تکلیف پہنچانیوالے سے انتقام لیا ہو البتہ اگر کوئی شخص اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرتا تو اس وقت آپ اللہ کے لئے اس سے انتقام لیتے تھے (مسلم) نمبر (۱۳) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ میں آٹھ برس کا تھا اس وقت آپ کی خدمت میں آگیا تھا اور دس برس تک میں نے آپ کی خدمت کی میرے ہاتھ سے کوئی نقصان بھی ہو گیا تو آپ نے کبھی

لـــہ کذا فی الصراح المعنی الانتہاک ۱۲

ملامت نہیں کی اگر آپ کے گھر والوں میں سے کسی نے ملامت بھی کی تو آپ فرماتے جانے دو۔ اگر کوئی (دوسری بات مقدر ہوتی تو وہی ہوتی (مصابیح بلفظہٖ و بیہقی مع تغیر یسیر) نمبر (۱۴) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کرتے تھے کہ آپ مریض کی بیمار پرسی فرماتے تھے اور جنازہ کے ساتھ جاتے تھے الخ۔ (ابن ماجہ و بیہقی) نمبر (۱۵) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ فرماتے تو آپ اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ سے خود نہ نکالتے تھے یہانتک کہ وہی اپنا ہاتھ نکال لیتا تھا اور نہ اپنا منہ اسکے منہ کی طرف سے پھیرتے تھے یہانتک کہ وہی اپنا منہ آپ کی طرف سے پھیر لیتا تھا اور آپ کبھی اپنے پاس بیٹھنے والے کیسامنے اپنے زانو کو بڑھائے ہوئے نہیں دیکھے گئے (بلکہ صف میں سب کی برابر بیٹھتے تھے ایک مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ زانو سے مراد پاؤں ہو یعنی آپ کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلاتے تھے ترمذی) نمبر (۱۶ و ۱۷) شمائل ترمذی باب تواضع و باب خلق میں دو لمبی حدیثیں ہیں ان میں سے بعضے جملے نقل کرتا ہوں حضرت حسین رضؓ اپنے والد حضرت علی رضؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے مکان میں تشریف لیجاتے تو مکان میں رہنے کیوقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے ایک حصہ اللہ عزّوجل (کی عبادت) کے لئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے (حقوق ادا کرنے کیلئے اور ایک حصہ اپنی ذات خاص کیلئے پھر اپنے خاص حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان اس طرح پر تقسیم فرماتے کہ اس حصہ (کے برکات) کو اپنے خاص اصحاب کے ذریعہ سے عام لوگوں تک پہنچاتے (یعنی اس حصہ میں خاص حضرات کو استفادہ کے لئے اجازت تھی پھر وہ عام لوگوں تک ان علوم کو پہنچاتے) اور اس مذکورہ حصہ امت میں آپ کی عادت یہ تھی کہ اہل فضل (یعنی اہل علم و عمل) کو

(حاضری کی) اجازت دینے میں دوسروں پر ترجیح دیتے تھے اور اس وقت کو ان پر بقدر ان کی دینی فضیلت کے تقسیم کرتے تھے کیونکہ کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسی کو دو ضرورتیں ہوئیں کسی کو کئی ضرورتیں ہوئیں آپ (اسی نسبت سے) ان کیساتھ مشغول ہوتے اور انکو بھی ایسے کام میں مشغول رکھتے جسمیں انکی اور امت کی مصلحت ہو جیسے مسئلہ پوچھنا اور مناسب حالات کی اطلاع دینا اور آپکے سب طالب ہو کر آتے اور (علاوہ علمی فوائد کی کچھ کھا پی کر واپس جاتے اور دین کے ہادی بنکر نکلتے (یہ رنگ تھا مجلس خاص کا) پھر میں نے اپنے باپ سے آپکے باہر تشریف لانیکی بابت پوچھا (انھوں نے اسکی تفصیل بیان کی جسکو میں انہی کی دوسری حدیث سے نقل کرتا ہوں) حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت کشادہ رو نرم خو نرم مزاج تھے آپ کیسامنے لوگ آپسمیں جھگڑتے نہ تھے اور جب آپکے روبرو کوئی بات کرتا اسکے فارغ ہونے تک آپ خاموش رہتے۔ اور آپ پردیسی آدمی کی گفتگو اور سوال میں بے تمیزی کرنے پر تحمل فرماتے تھے اور کسیکی بات نہیں کاٹتے تھے یہانتک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا تب اسکو کاٹ دیتے خواہ منع فرما کر یا اٹھکر چلے جانیسے (یہ رنگ تھا مجلس عام کا) یہ برتاؤ تو اپنے تعلق والوں سے تھا اور مخالفین کیساتھ جو برتاؤ تھا اس کا بھی کچھ بیان کرتا ہوں نمبر (۱۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ (کسی موقع پر آپ سے) عرض کیا گیا یا رسول اللہ مشرکین پر بددعا کیجئے آپ نے فرمایا میں کوسنے والا کر کے نہیں بھیجا گیا ہوں میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں (مسلم) ف اسلئے آپکی عادت دشمنوں کے لئے بھی دعائے خیر ہی کرنے کی تھی اور کبھی کبھار اپنے مالک حقیقی سے فریاد کے طور پر کچھ کہدینا کہ انکی شرارت سے آپکی حفاظت فرمائے یہ اور بات ہے نمبر (۱۹) حضرت عائشہؓ سے ایک لمبا قصہ طائف کا منقول ہے جسمیں آپکو کفار کیساتھ اس قدر اذیت پہنچی جسکو آپنے جنگ احد کی تکلیف سے بھی زیادہ سخت فرمایا ہے اس وقت جبریل علیہ السلام نے آپکو پہاڑوں کے فرشتہ سے ملایا اور اس نے آپکو سلام کیا اور عرض کیا اے محمدؐ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اللہ تعالیٰ نے

مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ مجھکو حکم دیں اگر آپ چاہیں تو میں دونوں پہاڑ ونکو ان لوگوں پر لا ملاؤں (جسمیں یہ سب پس جاویں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں میں امید کرتا ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ انکی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے جو صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور اس کیساتھ کسی کو شریک نہ کریں (بخاری و مسلم) ف دیکھئے اگر اسوقت ہاتھ سے بدلا لینے کا موقع نہ تھا تو زبان سے کہنا تو آسان تھا خصوص جب آپکو یہ بھی یقین دلا دیا گیا کہ زبان ہلاتے ہی سب تہس نہس کر دیئے جاوینگے مگر آپنے پھر بھی شفقت ہی سے کام لیا یہ برتاؤ ان مخالفین سے تھا جو آپکے مدمقابل تھے بعضے مخالفین آپ کی رعایا تھے جن پر باضابطہ بھی قدرت تھی ان کیساتھ بھی برتاؤ سنئے نمبر (۲۰) حضرت علیؓ سے ایک لمبا قصہ منقول ہے جسمیں کسی یہودی کا جو کہ مسلمانوں کی رعیت ہو کر مدینہ میں آباد تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کچھ قرض تھا اور اس نے ایک بار آپکو اسقدر تنگ کیا کہ ظہر سے اگلے دن صبح تک آپکو مسجد سے گھر بھی نہیں جانے دیا لوگوں کے دھمکانے پر آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو معاہد اور غیر معاہد پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے اسی قصہ میں ہے کہ جب دن چڑھا تو یہودی نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد انک رسول اللہ اور یہ بھی کہا کہ میں نے تو یہ سب اسلئے کیا تھا کہ آپکی صفت جو توراۃ میں ہے کہ محمد عبداللہ کے بیٹے ہیں آپکی پیدائش مکہ میں ہے اور ہجرت کا مقام مدینہ ہے اور سلطنت شام میں ہوگی۔ (چنانچہ بعد میں ہوئی) اور آپ نہ سخت خو ہیں نہ درشت مزاج ہیں نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والے ہیں اور نہ بیحیائی کا کام نہ بیحیائی کی بات آپکی وضع ہے مجھکو اسکا دیکھنا تھا کہ دیکھوں آپ وہی ہیں یا نہیں سو دیکھ لیا آپ وہی ہیں) اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد انک رسول اللہ الخ (بیہقی) بجز دو حدیثوں کے جن میں شمائل کا نام ہے باقی سب حدیثیں مشکوٰۃ کی ہیں۔

مشورہ۔ اگر انہی تھوڑی سی حدیثوں کو روزمرہ ایک ہی بار پڑھ لیا کرو یا سن لیا کرو تو پھر دیکھ لوگے تم کیسی جلدی کیسے اچھے ہو جاؤ گے۔ کتبہ اشرف علی عفی عنہ۔

روح نہم ۹

بھائی مسلمانوں کے حقوق کا خاص خیال رکھ کر ادا کرنا،

آیت۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ ایمان والے (سب آپس میں ایک دوسرے کے) بھائی ہیں (آگے فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے (آگے ارشاد ہے) اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے (یعنی جس سے دوسرے کی تحقیر ہو آگے فرماتے ہیں) اور نہ ایکدوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارو (آگے فرماتے ہیں کہ) اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور (کسی کے عیب کا) سُراغ مت لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے احادیث (۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کو (بلا وجہ) بُرا بھلا کہنا بڑا گناہ ہے اور اس سے (بلا وجہ) لڑنا (قریب) کفر (کے) ہے (بخاری و مسلم) (۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص (لوگوں کے عیوب پر نظر کرکے اور اپنے کو عیوب سے بری سمجھ کر بطور شکایت کے) یوں کہے کہ لوگ برباد ہوگئے تو یہ شخص سب سے زیادہ برباد ہونے والا ہے (کہ مسلمانوں کو حقیر سمجھتا ہے) (مسلم) (۳) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے چغل خور (قانوناً بدون سزا) جنت میں نہ جاوے گا (بخاری و مسلم) (۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے بدتر (حالت میں) اس شخص کو پاؤ گے

جو دو رویہ ہو یعنی جو ایسا ہو کہ ان کے منہ پر ان جیسا اُن کے منہ پر اُن جیسا (بخاری ومسلم) (۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا (غیبت یہ ہے کہ) اپنے بھائی (مسلمان) کا ایسے طور پر ذکر کرنا کہ (اگر اس کو خبر ہو تو) اس کو ناگوار ہو عرض کیا گیا کہ یہ بتلائیے کہ اگر میرے (اس) بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہتا ہوں (یعنی اگر میں سچی برائی کرتا ہوں) آپ نے فرمایا اگر اس میں وہ بات ہے جو تو کہتا ہے تب تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ بات نہیں ہے جو کہتا ہے تو تو نے اس پر بہتان باندھا (مسلم) (۶) سفیان بن اسد حضرمی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ بہت بڑی خیانت کی بات ہے کہ تو اپنے بھائی (مسلمان) کو کوئی ایسی بات کہے کہ وہ اس میں تجھ کو سچا سمجھ رہا ہے اور تو اس میں جھوٹ کہہ رہا ہے (ابو داؤد) (۷) حضرت معاذ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کو کسی گناہ سے عار دلاوے اس کو موت نہ آوے گی جب تک کہ خود اس گناہ کو نہ کرے گا (یعنی عار دلانے کا یہ وبال ہے اگر کسی خاص وجہ سے ظہور نہ ہو اور بات ہے اور خیر خواہی سے نصیحت کرنے کا کچھ ڈر نہیں) (ترمذی) (۸) حضرت واثلہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) کی (کسی دنیوی یا دینی بری) حالت پر خوشی مت ظاہر کر کبھی اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمادے اور تجھ کو مبتلا کردے (ترمذی) (۹) عبد الرحمٰن بن غنمؓ اور اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندگان خدا میں سب سے بدتر وہ

لوگ ہیں جو چغلیاں پہنچاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلوا دیتے ہیں الخ (احمد و بیہقی)
(ﻣﮯ۱۰) حضرت ابن عباسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا
کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے نہ (خواہ مخواہ) بحث کیا کر اور نہ اس سے (ایسی) دل لگی کر
(جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کر جس کو تو پورا نہ کرے (ترمذی)
ف البتہ اگر کسی عذر کے سبب پورا نہ کر سکے تو معذور ہے چنانچہ زید بن ارقمؓ نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس
وقت پورا کرنے کی نیت تھی مگر پورا نہیں کر سکا اور (اگر آنے کا وعدہ تھا تو) وقت پر
نہ آسکا (اس کا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہو گیا) تو اس پر گناہ نہ ہو گا
(ابوداؤد و ترمذی) (ﻣﮯ۱۱) عیاض مجاشعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ سب آدمی تواضع اختیار کرو یہاں تک
کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے (کیونکہ فخر اور ظلم تکبر ہی سے
ہوتا ہے) (مسلم) (ﻣﮯ۱۲) حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔
(بخاری و مسلم) (ﻣﮯ۱۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو شخص بیوہ اور غریبوں کے کاموں میں سعی کرے وہ (ثواب میں) اس شخص کے
مثل ہے جو جہاد میں سعی کرے (بخاری و مسلم) (ﻣﮯ۱۴) حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور وہ شخص جو کسی یتیم کو اپنے ذمہ رکھ لے خواہ
وہ یتیم اس کا کچھ لگتا ہو اور خواہ غیر کا ہو ہم دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے
شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں میں تھوڑا سا فرق بھی کر دیا

(کیونکہ نبی اور غیر نبی میں فرق تو ضروری ہے مگر حضور کے ساتھ جنت میں رہنا کیا تھوڑی بات ہے (بخاری) (۱۵) نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسلمانوں کو باہمی ہمدردی اور باہمی محبت اور باہمی شفقت میں ایسا دیکھو گے جیسے (جاندار) بدن ہوتا ہے کہ جب اس کے ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو تمام بدن بدخوابی اور بیماری میں اس کا ساتھ دیتا ہے (بخاری و مسلم) (۱۶) حضرت ابو موسیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ کے پاس کوئی سائل یا کوئی صاحب حاجت آتا تو آپ (صحابہ سے) فرماتے کہ تم سفارش کر دیا کرو تم کو ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہے حکم دیدے (یعنی میری زبان سے وہی نکلے گا جو اللہ تعالیٰ کو دلوانا ہوگا مگر تم کو مفت کا ثواب ملجاوے گا اور یہ اس وقت ہے جب جس سے سفارش کی جاوے اس کو گرانی نہ ہو جیسا یہاں حضور نے خود فرمایا) (بخاری و مسلم) (۱۷) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اپنے بھائی (مسلمان) کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو خواہ مظلوم ہو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم ہونے کی حالت میں تو مدد کر دوں مگر ظالم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کروں آپ نے فرمایا اُس کو ظلم سے روکدے یہی تمہاری مدد کرنا ہے اس ظالم کی (بخاری و مسلم) (۱۸) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اُس پر ظلم کرے اور نہ کسی مصیبت میں اسکا ساتھ چھوڑے۔ اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت میں رہتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی کوئی سختی دور کرتا ہے اللہ تعالےٰ قیامت کی سختیوں میں سے اس کی سختی دور کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ

پوشی کرے اللہ تعالیٰ قیامت کیدن اسکی پردہ پوشی کریگا (بخاری و مسلم) (ح ۱۹) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یہ فرمایا آدمی کیلئے یہ شر کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھے (یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور کوئی شر کی بات نہ ہو تب بھی اس میں شر کی کمی نہیں) مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں اس کی جان اور اسکا مال اور اسکی آبرو (یعنی نہ اس کی جان کو تکلیف دینا جائز نہ اُس کے مال کا نقصان کرنا اور نہ اس کی آبرو کو کوئی صدمہ پہنچانا مثلاً اس کا عیب کھولنا اس کی غیبت کرنا وغیرہ) (مسلم) (ح ۲۰) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے کوئی بندہ (پورا) ایماندار نہیں بنتا یہانتک کہ اپنے بھائی (مسلمان) کیلئے وہی بات پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے (بخاری و مسلم) (ح ۲۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہ جاویگا جس کا پڑوسی اُسکے خطرات سے مطمئن نہو (یعنی اس سے اندیشہ ضرر کا لگا رہے) (مسلم) (ح ۲۲) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے عمر والیکی عزت نہ کرے اور نیکنام کی نصیحت نہ کرے اور بُرے کام سے منع نہ کرے (کیونکہ یہ بھی مسلمان کا حق ہے کہ موقع پر اس کو دین کی باتیں بتلا دیا کرے مگر نرمی اور تہذیب سے) (ترمذی) (ح ۲۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے سامنے اسکے مسلمان بھائی کی غیبت ہوتی ہو اور وہ اس کی حمایت پر قادر ہو اور اس کی حمایت کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حمایت فرماویگا اور اگر اسکی حمایت نہ کی حالانکہ اسکی حمایت پر قادر تھا تو دنیا

اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس پر گرفت فرماوے گا (شرح سنہ) (۲۴) عقبہ بن عامر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (کسی کا) کوئی عیب دیکھے پھر اس کو چھپالے (یعنی دوسروں سے ظاہر نہ کرے) تو وہ ثواب میں) ایسا ہوگا جیسے کسی نے زندہ درگور لڑکی کی جان بچالی (کہ قبر سے اس کو زندہ نکال لیا) (احمد و ترمذی) (۲۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ہر ایک شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے پس اگر اُس (اپنے بھائی) میں کوئی گندی بات دیکھے تو اس سے (اس طرح) دور کردے (جیسے آئینہ داغ دھبہ چہرہ کا اس طرح صاف کر دیتا ہے کہ صرف عیب والے پر تو ظاہر کر دیتا ہے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا اسی طرح اس شخص کو چاہیے کہ اس کے عیب کی خفیہ طور پر اصلاح کردے فضیحت نہ کرے۔ (ترمذی) (۲۶) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو ان کے مرتبہ پر رکھو (یعنی ہر شخص سے اُس کے مرتبہ کے موافق برتاؤ کرو سب کو ایک لکڑی مت ہانکو) (ابوداؤد) (۲۷) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے وہ شخص (پورا) ایماندار نہیں جو خود اپنا پیٹ بھرلے اور اس کا پڑوسی اس کی برابر میں بھوکا رہے (بیہقی) (۲۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن الفت (اور لگاؤ) کا محل (اور خانہ) ہے اور اُس شخص میں خیر نہیں جو کسی سے نہ خود الفت رکھے اور نہ اُس سے کوئی الفت رکھے (یعنی سب سے روکھا اور الگ رہے کسی سے میل ہی نہ ہو باقی دین کی حفاظت کے لئے کسی سے تعلق نہ رکھنا یا کم رکھنا وہ اس سے مستثنیٰ ہے) (احمد و بیہقی) (۲۹) حضرت

انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری امت میں سے کسی کی حاجت پوری کرے صرف اس نیت سے کہ اس کو مسرور اور خوش کرے۔ سو اس شخص نے مجھ کو مسرور کیا اور جس نے مجھ کو مسرور کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو مسرور کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو مسرور کیا اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرماوے گا۔ (بیہقی) (ع۳۰) نیز حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی پریشان حال آدمی کی امداد کرے اللہ تعالےٰ اُس کے لئے تہتر ۷۳ مغفرت لکھے گا جن میں ایک مغفرت تو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کے لئے (کافی) ہے اور بہتر ۷۲ مغفرت قیامت کے دن اس کے لئے درجات ہو جاویں گے (بیہقی) (ع۳۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے یا ویسے ہی ملاقات کے لئے جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تو بھی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا بھی پاکیزہ ہے تو نے جنت میں اپنا مقام بنالیا ہے (ترمذی) (ع۳۲) حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے لئے یہ بات حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے اس طرح سے کہ دونوں ملیں اور یہ ادھر کو منہ پھیر لے اور وہ اُدھر کو منہ پھیرے اور ان دونوں میں اچھا وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرلے (بخاری و مسلم) (ع۳۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے کو بدگمانی سے بچاؤ کہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے اور کسی کی مخفی حالت کی کرید مت کرو نہ اچھی

حالت کی اور نہ بُری حالت کی اور نہ دھوکہ دینے کو کسی چیز کے دام بڑھاؤ اور نہ آپس میں حسد کرو نہ بغض رکھو اور نہ پیٹھ پیچھے غیبت کرو اور اے اللہ کے بندو سب بھائی بھائی ہو کر رہو اور ایک روایت میں ہے نہ ایک دوسرے پر رشک کرو (بخاری و مسلم) (۳۴) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے حقوق مسلمان پر چھ ہیں (اس وقت انہی چھ کے ذکر کا موقع تھا) عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں آپ نے فرمایا جب[۱] اس سے ملنا ہو اس کو سلام کرو اور جب[۲] وہ تجھ کو بلاوے تو قبول کرو اور جب[۳] تجھ سے خیرخواہی چاہے اس کی خیرخواہی کرو اور جب[۴] چھینک لے اور الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہو اور جب[۵] بیمار ہو جاوے اس کی عیادت کرو اور جب[۶] مر جاوے اُس کے جنازہ کے ساتھ جاؤ (مسلم) (۳۵) حضرت صدیق اکبرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچاوے یا اس کے ساتھ فریب کرے (ترمذی) (یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں) یہ تو عام مسلمانوں کے کثیر الوقوع حقوق ہیں اور خاص اسباب سے اور خاص حالات سے خاص حقوق بھی ہیں جن کو میں نے بقدر ضرورت رسالہ حقوق الاسلام میں لکھدیا ہے سب کے ادا کی خوب کوشش رکھو کیونکہ اس میں بہت پروا ہی ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

روح دہم

اپنی جان کے حقوق ادا کرنا جس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری جان بھی اللہ تعالیٰ کی ملک ہے جو ہم کو بطور امانت کے دے رکھی ہے اس لئے اس کے حکم کے موافق اسکی حفاظت ہمارے ذمہ ہے اور اس کی حفاظت ایک یہ ہے کہ اس کی صحت کی حفاظت کرے دوسرے اس کی قوت کی حفاظت کرے تیسرے اس کی جمعیت کی حفاظت کرے یعنی اپنے اختیار سے ایسا کوئی کام نہ کرے جس میں جان میں پریشانی پیدا ہو جاوے کیونکہ ان چیزوں میں خلل آجانے سے دین کے کاموں کی ہمت نہیں رہتی نیز دوسرے حاجت مندوں کی خدمت اور امداد نہیں کر سکتا نیز کبھی کبھی ناشکری اور بے صبری سے ایمان کھو بیٹھتا ہے اس بارہ میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں (۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول نعمتوں کے شمار میں ارشاد فرمایا جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھ کو شفا دیتا ہے (شعراء) ف اس سے صحت کا مطلوب ہونا صاف معلوم ہوتا ہے (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان (دشمنوں) کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے قوت تیار رکھو (انفال) ف اس میں قوت کی حفاظت کا صاف حکم ہے مسلم میں عقبہ بن عامرؓ کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تفسیر تیر اندازی کے ساتھ منقول ہے اور اس کو قوت اس لئے فرمایا کہ اس سے دین اور دل میں بھی مضبوطی ہوتی ہے اور اس میں دوڑنا بھاگنا جو پڑتا ہے تو بدن میں بھی مضبوطی ہوتی ہے اور یہ اُس زمانہ کا ہتھیار تھا اس زمانہ میں جو ہتھیار ہیں وہ تیر کے حکم میں ہیں اور اس مضمون کا بقیہ حدیث ۱۳ کے ذیل میں آئے گا (۳) فرمایا اللہ تعالےٰ نے اور (مال کو) بے موقع مت اڑانا

ف مال کی تنگی سے جان میں پریشانی ہوتی ہے اس پریشانی سے بچنے کا حکم دیا گیا اور جن امور سے اس سے بھی زیادہ پریشانی ہوجاوے ان سے بچنے کا تو اور زیادہ حکم ہوگا اس سے جمعیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا آگے حدیثیں ہیں (۱) عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شب بیداری اور نفل روزہ میں زیادتی کی ممانعت میں) فرمایا کہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے (بخاری و مسلم) ف مطلب یہ کہ زیادہ محنت کرنے سے اور زیادہ جاگنے سے صحت خراب ہوجاوے گی اور آنکھیں آشوب کر آئیں گی (۲) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان کے بارہ میں کثرت سے لوگ ٹوٹے میں رہتے ہیں (یعنی اُن سے کام نہیں لیتے جس سے دینی نفع ہو) ایک صحت دوسری بے فکری (بخاری) ف اس سے صحت اور بیفکری کا ایسی نعمت ہونا معلوم ہوا کہ اُن سے دین میں مدد ملتی ہے اور بے فکری اس وقت ہوتی ہے کہ کافی مال پاس ہو اور کوئی پریشانی بھی نہ ہو تو اس سے افلاس اور پریشانی سے بچے رہنے کی کوشش کرنے کا مطلوب ہونا بھی معلوم ہوا (۳) عمرو بن میمون اودی رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا پانچ چیزوں (کے آنے) سے پہلے غنیمت سمجھو (اور ان کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنالو) جوانی کو بوڑھاپے سے پہلے (غنیمت سمجھو) اور صحت کو بیماری سے پہلے اور مالداری کو افلاس سے پہلے اور بے فکری کو پریشانی سے پہلے اور زندگی کو مرنے سے پہلے۔ (ترمذی) ف معلوم ہوا کہ جوانی میں جو صحت و قوت ہوتی ہے وہ اور بیفکری اور مالی گنجائش بڑی نعمتیں ہیں (۴) عبید اللہ ابن محصن رضؓ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں اس حالت میں صبح کرے کہ اپنی جان میں (پریشانی سے) امن میں ہو اور اپنے بدن میں (بیماری سے) عافیت میں ہو اور اُسکی پاس اس دن کے کھانے کو ہو (جس سے بھوکا رہنے کا اندیشہ نہ ہو) تو یوں سمجھو کہ اس کے لئے ساری دنیا سمیٹ کر دیدی گئی (ترمذی) ف اس سے بھی صحت اور امن و عافیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا (۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حلال دنیا کو اس لئے طلب کرلے کہ مانگنے سے بچا رہے اور اپنے اہل و اعیال کے (ادائے حقوق کیلئے) کمایا کرے اور اپنے پڑوسی پر توجہ رکھے تو اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن ایسی حالت میں ملیگا کہ اُس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند جیسا ہوگا الخ (بیہقی و ابو نعیم) ف معلوم ہوا کہ کسب مال بقدر ضرورت دین بچانے کیلئے اور ادائے حقوق کے لئے بڑی فضیلت ہے اس سے جمعیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا۔ (۶) حضرت ابوذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دنیا کی بے رغبتی (جس کا کہ حکم ہے) نہ حلال کو حرام کرنے سے ہے اور نہ مال کے ضائع کرنے سے الخ (ترمذی و ابن ماجہ) ف اس میں صاف بُرائی ہے مال کے برباد کرنے کی کیونکہ اس سے جمعیت جاتی رہتی ہے (۷) حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں اتاریں اور ہر بیماری کے لئے دوا بھی بنائی سو تم دوا کیا کرو اور حرام چیز سے دوا مت کرو (ابوداؤد) ف اس میں صاف حکم ہے تحصیل صحت کا (۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور رگیں اسکے پاس غذا حاصل کرنے) آتی ہیں کہ اگر معدہ درست ہوا تو وہ رگیں صحت لیکر جاتی ہیں اور اگر معدہ

خراب ہوا تو رگیں بیماری لیکر جاتی ہیں (شعب الایمان و بیہقی) ف اس میں معدہ کی
خاص رعایت کا ارشاد ہے (عـــ۹) ام منذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک موقع پر حضرت علیؓ سے فرمایا یہ (کھجور) مت کھاؤ تم کو نقاہت ہے پھر میں نے
چقندر اور جو تیار کیا آپ نے فرمایا اے علیؓ اس میں سے لو وہ تمہارے موافق ہے (احمد و
ترمذی و ابن ماجہ) ف اس حدیث سے بدپرہیزی کی ممانعت معلوم ہوئی کہ صحت
ہے (عـــ۱۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے
تھے اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں بھوک سے وہ بھوک بُرا ہم خواب ہے۔ الخ
(ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ) ف مرقاۃ میں طیبی سے پناہ مانگنے کا سبب نقل کیا ہے کہ
اس سے قویٰ ضعیف ہوجاتے ہیں اور دماغ پریشان ہوجاتا ہے اور اس سے صحت
وقوت وجمعیت کا مطلوب ہونا ثابت ہوا کیونکہ زیادہ بھوک سے یہ سب فوت ہوجاتے
ہیں اور بھوک کی جو فضیلت آئی ہے وہ ایسی ہے جیسے بیماری کی فضیلت آئی ہے
اس سے بھوک اور بیماری کا مطلوب التحصیل ہونا لازم نہیں آتا (عـــ۱۱) عقبہ بن عامر
سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تیر اندازی بھی کیا
کرو اور سواری بھی کیا کرو الخ (ترمذی و ابن ماجہ و ابوداؤد و دارمی) ف سواری سیکھنا
بھی ایک ورزش ہے جس سے قوت بڑھتی ہے (عـــ۱۲) اُن ہی سے روایت ہے کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ سے سنا کہ جس نے تیر اندازی سیکھی پھر چھوڑ دی وہ ہم میں سے نہیں یا
یوں فرمایا کہ اُس نے نافرمانی کی (مسلم) ف اس سے کس قدر تاکید معلوم ہوتی ہے قوت
کی حفاظت کی اور اس کے قوت ہونیکا بیان آیت ۲ کے ذیل میں گذر چکا ہے
اور ان دو حدیثوں کے اس مضمون کا بقیہ اگلی حدیث کے ذیل میں آتا ہے۔

(۱۱۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوت والا مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم قوت والے مومن سے بہتر اور زیادہ پیارا ہے اور یوں سب میں خوبی ہے الخ (مسلم) ف جب قوت اللہ کے نزدیک ایسی پیاری چیز ہے تو اسکو باقی رکھنا اور بڑھانا اور جو چیزیں قوت کم کرنے والی ہیں ان سے احتیاط رکھنا یہ سب مطلوب ہوگا۔ اسمیں غذا کا بہت کم کردینا نیند کا بہت کم کردینا ہم بستری میں حد قوت سے آگے زیادتی کرنا ایسی چیز کھانا جس سے بیماری ہو جاوے یا بد پرہیزی کرنا جس سے بیماری بڑھ جاوے یا جلدی نہ جاوے یہ سب داخل ہو گیا ان سب سے بچنا چاہئے اسی طرح قوت بڑھانے میں ورزش کرنا دوڑنا پیادہ چلنے کی عادت کرنا جن اسلحہ کی قانون سے اجازت ہے یا اجازت حاصل ہوسکتی ہے ان کی مشق کرنا یہ سب داخل ہے مگر شرع وحد قانون سے باہر نہ ہونا چاہئے کیونکہ اس سے جمعیت وراحت جو کہ شرعاً مطلوب ہے برباد ہوتی ہے (۱۱۳) عمرو بن شعیبؒ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار قافلہ ہے (مالک و ترمذی و ابو داؤد و نسائی) ف یہ اس وقت تھا جبکہ اکیلے دکیلے کو دشمن کا خطرہ تھا اس سے ثابت ہے کہ اپنی حفاظت کا سامان ضروری ہے (۱۱۴) ابو ثعلبہ خشنیؓ سے روایت ہے کہ لوگ جب کسی منزل میں اترتے تو گھاٹیوں میں اور نشیب میدانوں میں متفرق ہو جاتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارا گھاٹیوں اور نشیب میدانوں میں متفرق ہو جانا یہ شیطان کی طرف سے ہے (اسلئے کہ اگر کسی پر آفت آوے تو دوسروں کو خبر بھی نہ ہو) سو اس کے بعد جس منزل پر اترتے ایکدوسرے سے اس طرح مل جاتے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ ان سب پر ایک کپڑا بچھا دیا جائے تو سب پر آجاوے (ابو داؤد) ف اس سے بھی

اپنی احتیاط اور حفاظت کی تاکید ثابت ہوتی ہے (۱۶) ابو السائب حضرت ابو سعید خدری رضی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک اجازت لینے والے سے) فرمایا کہ اپنا ہتھیار ساتھ لے لو مجھ کو بنی قریظۃ سے (جو کہ یہودی اور دشمن تھے) اندیشہ ہے چنانچہ اس شخص نے ہتھیار لے لیا اور گھر کو چلا گیا الخ حدیث ہے (مسلم) ف جس موقع پر (دشمنوں سے ایسا اندیشہ ہو اپنی حفاظت کے لئے جائز ہتھیار اپنے ساتھ رکھنے کا اس سے ثبوت ہوتا ہے (۱۷) حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر تھے اور ابو لبابہ اور حضرت علی رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک سواری تھے جب حضور اقدس کے چلنے کی باری آتی تو وہ دونوں عرض کرتے کہ ہم آپ کی طرف سے پیادہ چلیں گے آپ فرماتے تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور میں تم سے زیادہ ثواب سے بے نیاز نہیں ہوں (یعنی پیادہ چلنے میں جو ثواب ہے اس کی مجھ کو بھی حاجت ہے (شرح سنہ) ف اس سے ثابت ہوا کہ پیادہ چلنے کی بھی عادت رکھے زیادہ آرام طلب نہ ہو۔ (۱۸) حضرت فضالہ بن عبید رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو زیادہ آرام طلبی سے منع فرماتے تھے اور ہم کو حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کریں (ابو داؤد) ف اس میں بھی وہی بات ہے جو اس سے پہلے حدیث میں تھی اور ننگے پاؤں چلنا اس سے زیادہ (۱۹) ابن ابی حدرد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تنگی سے گذر کرو اور موٹا چلن رکھو اور ننگے پاؤں چلا کرو (جمع الفوائد از کبیر و اوسط) ف اس میں کئی مصلحتیں ہیں مضبوطی و جفاکشی و آزادی (۲۰) حضرت حذیفہ رضی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ مومن کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ نفس کیا مراد ہے فرمایا نفس کو ذلیل کرنا یہ ہے کہ جس بلا کو سہار نہ سکے اس کا سامنا کرے (تیسرا) (ترمذی) ف وجہ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے پریشانی بڑھتی ہے اس میں تمام وہ کام آگئے جو اپنے قابو کے نہ ہوں بلکہ اگر کسی مخالف کی طرف سے بھی کوئی شورش ظاہر ہو تو حکام کے ذریعہ سے اس کی مدافعت کرو خواہ وہ خود انتظام کر دیں خواہ تم کو انتقام کی اجازت دیدیں اور خود حکام ہی کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آوے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کر دو اگر پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو اور عمل سے یا زبان سے یا قلم سے مقابلہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمہاری مصیبت دور ہو یہ تین آئتیں ہیں اور بیس حدیثیں جن میں بجز دو اخیر کے کہ ان کیساتھ کتاب کا نام لکھا ہے باقی سب مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں (نوٹ الف) ان آیات و احادیث سے صحت و قوت و جمیت یعنی امن و عافیت و راحت کا مطلوب ہونا صاف صاف ظاہر ہے جس کی تقریر جا بجا کر دی گئی (نوٹ ب) جو افعال ان مقاصد مذکورہ میں خلل انداز ہوں اگر وہ مقاصد واجب ہوں اور خلل یقینی اور شدید ہے تو وہ افعال حرام ہیں ورنہ مکروہ (نوٹ ج) اگر بدون بندہ کے اختیار کے محض منجانب اللہ ایسے واقعات پیش آجاویں جن سے یہ مقاصد صحت و قوت و طمانیت وغیرہا برباد ہو جاویں تو پھر ان مصائب پر ثواب ملتا ہے اور بد دینی بھی ہوتی ہے پریشانی نہیں ہوتی اسلئے ان پر صبر کرے اور خوش رہے۔ انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام سب کیساتھ ایسا معاملہ ہوا ہے جس سے قرآن اور حدیث بھرے ہوئے ہیں کتبہ اشرف علی عفی عنہ

روح یازدہم

نماز کی پابندی کرنا۔ کچھ آیتیں اور زیادہ حدیثیں اس بارہ میں نقل کرتا ہوں۔

(آیات) (۱) خدا تعالیٰ سے ڈرنیوالوں کی صفات میں فرمایا) اور وہ لوگ نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں (شروع سورہ بقرہ) ف اسمیں اچھی طرح پڑھنا اور وقت پر پڑھنا اور ہمیشہ پڑھنا سب آگیا (۲) اور نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرو (ربع الم) ف ایسے الفاظ سے نماز کا حکم قرآن مجید میں بہت ہی کثرت سے جابجا آیا ہے (۳) اے ایمان والو (طبیعتوں میں سے غم ہلکا کرنیکے بارہ میں) صبر اور نماز سے سہارا (اور مدد) لو (شروع سیقول) ف اس میں نماز کی ایک خاص خاصیت مذکور ہے جسکی ہر شخص کو ضرورت ہوتی ہے (۴) محافظت کرو سب نمازوں کی (اور اسی کے اخیر میں فرمایا) پھر اگر تم کو (باقاعدہ نماز پڑھنے میں کسی دشمن وغیرہ کا) اندیشہ ہو تو تم کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے (جس طرح بن سکے خواہ قبلہ کی طرف بھی منھ نہ ہو اور گو رکوع اور سجدہ صرف اشارہ ہی سے ممکن ہو) پڑھ لیا کرو (اس حالتمیں بھی اُس پر محافظت رکھو اسکو ترک مت کرو) (قریب ختم سیقول) ف غور کرو کس قدر تاکید ہے نماز کی کہ ایسی سخت حالتمیں بھی چھوڑنیکی اجازت نہیں (۵) اگر دشمن کے مقابلہ کے موقع پر اندیشہ ہو کہ اگر سب نماز میں لگ جاویں گے تو دشمن موقع پاکر حملہ کر بیٹھے گا، تو (ایسی حالتمیں) یوں چاہئے کہ (جماعت کے دو گروہ ہو جاویں پھر) انمیں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ (جب آپ تشریف رکھتے تھے اور آپکے بعد جو امام ہو اس کے ساتھ نماز میں) کھڑے ہو جاویں (اور دوسرا گروہ نگہبانی کیلئے دشمن کے مقابل کھڑے ہو جاویں تاکہ دشمن کو دیکھتے رہیں آگے ارشاد ہے کہ)

پھر جب یہ لوگ (آپ کے ساتھ) سجدہ کر چکیں (یعنی ایک رکعت پوری کر لیں) تو یہ لوگ (نگہبانی کیلئے تمہارے پیچھے ہو جائیں اور دوسرا گروہ جنھوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی (یعنی شروع بھی نہیں کی وہ بجائے اس پہلے گروہ کے امام کے قریب آجاوے) اور آپ کے ساتھ نماز (کی ایک رکعت جو باقی رہی ہے اس کو) پڑھ لیں (یہ تو ایک ایک رکعت ہوئی اور دوسری رکعت اس طرح پڑھیں گے کہ جب امام دو رکعت پر سلام پھیر دے دونوں گروہ اپنی ایک ایک رکعت بطور خود پڑھ لیں اور اگر امام چار رکعت پڑھے تو ہر گروہ کو دو دو رکعت پڑھاوے اور دو دو اپنے طور پر پڑھ لیں اور مغرب میں ایک گروہ کو دو رکعت پڑھاوے اور ایک گروہ کو ایک رکعت) ف غور کرو نماز کس درجہ ضروری چیز ہے کہ ایسی کشاکشی میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں دیگئی مگر ہماری مصلحت کے لئے اس کی صورت بدل دی (۲۶) اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھے (آگے وضو اور غسل کا حکم ہے پھر ارشاد ہے کہ) اگر تم بیمار ہو اور پانی کا استعمال مضر ہو آگے اور عذروں کا بیان ہے جن میں پانی نہ ملنے کی بھی ایک صورت ہے تو ان سب میں) تم پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو (شروع سورہ مائدہ) ف دیکھو بیماری میں اگر پانی سے نقصان ہو یا پانی نہ ملتا ہو تب تو وضو اور غسل کی جگہ تیمم ہو گیا ایسے ہی نماز میں آسانی ہو گئی کہ اگر کھڑا ہونا مشکل ہو تو بیٹھنا جائز ہو گیا اگر بیٹھنے سے بھی تکلیف ہو تو لیٹنا جائز ہو گیا لیکن نماز معاف نہیں ہوئی (۲۷) شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی وجہ میں یہ بھی فرمایا اور (شیطان یوں چاہتا ہے کہ اس شراب اور جوئے کے ذریعہ سے) اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے (جو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا سب سے افضل طریقہ ہے) تم کو باز رکھے (شروع واذا

سمعوا) ف دیکھو نماز کی کس قدر شان ظاہر ہوتی ہے کہ جو چیز اس سے روکنے والی تھی اس کو حرام کر دیا۔ تاکہ نماز میں خلل نہ ہو (۸) ایک ایسی جماعت کی بارہ میں جنہوں نے ہر طرح سے اسلام کو ضرر اور اہل اسلام کو اذیت پہنچائی تھی ارشاد ہے کہ) اگر یہ لوگ (کفر سے) توبہ کرلیں یعنی مسلمان ہو جائیں) اور (اسلام کو ظاہر بھی کردیں مثلاً) نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں وہ تمہارے دینی بھائی ہو جائیں گے۔

(اور پچھلا کیا ہوا سب معاف ہو جاوے گا) (شروع سورہ براءۃ) ف اس آیت میں نماز کو اسلام کی علامت فرمایا ہے یہاں تک کہ اگر کسی کافر کو کسی نے کلمہ پڑھتے نہ سنا ہو مگر نماز پڑھتے دیکھے تو سب علماء کے نزدیک واجب ہے کہ اس کو مسلمان سمجھیں اور زکوٰۃ کی کوئی خاص صورت نہیں اس لئے وہ اس درجہ کی علامت نہیں (۹) (ایک جماعت انبیاء کا ذکر فرما کر ان کے بعد کے ناخلف لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں کہ) اُن کے بعد (بعضے) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا اس سے تھوڑا آگے فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے (مراد عذاب ہے) (قریب ختم سورہ مریم) ف دیکھو نماز کے ضائع کرنیوالوں کیلئے عذاب کی کیسی وعید سنائی۔ (۱۰) اور اپنے متعلقین کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے (آخر سورہ طٰہٰ) ف یہ حکم ہے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکہ دوسرے سننے والے سمجھیں کہ جب آپ کو نماز معاف نہیں تو اوروں کو تو کیسے معاف ہو سکتی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسا خود پابند رہنا ضروری ہے اسی طرح اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تاکید رکھنا ضروری ہے اور بہت آیتیں ہیں اس وقت ان ہی پر کفایت کی گئی۔

احادیث (۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا بتلاؤ تو اگر کسی کے دروازہ پر ایک نہر ہو اور اس میں وہ ہر روز پانچ بار غسل کیا کرے تو کیا اس کا کچھ میل کچیل باقی رہ سکتا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ کچھ بھی میل کچیل نہ رہیگا آپ نے فرمایا کہ یہی حالت ہے پانچوں نمازوں کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب گناہوں کو مٹا دیتا ہے (بخاری و مسلم ف اس سے کتنی بڑی فضیلت نماز کی ثابت ہوتی ہے اور مسلم کی ایک حدیث میں اجتناب کبائر کو شرط فرمایا ہے مگر یہ کیا تھوڑی ہی دولت ہے (۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کے اور کفر کے درمیان بس ترک نماز کی کسر ہے (جب ترک نماز کیا وہ کسر مٹ گئی اور کفر آگیا چاہے بندہ کے اندر نہ آوے پاس ہی آجاوے مگر دوری تو نہ رہی (مسلم) ف دیکھو نماز چھوڑنے پر کتنی بڑی وعید ہے کہ وہ بندہ کو کفر کے قریب کر دیتا ہے (۳) حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس پر محافظت رکھے وہ قیامت کے روز اس کیلئے روشنی اور دستاویز اور نجات ہوگی اور جو شخص اس پر محافظت نہ کرے وہ اس کیلئے نہ روشنی ہوگی اور نہ دستاویز اور نہ نجات اور وہ شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (یعنی دوزخ میں اگرچہ ان کے ساتھ ہمیشہ کیلئے نہ رہے مگر ہونا ہی بڑی سخت بات ہے) (احمد و دارمی و بیہقی شعب الایمان) (۴) حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان جو ایک عہد کی چیز (یعنی عہد کا سبب) ہے وہ نماز ہے پس جس شخص نے اس کو ترک کر دیا وہ (برتاؤ کے حق میں) کافر ہو گیا (یعنی ہم اسکے ساتھ کافروں کا برتاؤ کرینگے کیونکہ اور کوئی علامت اسلام کی ان میں نہیں پائی

جاتی کیونکہ وضع ولباس وگفتگو سب مشترک تھی تو ہم کافر ہی سمجھیں گے (احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ) ف اس سے یہ تو ثابت ہوا کہ ترک نماز بھی ایک علامت ہے کفر کی گو کوئی دوسری اسلامی علامت ہونے سے ترک نماز سے کافر نہ سمجھیں مگر کفر کی ہی علامت کو اختیار کرنا کیا تھوڑی بات ہے (۵) عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور ان کے باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرو جب وہ سات برس کے ہوں اور اس پر ان کو مارو جب وہ دس برس کے ہوں (ابوداؤد) (یہ حدیثیں مشکوۃ میں ہیں) (۶) حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ دو شخص قبیلہ خزاعہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسلمان ہوئے انہیں ایک شہید ہو گیا اور دوسرا برس روز پیچھے (موت طبعی سے) مرا طلحہ بن عبید اللہ کہتے ہیں میں نے پیچھے مرنے والے کو (خواب میں) دیکھا کہ اس شہید سے پہلے جنت میں داخل کیا گیا مجھ کو بہت تعجب ہوا صبح کو میں نے اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس (مرنے والے) نے اس (شہید) کے بعد رمضان کے روزے رکھے اور برس روز تک ہزاروں رکعتیں پڑھیں (اگر صرف فرض و واجب و سنت مؤکدہ ہی لیجاویں تو دس ہزار رکعت کے قریب ہوتی ہیں یعنی اسلئے وہ شہید سے بڑھ گیا) (احمد و ابن ماجہ و ابن حبان و بیہقی) ف ابن ماجہ و ابن حبان نے اتنا اور زیادہ روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کے درجوں میں اتنا فرق ہے کہ آسمان و زمین کے فاصلہ سے بھی زیادہ فقط اور ظاہر ہے کہ زیادہ دخل اس فضیلت میں نماز ہی کو ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی کثرت کا بیان بھی فرمایا تو نماز ایسی چیز ٹھہری کہ اس کی بدولت شہید سے بھی بڑا رتبہ ملجاتا ہے (۷) حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے

فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے (دارمی)، ف نماز ہی کا نام لینا صاف بتلا رہا ہے کہ وہ سب
عبادات سے بڑھ کر جنت میں لیجانیوالی ہے (۸) عبداللہ بن قرط سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اول جس چیز کا بندہ سے قیامت میں حساب
ہوگا وہ نماز ہے اگر وہ ٹھیک اُتری تو اس کے سارے عمل ٹھیک اتریں گے اور اگر وہ خراب
نکلی تو اس کے سارے عمل خراب نکلیں گے (طبرانی اوسط) ف معلوم ہوتا ہے نماز کی برکت
سب عبادات میں اثر کرتی ہے اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوگی بڑا عمل ہونیکی (۹) ابن
عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک حدیث میں یہ بھی) فرمایا کہ جس
کے پاس نماز نہیں (یعنی نماز نہ پڑھتا ہو) اس کے پاس دین نہیں نماز کو دین سے وہ نسبت
ہے جیسے سر کو دھڑ سے نسبت ہے (کہ سر نہ ہو تو دھڑ مردہ ہے اسی طرح نماز نہ ہو تو تمام
اعمال بیجان ہیں) طبرانی اوسط و صغیر، ف جس چیز پر دین کا اتنا بڑا دارومدار ہو اس
کو چھوڑ کر کسی نیک عمل کو کافی سمجھنا کتنی بڑی غلطی ہے (۱۰) حضرت حنظلہؓ کاتب سے
روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جو شخص پانچ نماز
کی محافظت کرے یعنی ان کے رکوع کی بھی اُن کے سجدے کی بھی اور ان کے وقتوں کی بھی
(یعنی) ان میں کوئی کوتاہی نہ کرے اور اس کا اعتقاد رکھے کہ سب نمازیں اللہ تعالیٰ کی طرف
سے حق ہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا یا یہ فرمایا کہ اس کے لئے واجب ہوگی یا یہ فرمایا کہ
وہ دوزخ پر حرام ہو جاویگا (ان سب کا ایک ہی مطلب ہے) احمد یہ حدیثیں ترغیب میں
ہیں یہ دس آیتیں دس حدیثیں سب ملکر بیس ہوئیں۔ اے مسلمانو اتنی آیتیں سن کر بھی
نماز کی پابندی نہ کروگے۔

کتبہ اشرف علی

رُوح دوازدہم

مسجد بنانا داس میں اس کے بنانے میں مدد مال سے یا جان سے اور اُس کے لئے زمین دنیا اُس کی ٹوٹی پھوٹی کی مرمت کرنا سب آگیا) اور اس کے حقوق میں یہ سب باتیں آگئیں) یعنی (۱) اس میں نماز پڑھنا خاص کر جماعت کے ساتھ (۲) اس کو صاف رکھنا (۳) اس کا ادب کرنا (۴) اس کی خدمت کرنا (۵) وہاں کثرت سے حاضر رہنا اس کے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔

آیات (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا ذکر (اور عبادت) کئے جانے سے بندش کرے اور اُن کے ویران ہونے میں کوشش کرے (۲) ہاں اللہ کی مسجدوں کو (حقیقۃً) آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اور نماز کی پابندی کرتے ہوں اور زکوٰۃ دیتے ہوں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈرتے ہوں سو ایسے لوگوں کے لئے توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود (یعنی جنت و نجات) تک پہنچ جاویں (توبہ) ف اس آیت میں مسجد کے آباد کرنے والے کیلئے خوشخبری ہے ایمان اور جنت کی چنانچہ ابوسعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم لوگ کسی شخص کو دیکھو کہ مسجد کا خیال رکھتا ہے (اس میں اس کی خدمت کا خیال اور وہاں حاضر باشی کا خیال سب آگیا) تو تم لوگ اُس کے ایمان کی گواہی دے دو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یعمر الآیۃ (یہ وہی آیت ہے

جس کا ترجمہ ابھی لکھا گیا مشکوٰۃ از ترمذی و ابن ماجہ و دارمی) (ص۳۵) (اہل ہدایت) ایسے گھروں میں (جاکر عبادت کرتے ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے (نور) مراد ان گھروں سے مسجد میں ہیں اور ان کا ادب یہ ہے جو آگے حدیثوں میں آتا ہے۔

احادیث (۱) حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی مسجد بنائے جس سے مقصود خدا تعالیٰ کا خوش کرنا ہو (اور کوئی بری غرض نہ ہو) اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی کی مثل (اس کا گھر) جنت میں بناوے گا (بخاری ومسلم) ف اس حدیث سے نیت کی درستی کی تاکید بھی معلوم ہوئی اور اگر نئی مسجد نہ بناوے بلکہ بنی ہوئی کی مرمت کردے اس کا ثواب بھی اس سے معلوم ہوا کیونکہ حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی کی مرمت کرکے یہ حدیث بیان کی تھی اور دوسری حدیثوں سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ جو شخص کوئی مسجد بناوے (بنانے میں مال خرچ کرنا یا جان کی محنت خرچ کرنا دونوں آگئے چنانچہ جمع الفوائد میں رزین سے حضرت ابو سعیدؓ کی روایت آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے بننے کے وقت خود بھی اینٹیں اٹھا رہے تھے) خواہ وہ قطاۃ پرندہ کے گھونسلے کی برابر ہو یا اس سے بھی چھوٹی ہو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک گھر بناوے گا (ابن خزیمہ و ابن ماجہ) ف اس حدیث سے بنتی ہوئی مسجد میں چندہ دینے کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کیونکہ گھونسلے کی برابر بنانے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ پوری مسجد نہیں بنا سکا اس کے بننے میں تھوڑی سی شرکت کرلی جس سے اس کی رقم کے مقابلہ میں اس مسجد کا ذرا سا حصہ آگیا۔ اور اوپر کی حدیث میں جو آیا ہے کہ اس کی مثل جنت میں گھر

بنے گا اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اس صورت میں گھونسلہ کے برابر گھر بن جاوے گا کیونکہ مثل کا یہ مطلب نہیں کہ چھوٹے بڑے ہونے میں اس کی مثل ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسا اس شخص کا اخلاص ہوگا اس کی مثل گھر بنے گا لیکن لمبائی چوڑائی میں بہت بڑا ہوگا چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے لئے مسجد بناوے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے (جنت میں) ایک گھر بناویگا جو اس سے بہت لمبا چوڑا ہوگا (احمد) (۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عبادت کیلئے حلال مال سے کوئی عمارت (یعنی مسجد) بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں موتی اور یاقوت کا گھر بناوے (طبرانی اوسط) ف یہ بھی مسجد کا ادب ہے کہ اس میں حرام مال نہ لگاوے خواہ وہ حرام روپیہ پیسہ ہو خواہ ملبہ خواہ زمین ہو جیسا بعض لوگوں کو شوق ہوتا ہے کہ دوسرے زمیندار کی زمین میں بدون اس کی اجازت کے مسجد بنا لیتے ہیں پھر اس کے روک ٹوک کرنے پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اس کو اسلام کی بڑی طرفداری و خدمت سمجھتے ہیں خاص کر اگر زمیندار غیر مسلم ہو تب تو اس کو کفر و اسلام کا مقابلہ سمجھتے ہیں سو خوب سمجھ لو کہ اس زمین میں جو مسجد بنائی جائے وہ شرع سے مسجد ہی نہیں ہے البتہ زمیندار کی خوشی سے اپنی ملک کرا کر پھر اس میں مسجد بنا لے (۳) حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت تھی (شاید حبشن ہو) جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی ایک رات کو وہ مر گئی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی آپ نے فرمایا تم نے مجھ کو اس کی خبر کیوں نہ کی پھر آپ صحابہ کو لے کر باہر تشریف لے گئے اور اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اس پر تکبیر فرمائی

(مراد نماز جنازہ ہے) اور اس کے لئے دعا کی پھر آپ واپس تشریف لے آئے (ابن ماجہ و ابن خزیمہ) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اُس سے پوچھا تو نے کس عمل کو زیادہ فضیلت کا پایا اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینے کو (ابو الشیخ اصبہانی) ف دیکھئے مسجد میں جھاڑو دینے کی بدولت ایک غریب گمنام حبشن کی جس کی مسکنت و گمنامی کے سبب اس کی وفات کی بھی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں کی گئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی بڑی قدر فرمائی کہ اس کی وفات کی خبر نہ دینے کی شکایت بھی فرمائی پھر قبر پہ تشریف لے گئے اور اُس پر جنازہ کی نماز پڑھی اور یہ حضور اقدسؐ کی خصوصیت تھی اور اس کے لئے دعا فرمائی پھر حضور کے پوچھنے پر جو اُس نے اس عمل کی کتنی بڑی فضیلت بیان کی افسوس اب مسجد میں جھاڑو دینے کو لوگ عیب اور ذلت سمجھتے ہیں (۴) ابو قرصافہ[ل] سے ایک بڑی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد سے کوڑا کباڑ نکالنا بڑی آنکھوں والی حوروں کا مہر ہے (طبرانی کبیر) (۵) ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسجد میں سے ایسی چیز باہر کر دی جس سے تکلیف ہوتی تھی (جیسے کوڑا کباڑ کانٹا اصلی فرش سے الگ کنکر پتھر) اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا (ابن ماجہ) (۶) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجد بنانے کا حکم اور اُن کو صاف پاک رکھنے کا حکم فرمایا۔ (احمد و ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و ابن خزیمہ) ف پاک رکھنا یہ کہ اس میں کوئی ناپاک آدمی یا ناپاک کپڑا ناپاک تیل وغیرہ نہ جانے پائے اور صاف رکھنا یہ کہ اس میں سے کوڑا کباڑ نکالتے رہیں (۷) واثلہ بن الاسقعؓ سے ایک

ل بکسر القاف رسمہ جندرۃ ابن خیشنہ کذا فی الترغیب ۱۲ سید حسن مصحح

بڑی حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجدوں کو جمعہ جمعہ (خوشبو کی) دھونی دیا کرو (ابن ماجہ وکبیر طبرانی) ف جمعہ کی قید نہیں صرف یہ مصلحت ہے کہ اس روز نمازی زیادہ ہوتے ہیں جنمیں ہر طرح کے آدمی ہوتے ہیں کبھی کبھی دھونی دیدینا یا اور کسی طرح خوشبو لگا دینا چھڑک دینا سب برابر ہے (۸) حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی کو دیکھو کہ مسجد میں خرید و فروخت کر رہا ہے تو یوں کہدیا کرو اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں نفع نہ دے۔ اور جب ایسے شخص کو دیکھو کہ کھوئی ہوئی چیز کو مسجد میں پکار پکار کر تلاش کر رہا ہی تو یوں کہدو کہ خدا تعالیٰ تیرے پاس وہ چیز نہ پہنچاوے (ترمذی ونسائی وابن حزیمہ و حاکم اور ایک روایت میں یہ بھی ارشاد ہے کہ مسجدیں اس کام کیلئے نہیں بنائی گئیں (مسلم وابوداؤد وابن ماجہ) ف مراد اس چیز کا تلاش کرنا ہے جو باہر کھوئی اور مسجد میں اس لئے پکار رہا ہے کہ مختلف لوگوں کا مجمع ہے شاید کوئی پتہ دیدے اور یہ بددعا دنیا تنبیہ کیلئے ہے لیکن اگر لڑائی دنگے کا ڈر ہو تو دل میں کہہ لے اس حدیث میں باطنی ادب مسجد کا مذکور ہے کہ وہاں دنیا کے کام نہ کرے (۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چند امور ہیں جو مسجد میں مناسب نہیں اسکو رستہ نہ بنایا جائے (جیسا بعض لوگ چکر سے بچنے کیلئے مسجد کے اندر ہو کر دوسری طرف نکلجاتے ہیں اور اس میں ہتھیار نہ سوتے جائیں اور نہ اس میں کمان کھینچی جاوے اور نہ اس میں تیروں کو بکھیرا جاوے (تاکہ کسی کے چبھ نہ جاویں) اور نہ کچا گوشت لیکر اس میں کو گذرے۔ اور نہ اس میں کسی کو سزا دیجاوے اور نہ اس میں کسی سے بدلہ لیا جاوے جسکو شرع میں حد و قصاص کہتے ہیں اور نہ اس کو بازار بنایا جاوے (ابن ماجہ) ف یہ سب

باتیں مسجد کے ادب کے خلاف ہیں (۱۰) عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب اخیر زمانہ میں ایسے لوگ ہونگے جنکی باتیں مسجدوں میں ہوا کرینگی اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی کچھ پرواہ نہوگی (یعنی اُن سے خوش نہوگا) (ابن حبان)

ف دنیا کی باتیں کرنا بھی مسجد کی بے ادبی ہے (۱۱) عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت کی مسجد کیطرف چلے تو اس کا ایک قدم ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور ایک قدم اس کیلئے نیکی لکھتا ہے جاتے میں بھی لوٹتے میں بھی (احمد طبرانی و ابن حبان) ف کیا ٹھکانا ہے رحمت کا کہ جاتے ہوئے تو ثواب ملتا ہی لوٹنے میں بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے (۱۲) ابو درداءؓ سے روایت ہے وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص رات کی اندھیری میں مسجد کیطرف چلے خدا تعالیٰ سے قیامت کے روز نور کیساتھ ملیگا (طبرانی) (۱۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس روز سوائے اس سایہ کے کوئی سایہ نہوگا انہیں سے ایک وہ شخص بھی ہے جسکا دل مسجد میں لگا ہوا ہو (بخاری و مسلم وغیرہما) (۱۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اُن بدبودار ترکاریوں سے (یعنی پیاز لہسن جیسا کہ اور حدیثوں میں آیا ہے) بچو کہ اُن کو کھا کر ہماری مسجدوں میں آؤ اگر تم کو اُن کے کھانیکی ضرورت ہی ہو تو ان کی بدبو کو آگ سے مار دو (یعنی پکا کر کھاؤ کچی کھا کر مسجد میں نہ آؤ) (طبرانی) (۱۵) ابو امامہؓ سے روایت ہے وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو شخص مسجد کیطرف جائے اور اسکا ارادہ صرف یہ ہو کہ کوئی اچھی بات (یعنی دین کی بات) سیکھے یا سکھائے اسکو حج کرنیوالے کے برابر پورا ثواب ملیگا (طبرانی) ف اس سے معلوم ہوا کہ مسجد جیسے نماز کیلئے ہو ایسی ہی علم دین سیکھنے کیلئے بھی ہے سو مسجد میں ایسے شخص کو رہنا چاہئے جو دین کی باتیں بتلایا کرے یہ سب حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں بجز دو حدیثوں کے کہ اس میں مشکوۃ و جمع الفوائد کا نام لکھدیا ہے۔

دستور العمل جو ان سب آیات اور احادیث سے ثابت ہوا یہ ہے۔
(الف) کہ ہر بڑی چھوٹی بستی میں وہاں کی ضرورت کے موافق مسجد بنانا چاہیے۔
(ب) مگر وہ حلال مال سے اور حلال زمین میں ہو۔
(ج) مسجد کا ادب کرے یعنی اس کو پاک صاف رکھے اس میں جھاڑو دیا کرے اسکی ضروری خدمت کا خیال رکھے بدبودار جیسے تمباکو وغیرہ چیز کھا کر یا لیکر اس میں نہ جائے وہاں دنیا کا کوئی کام یا بات نہ کرے۔
(د) مردوں کو نماز مسجد میں پڑھنا چاہئے اور بدون عذر کے جماعت نہ چھوڑنا چاہئے۔ مسجد میں اور جماعت سے نماز پڑھنے میں یہ بھی فائدہ ہے کہ آپس میں تعلق بڑھے ایک کو دوسرے کا حال معلوم رہے۔ الک کی حدیث سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے چنانچہ ایک بار حضرت عمرؓ نے سلیمان بن ابی حشمہ کو صبح کی نماز میں نہیں پایا حضرت عمرؓ بازار تشریف لے گئے اور سلیمان کا مکان مسجد اور بازار کے درمیان تھا تو سلیمان کی ماں سے پوچھا میں نے سلیمان کو صبح میں نہیں دیکھا الخ اس کے ذیل میں علماء نے یہ فائدہ بھی ذکر کیا ہے۔
(ہ) مسجد میں ایسے شخص کو رکھیں کہ وہ بستی والوں کو مسئلے مسائل بھی بتلاتا رہے۔
(و) جب فرصت ملا کرے مسجد میں جاکر بیٹھ جایا کرے۔ مگر وہاں جاکر دین کے کاموں میں یا دین کی باتوں میں لگا رہے اگر سب آدمی اس کی پابندی رکھیں تو علاوہ ثواب کے جماعت کو بھی قوت پہنچے فقط۔
تنبیہ۔ حدیثوں میں صاف آیا ہے کہ عورتوں کے لئے گھروں میں نماز پڑھنے کا ثواب مسجدوں میں پڑھنے سے زیادہ ہے۔

اشرف علی

روح سیزدہم[۱۳]

کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا یعنی جسقدر ہو سکے اللہ کا نام لیتے رہنا قرآن اور حدیث میں اس کا حکم بھی ہے اور فضیلت اور ثواب بھی اور کچھ مشکل کام بھی نہیں تو ایسے آسان کام میں بے پروائی یا سستی کر کے حکم کیخلاف کرنا اور اتنا بڑا ثواب کھو کر اپنا نقصان کرنا کیسی بیجا اور بری بات ہے پھر اللہ کا نام لیتے رہنے میں نہ کسی گنتی کی قید ہے اور نہ وقت کی اور نہ تسبیح رکھنے کی نہ پکار کر پڑھنے کی نہ وضو کی نہ قبلہ کیطرف منہ کرنیکی نہ کسی خاص جگہ کی نہ ایک جگہ بیٹھنے کی ہر طرح سے آزادی اور اختیار ہے پھر کیا مشکل ہے البتہ اگر کوئی اپنی خوشی سے تسبیح پر پڑھنا چاہے خواہ گنتی یاد رکھنے کیلئے یا اس لیئے کہ تسبیح ہاتھ میں ہو نیسے پڑھنے کا خیال آجاتا ہے خالی ہاتھ یاد نہیں رہتا تو اس مصلحت کیلئے تسبیح رکھنا بھی جائز ہے بلکہ بہتر ہے اور اسکا خیال نہ کرے کہ تسبیح رکھنے سے دکھلاوا ہو جائیگا۔ دکھلاوا تو نیت سے ہوتا ہے یعنی جب یہ نیت ہو کہ دیکھنے والے مجھکو بزرگ سمجھیں گے اور اگر یہ نیت نہو تو وہ دکھلاوا نہیں اسکو دکھلاوا سمجھنا اور ایسی وہموں سے ذکر کو چھوڑ دینا شیطان کا دھوکہ ہے وہ اس طرح سے بہکا کر ثواب سے محروم رکھنا چاہتا ہے اور وہ ایک دھوکا یہ بھی دیتا ہے کہ جب دل تو دنیا کے کام میں پھنسا رہا اور زبان سے اللہ کا نام لیتے رہے تو اس سے کیا فائدہ سو خوب سمجھ لو کہ یہ بھی غلطی ہے جب دل سے ایکدفعہ یہ نیت کر لی کہ ہم ثواب کیواسطے اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں اسکے بعد اگر دل دوسری طرف بھی ہو جاوے مگر نیت نہ بدلے برابر ثواب ملتا رہے گا البتہ جو وقت اور کاموں سے خالی ہو اس میں دل کو ذکر کیطرف توجہ رکھنے کی بھی کوشش کرے فضول قصوں کی طرف خیال نہ لیجاوے تاکہ اور زیادہ ثواب ہو اب ذکر کے بارہ میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں آیات (۱) بس تم مجھکو

یاد کرو میں (عنایت سے) تمکو یاد رکھوں گا (بقرہ) (۲) ایسے لوگ جو (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی (آل عمران) (۳) اے شخص اپنے رب کی یاد کر (خواہ) اپنے دل ہیں (یعنی آہستہ آواز سے) عاجزی کیساتھ اور خوف کیساتھ اور (خواہ) زور کی آواز کی نسبت کم آواز کیساتھ (اُسی عاجزی اور خوف کیساتھ) صبح اور شام (یعنی ہمیشہ) اور (ہمیشہ کا مطلب یہ ہے کہ) غفلت والوں میں سے مت ہونا (اعراف) ف اور بہت زور زور سے ذکر کرنا کوئی ثواب نہیں لیکن اگر کوئی بزرگ جو شریعت کے پابند ہوں علاج کے طور پر بتلا دیں تو جائز ہے اور وہ علاج یہ ہے کہ اس سے بعضوں کے دل پر زیادہ اثر ہوتا ہے لیکن اسکا خیال رکھے کہ کسی کی عبادت یا کسی کی نیند میں خلل نہ پڑے نہیں تو گناہ ہوگا (۴) (جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف رسائی دیتا ہے وہ) لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے اُنکے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے (خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر) (میں ایسی ہی خاصیت ہے کہ اس) سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے (اس طرح سے کہ اس سے حق تعالیٰ میں اور بندہ میں تعلق بڑھ جاتا ہے اور اطمینان کی جڑ یہی تعلق ہے) (رعد) (۵) مسجدوں میں ایسے لوگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں کہ انکو نہ (کسی چیز کا) خرید نا غفلت میں ڈالتا ہے اور نہ (کسی چیز کا) بیچنا اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے (نور) (۶) اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے (یعنی اسمیں بڑی فضیلت ہے (عنکبوت) (۷) اے ایمان والو تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو (احزاب) (۸) اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پاویں۔ (منافقون) (۹) اور اپنے رب کا نام لیتے رہو اور سب سے الگ ہو کر اُسی کے ہو جاؤ (الگ ہونیکا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا علاقہ سب علاقوں پر غالب رہے) (مزمل) (۱۰) مراد کو پہنچا جو شخص (بری عقیدوں) اور بُرے اخلاق سے) پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا (اعلیٰ)

احادیث (۱۱) حضرت ابوہریرہؓ و ابو سعیدؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کیلئے بیٹھیں انکو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اُنپر خدا تعالیٰ کی رحمت چھا جاتی ہی اور اُنپر چین کی کیفیت اترتی ہی (مسلم) (۱۲) حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہو اور جو شخص ذکر نہ کرتا ہو انکی حالت زندہ اور مردہ کی سی حالت ہی (یعنی پہلا شخص مثل زندہ کی ہے اور دوسرا مثل مردہ کے کیونکہ روح کی زندگی یہی اللہ کی یاد ہے یہ نہو تو روح مردہ ہے) (بخاری و مسلم) (۱۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس کے (یعنی اپنے بندہ کے) ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے پھر اگر وہ اپنے جی میں میرا ذکر کرے تو میں اپنے جی میں اسکا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ مجمع میں میرا ذکر کرے تو میں اس کا ذکر ایسے مجمع میں کرتا ہوں جو اس مجمع سے بہتر ہوتا ہی (یعنی فرشتوں اور پیغمبروں کے مجمع میں) (بخاری و مسلم) ف اللہ تعالیٰ کے جی کا یہ مطلب نہیں جیسا ہمارا جی ہے بلکہ مطلب یہ ہی کہ اس یاد کی کسی کو خبر نہیں ہوتی جیسے دوسری حالت میں مجمع کو خبر ہو گئی اور وہاں کے مجمع کا یہاں کے مجمع سے اچھا ہونا اسکا مطلب یہ ہی کہ اُس مجمع کے زیادہ شخص اس مجمع کے زیادہ شخصوں سے اچھے ہوتے ہیں یہ ضرور نہیں کہ ہر شخص سے اچھا ہو سو اگر دنیا میں کوئی مجمع ذکر کا ایسا ہو جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہوں جیسا آپکے زمانہ میں تھا تو کسی فرشتہ یا پیغمبر کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہ آئیگا (۱۴) حضرت انسؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں میں گذرا کرو تو اسکے میوے منہ جھٹ کھایا کرو لوگوں نے عرض کیا کہ جنت کے باغ کیا ہیں آپنے فرمایا ذکر کے حلقے (اور مجمعے) (ترمذی) (۱۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ

جو شخص کسی جگہ بیٹھے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسپر گھاٹا ہوگا اور جو شخص کسی جگہ لیٹے جسمیں اللہ کا ذکر نہ کرے اللہ کیطرف سے اسپر گھاٹا ہوگا (ابوداؤد) ف مقصد یہ ہے کہ کوئی موقع اور کوئی حالت ذکر سے خالی نہ ہونا چاہئے (۱۶) عبد اللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اسلام کے شرعی اعمال مجھ پر بہت ہو گئے (مراد نفلی اعمال ہیں کیونکہ تاکیدی اعمال تو بہت نہیں ہیں مطلب یہ کہ ثواب کے کام اتنے ہیں کہ سب کا یاد رکھنا اور عمل کرنا مشکل ہے) اسلئے آپ مجھکو کوئی ایسی چیز بتا دیجئے کہ اسکا پابند ہو جاؤں (اور وہ سب کے بدلہ میں کافی ہو جائے) آپ نے فرمایا (اس کی پابندی کر لو کہ) تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے (یعنی چلتی رہے) (ترمذی و ابن ماجہ) (۱۷) ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا بندوں میں سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برتر کون ہے آپ نے فرمایا جو مرد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنیوالے ہیں اور جو عورتیں (اسیطرح کثرت سے) ذکر کرنیوالی ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے (کیا یہ) اس سے بھی (افضل ہے) آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص کفار و مشرکین میں اسقدر تلوار مارے کہ تلوار بھی ٹوٹ جائے اور یہ شخص بھی تمام خون میں (اپنے زخموں سے) رنگین ہو جائے اللہ کا ذکر کرنیوالا درجہ میں اس سے بھی افضل ہے (احمد و ترمذی) ف وجہ ظاہر ہے کہ جہاد خود اللہ ہی کی یاد کیلئے مقرر ہوا ہے جیسے وضو نماز کیلئے مقرر ہوا ہے (سورۂ حج (آیت الذین ان مکنٰھم میں اسکا صاف ذکر ہے تو یاد اصل ہوئی اور اصل کا افضل ہونا ظاہر ہے (۱۸) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر شے کی ایک قلعی ہے اور دلوں کی قلعی اللہ کا ذکر ہے (بیہقی) (۱۹) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان آدمی کے قلب پر چمٹا ہوا بیٹھا رہتا ہے جب وہ اللہ کا

ذکر کرتا ہے تو وہ ہٹ جاتا ہے اور جب (یاد سے) غافل ہوتا ہے وسوسہ ڈالنے لگتا ہے (بخاری) (ع۲۰) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر اللہ کے سوا بہت کلام مت کیا کرو کیونکہ ذکر اللہ کے سوا بہت کلام کرنا قلب میں سختی پیدا کرتا ہے اور سب سے زیادہ اللہ سے دور وہ قلب ہے جسمیں سختی ہو (ترمذی) ف اخیر کی تین حدیثوں کا مجموعی حاصل یہ ہے کہ اصل صفائی اچھے عملوں سے ہوتی ہے اور اصل سختی بُرے عملوں سے اور دونوں عملوں کی جڑ قلب کا ارادہ ہے اور ارادہ کی جڑ خیال۔ پس جب ذکر میں کمی ہوتی ہے شیطان بُرے بُرے خیال قلب میں پیدا کرتا ہے جس سے بُرے ارادوں کی نوبت آجاتی ہے اور نیک ارادوں کی ہمت نہیں رہتی پس نیک کام نہیں ہوتے اور بُرے ہونے لگتے ہیں اور جب ذکر کی کثرت ہوتی ہے تو بُرے خیال قلب میں پیدا نہیں ہوتے پس بُرا ارادہ بھی نہیں ہوتا اور گناہ بھی نہیں ہوتے اور نیک کاموں کا ارادہ اور نیک کام ہوتے رہتے ہیں اس طرح سے صفائی اور سختی قلب میں پیدا ہو جاتی ہے مگر یہ باتیں خود بخود نہیں ہوتیں کہ نیسے ہوتی ہیں سو اگر کوئی خالی ذکر کیا کرے اور نیک کاموں کے کرنیکا اور بُرے کاموں سے بچنے کا ارادہ اور ہمت نکرے وہ دھوکے میں ہے یہاں تک کی حدیثیں مشکوٰۃ کی ہیں۔

(ع۲۱) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت لوگ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ کا ذکر کرتے ہونگے اللہ تعالیٰ انکو اونچے اونچے درجوں میں داخل فرمائیگا (ابن حبان) ف یعنی کوئی یوں نہ سمجھے کہ جبتک امیری سامان کو نہ چھوڑے ذکر اللہ سے نفع نہیں ہوتا (ع۲۲) انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو کہ لوگ پاگل کہنے لگیں (احمد و ابو یعلی و ابن حبان) (ع۲۳) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتنا ذکر کرو کہ منافق (یعنی بد دین) لوگ تم کو ریاکار (مکار) کہنے لگیں (طبرانی) (ع۲۴) معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت والوں کو کوئی حسرت نہ ہوگی مگر جو گھڑی ان پر ایسی گذری ہوگی جس میں انھوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہوگا اس گھڑی پر ان کو حسرت ہوگی (طبرانی و بیہقی) ف مگر اس حسرت میں دنیا کی سی تکلیف نہ ہوگی، بس یہ شبہ نہ رہا کہ جنت میں تکلیف کیسی (۲۵) عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بی بی کے ہاں گئے اور اس بی بی کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جن پر وہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھ رہی تھیں (الخ) اور آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا (ابو داؤد و ترمذی مع تحسین و نسائی و ابن حبان و حاکم مع تصحیح) ف یہ اصل ہے تسبیح پر گننے کی (کما قرر الشامی) یہ پانچ حدیثیں ترغیب کی ہیں یہاں تک تو عام ذکر کا بیان تھا بعضے خاص خاص ذکروں کا بھی ثواب آتا ہے ان میں سے بعضے آسان اور مختصر بطور نمونہ بتلاتا ہوں جیسے (الف) لا الٰہ الا اللہ یا مع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ب) سبحان اللہ (ج) الحمد للہ (د) اللہ اکبر (ہ) لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ (و) استغفر اللہ واتوب الیہ (ز) درود شریف جو کسی طرح سے ہو ایک ہلکا سا صیغہ یہ ہے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد (نسائی عن زید بن خارجہ) خلاصہ یہ کہ ذکر سے غافل مت ہو خواہ کوئی خاص ذکر کرو یا عام پھر خواہ ہر وقت ایک ہی یا کسی وقت کوئی پھر خواہ بے گنتی خواہ انگلیوں یا تسبیح پر گنتی سے اور بعض دعائیں خاص وقتوں کی بھی ہیں اگر شوق ہو تو کسی دیندار عالم سے پوچھ لو ورنہ نمونہ کے طور پر جو ابھی لکھدی ہیں یہ بھی کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

اشرف علی

روح چہاردہم

مالداروں کو زکوٰۃ کی پابندی کرنا - یہ بھی مثل نماز کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے - بہت سی آیتوں میں زکوٰۃ دینے کا حکم اور اس کے نہ دینے کا عذاب مذکور ہے اور زیادہ آیتیں ایسی ہی ہیں جنمیں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا بھی حکم ہے یہ سب آیتیں قرآن مجید میں آسانی سے مل سکتی ہیں اور جو شخص عربی نہ جانتا ہو اس کو ترجمہ والے قرآن میں مل سکتی ہیں اسلیئے اس جگہ صرف حدیثیں لکھتا ہوں (۱) حضرت ابو داؤدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ زکوٰۃ اسلام کا پل ہے یا بلند عمارت ہے (اگر زکوٰۃ نہ دے تو اسلام پر چل نہیں سکتا یا اسلام کے نیچے کے درجہ میں رہا) (طبرانی اوسط کبیر) ف اس سے زکوٰۃ کا کتنا بڑا درجہ ثابت ہوا اور اسکے نہ دینے سے مسلمانی میں کتنا بڑا نقصان معلوم ہوا (۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی اس سے اسکی برائی جاتی رہی (یعنی زکوٰۃ نہ دینے سے جو اس مال میں نحوست اور گندگی آجاتی وہ نہیں رہی) (طبرانی اوسط و ابن خزیمہ صحیح) ف معلوم ہوا کہ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جاوے - اس میں برکت نہیں رہتی اسکی کچھ تفصیل ۱۳ و ۱۴ میں آتی ہے (۳) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے جو شخص تم میں اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہو اسکو چاہیئے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے (طبرانی کبیر) ف اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے سے ایمان میں کمی رہتی ہے (۴) عبد اللہؓ بن معاویہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین کام ایسے ہیں جو شخص انکو کریگا وہ ایمان کا ذائقہ چکھے گا

ع کذا فی القاموس فی القنطرۃ ۱۲

صرف اللہ کی عبادت کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال اس طرح دے کہ اسکا نفس اس پر خوش ہو اور اس پر آمادہ کرتا ہو الخ (یعنی اسکو روکتا نہ ہو) ف زکوٰۃ کا مرتبہ تو اسی سے ظاہر ہوا کہ اسکو توحید کیساتھ ذکر فرمایا اور اسکا اثر اسی سے ظاہر ہوا کہ اس سے ایمان کا مزہ بڑھ جاتا ہے (۵ے) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص سونے کا رکھنے والا اور چاندی کا رکھنے والا ایسا نہیں جو اس کا حق (یعنی زکوٰۃ) نہ دیتا ہو مگر (اس کا یہ حال ہو گا کہ) جب قیامت کا دن ہو گا اس شخص کے (عذاب کے لئے) اس سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائینگی پھر ان (تختیوں) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائیگا پھر ان سے اسکی کروٹ اور پیشانی اور پشت کو داغ دیا جائیگا جب وہ (تختیاں) ٹھنڈی ہونے لگیں گی پھر دوبارہ ان کو تپایا جائیگا (اور) یہ اس دن میں ہو گا جسکی مقدار پچاس ہزار برس کی ہو گی (یعنی قیامت کیدن میں) الخ (بخاری ومسلم واللفظ لمسلم) (۶ے) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان مالداروں پر ان کے مال میں اتنا حق (یعنی زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو ان کے غریبوں کو کافی ہوجائے اور غریبوں کو بھوکے ننگے ہونیکی جب کبھی تکلیف ہوتی ہے مالداروں ہی کی (اس) کرتوت کی بدولت ہوتی ہے (کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیتے) یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ان سے (اس پر) سخت حساب لینے والا اور ان کو دردناک عذاب دینے والا ہے (طبرانی اوسط وصغیر) ف ایک حدیث میں اس کی تفصیل میں یہ بھی ارشاد ہے کہ محتاج لوگ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے مالداروں کی یہ شکایت کرینگے کہ ہمارے حقوق جو آپنے ان پر فرض کئے تھے انہوں نے ہمکو نہیں پہنچائے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیگا اپنی عزت وجلال کی قسم میں تمکو مقرب بناؤنگا اور ان کو دور کردونگا (طبرانی صغیر و اوسط والاصبہانی کتاب الثواب) (۷ے) حضرت

۱ے ورُدی موقوفاً علی علیؓ وہو اشبہ لکنہ مرفوع حکماً ۱۲

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم کو نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ دینے کا حکم کیا گیا ہے اور جو شخص زکوٰۃ نہ دے اسکی نماز بھی (مقبول) نہیں ہوتی (طبرانی واصبہانی) اور ایک روایت میں ان کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرے اور زکوٰۃ نہ دے وہ پورا مسلمان نہیں کہ اُس کا نیک عمل اسکو نفع دے (اصبہانی) ف لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ لوگ نماز بھی چھوڑدیں اگر ایسا کرینگے تو اُس کا عذاب الگ ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ بھی دینے لگیں (۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکو اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنادیا جائیگا جسکی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہونگے (ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے) اور اُس کے گلے میں طوق (یعنی ہنسلی کیطرح ڈالدیا جائیگا اور اس کی دونوں باچھیں پکڑیگا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیری جمع ہوں پھر آپ نے (اسکی تصدیق میں) یہ آیت پڑھی ولایحسبن الذین یبخلون الآیہ (اس آیت میں مال کے طوق بنائے جانیکا ذکر ہے) (بخاری ونسائی) (۹) عمارہ بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (علاوہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانیکے) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں اور فرض کی ہیں پس جو شخص ان میں سے تین کو ادا کرے تو وہ اس کو پورا کام نہ دینگی جب تک سب کو ادا نہ کرے اور زکوٰۃ اور رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج (احمد) ف اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نماز روزہ حج سب کرتا ہو مگر زکوٰۃ نہ دیتا ہو وہ سب بھی اسکی نجات کیلئے کافی نہیں (۱۰) حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں جائیگا (طبرانی صغیر) (۱۱) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز تو سب کے سامنے ظاہر ہونے

والی چیز ہے اسکو تو قبول کرلیا اور زکوٰۃ پوشیدہ چیز ہے اسکو خود کھالیا (حقداروں کو نہ دیا) ایسے لوگ منافق ہیں (بزار) ف یعنی بعضے لوگ نماز اسی لئے پڑھتے ہیں کہ نہ پڑھیں گے تو سب کو خبر ہوگی اور زکوٰۃ اسلئے نہیں دیتے کہ اس کی کسی کو خبر نہیں ہوتی اور منافق ایساہی کرتے تھے ورنہ خدا کے حکم تو دونوں ہیں (ع۱۲) حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ جس قوم نے زکوٰۃ دینا بند کرلیا اللہ تعالیٰ اُن کو قحط میں مبتلا کرتا ہے۔ ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن سے بارش کو روک لیتا ہے (طبرانی وحاکم وبیہقی) (ع۱۲) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مال میں زکوٰۃ ملی ہوئی رہی وہ اسکو برباد کردیتی ہے (بزار وبیہقی) ف زکوٰۃ ملنا یہ کہ اس میں زکوٰۃ فرض ہوجائے اور نکالی نہ جاوے اور برباد ہونا یہ کہ وہ مال جاتا رہے یا اس کی برکت جاتی رہے جیسا اگلی حدیث میں مذکور ہے (ع۱۴) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مال خشکی میں یا دریا میں تلف ہوتا ہے زکوٰۃ نہ دینے سے ہوتا ہے (طبرانی اوسط) ف اور اگر باوجود زکوٰۃ دینے کے شاذ نادر تلف ہوجائے تو وہ حقیقت میں تلف نہیں ہے کیونکہ اس کا اجر آخرت میں ملے گا اور زکوٰۃ نہ دینے سے جو تلف ہو وہ سزا ہے اس پر اجر کا وعدہ نہیں (ع۱۵) حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ میں اور میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئے کہ ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے آپ نے ہم سے پوچھا کہ کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو ہمنے عرض کیا نہیں آپنے فرمایا کیا تم کو اس سے ڈر نہیں لگتا تم کو اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن پہناوے اسکی زکوٰۃ ادا کیا کرو (احمد بسند حسن) یہ سب روایتیں ترغیب وترہیب میں ہیں ف ان حدیثوں سے یہ امور ثابت ہوئے (الف) زکوٰۃ کی فرضیت اور فضیلت (ب) زکوٰۃ دینے کا وبال اور عذاب دنیا میں تو مال کی

بربادی یا بے برکتی اور آخرت میں دوزخ (ج) زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز و روزہ وغیرہ بھی مقبول نہ ہونا (د) زکوٰۃ نہ دینے والے کی حالت منافق کے مشابہ ہونا جس کا بیان (رے ۱۱) کے ذیل میں گذرا (ہ) زکوٰۃ کا حقوق العباد کے مشابہ ہونا جیسا کہ (رے ۶) کے ذیل میں گذرا اس سے اس کی تاکید دوسری عبادتوں سے اور زیادہ بڑھ گئی اب چند ضروری مضامین زکوٰۃ کے متعلق لکھتا ہوں (پہلا مضمون) جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے وہ کئی چیزیں ہیں ایک چاندی سونا خواہ وہ روپیہ اشرفی ہو خواہ نوٹ کی شکل میں پھر خواہ اپنے قبضہ میں ہو خواہ کسی کے ذمہ اودھار ہو جس کا اپنے پاس ثبوت ہو یا ادھار لینے والا اقراری ہو خواہ چاندی سونے کے برتن یا زیور یا سچا گوٹہ ٹھپہ ہو۔ اگر صرف چاندی کی چیزیں ہوں اور وزن میں ساڑھے چون ۵۴ روپیہ کی برابر ہو جاوے اور اگر چاندی کیساتھ کچھ سونے کی بھی چیزیں ہوں اور سونیکے دام چاندی کے وزن کیساتھ مل کر وہی ساڑھے چون روپیہ کے برابر ہو جائے تو جس دن سے ان چیزوں کا مالک ہوا ہے اس دن سے اسلامی سال گذرنے پر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہوگی اور احتیاط یہ ہے کہ اگر پچاس روپیہ کے برابر بھی مالیت ہو تب بھی سوا روپیہ زکوٰۃ کا دیدے اور دوسری چیز جس میں زکوٰۃ فرض ہے سوداگری کا مال ہے جب وہ قیمت میں اتنے کا جس کا ابھی بیان ہوا ہے اور اس قیمت کی مقدار سے یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ مسلمانوں میں کثرت سے ایسے لوگ ہیں جن پر زکوٰۃ فرض ہے کیونکہ اتنے زیور سے یا سوداگری کی اتنی مالیت سے بہت کم گھر خالی ہوں گے مگر وہ اس سے غافل ہیں سو اس کا ضرور خیال کرنا چاہئے تیسری چیز ایسے اونٹ یا گائے بھینسیں یا بھیڑ بکریاں ہیں جنکو صرف دودھ اور بچے حاصل کرنے کیلئے پالا ہو اور وہ جنگل میں چرتے ہوں چونکہ اس ملک میں اسکا رواج کم ہے لہٰذا ان کی تعداد جس میں زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے نہیں لکھی گئی جسکو ضرورت

ہو عالموں سے پوچھ لے (چوتھی چیز) عشری زمین کا پیداوار ہے اس کے مسائل بھی عالموں سے پوچھ لئے جاویں (پانچویں چیز) صدقہ فطر ہے جو عید کے دن زکوٰۃ والوں پر تو سب پر واجب ہے اور بعضے ایسے شخصوں پر بھی واجب ہے جن پر زکوٰۃ واجب نہیں اسکو بھی کسی عالم سے پوچھ لیں یہ اپنی طرف سے اور نابالغ بچوں کی طرف سے دینا چاہیے (دوسرا مضمون) سب سے زیادہ زکوٰۃ کے حقدار اپنے غریب رشتہ دار ہیں خواہ بستی میں ہوں یا دوسری جگہ ان کے بعد اپنی بستی کے دوسرے غریب لیکن اگر دوسری بستی کے لوگ زیادہ غریب ہوں تو پھر ان ہی کا حق زیادہ ہے مگر جنکو زکوٰۃ دینا ہو وہ نہ بنی ہاشم ہوں یعنی سید وغیرہ اور نہ زکوٰۃ دینے والے کے ماں باپ دادا دادی یا نانا نانی یا اولاد یا میاں بی بی لگتے ہوں اور کفن یا مسجد میں لگانا بھی درست نہیں البتہ میت والے کو اگر دیدے تو درست ہے مگر پھر اس کو کفن میں لگانے یا نہ لگانے کا اختیار ہوگا اور اسی طرح ہر انجمن یا ہر مدرسہ میں دینا درست نہیں جبتک مدرسہ والوں اور انجمن والوں سے پوچھ نہ لے کہ تم زکوٰۃ کو کس طریقہ سے خرچ کرتے ہو اور پھر کسی عالم سے پوچھ لے کہ اس طریقہ سے خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں (تیسرا مضمون) مسلمانوں کی زیادہ پریشانی ظاہری و باطنی کا سبب افلاس ہے اور زکوٰۃ اس کا کافی علاج ہے اگر مالدار فضول خرچی نہ کریں اور ہٹے کٹے محنت مزدوری کرتے رہیں اور معذور لوگوں کی زکوٰۃ سے امداد ہوتی رہے تو مسلمانوں میں ایک بھی ننگا بھوکا نہ رہے حدیث شریف میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں یہ مضمون صاف صاف مذکور ہے فقط

اشرف علی عفی عنہ

روح پانزدہم ۱۵

علاوہ زکوٰۃ کے اور نیک کاموں میں خرچ کرنا اور ہمدردی کرنا یعنی زکوٰۃ دے کر بےفکر اور بےرحم نہ ہو جاوے کہ اب میرے ذمہ کسی کی کوئی ہمدردی لازم نہیں رہی زکوٰۃ تو ایک شبہا ہوا حق ہے باقی بہت سے متفرق کام ایسے بھی ہیں کہ موقع پر اُن میں مال خرچ کرنا اور جس کے پاس مال نہ ہو یا اس میں مال کا کام نہ ہو تو جان سے مدد کرنا بھی ضروری ہے باقی ضرورت کا درجہ اس کی تحقیق علماء سے ہو سکتی ہے اسکی اجمالی دلیل ایک آیت اور حدیث سی لکھ کر پھر کچھ تفصیل لکھی جاوے گی اجمالی دلیل (۱) حضرت فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مال میں زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی کچھ حقوق ہیں پھر (اسکی تائید میں) آپنے یہ آیت پڑھی لیس البران تولوا الآیۃ (تائید اس طرح ہوئی کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا اور خاص خاص موقع پر مال دینے کا بھی ذکر فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ یہ موقعے مال دینے کے زکوٰۃ کے علاوہ ہیں) (ترمذی وابن ماجہ ودارمی) ف یہ دعوی آیت اور حدیث دونوں سے ثابت ہو گیا حاشیہ میں طیبی و مرقاۃ سے اسکی تفصیل کی کچھ مثالیں لکھی ہیں یعنی یہ کہ سائل کو اور قرض مانگنے والے کو محروم نہ کرے برتنے کی چیز مانگی دینے سے انکار نہ کرے پانی نمک آگ وغیرہ خفیف چیزیں ویسے ہی دیدے آگے آیتوں اور حدیثوں سے زیادہ تفصیل معلوم ہوگی تفصیلی دلیلیں (آیات) (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور تم لوگ خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں (سیقول قریب نصف) (۳) کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا یعنی اخلاص کیساتھ الخ (سیقول

قریب ختم) (۳) تم خیر کامل کو بھی حاصل نہ کرسکوگے یہانتک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کروگے اور جو کچھ بھی خرچ کروگے اللہ تعالیٰ اسکو خوب جانتے ہیں (لن تنالوا شروع) (۴) وہ جنت تیار کیگئی ہے خدا سے ڈرنیوالوں کیلئے ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں (لن تنالوا بعد ربع) (۵) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے انکی جانوں کو اور انکے مالوں کو اسبات کے عیوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملیگی (یعتذرون ربع اول) (۶) اور جو کچھ چھوٹا بڑا انھوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان (اللہ کی راہ میں) انکو طے کرنے پڑے یہ سب ان کے نام لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو انکے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے (یعتذرون ربع اول) (۸) اور قرابت دار کو اسکا حق دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی (سبحن الذی ربع اول) (۹) اور جو چیز تم خرچ کروگے سو وہ اسکا عیوض دیگا (ومن یقنت بعد نصف) (۱۰) اور وہ لوگ خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (تبارک الذی سورۂ دہر) ف اور بھی بہت آیتیں ہیں جن میں زکوٰۃ کی قید نہیں دوسری نیک کاموں میں خرچ کرنے کا مضمون مذکور ہے آگے احادیث ہیں (۱۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بیٹے آدم کے تو (نیک کام میں) خرچ کر میں تجھپر خرچ کرونگا (بخاری ومسلم) (۱۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ حرص (حب مال) سے بچو اس حرص نے پہلے لوگوں کو برباد کردیا (مسلم) (۱۳) حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی حیات میں ایک درہم خیرات کرنا مرنیکے وقت سو درہم خیرات کرنیسے بہتر ہے (ابوداؤد) (۱۴) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرات کرنیمیں (حتی الامکان) جلدی کیا کرو کیونکہ بلا اس سے آگے نہیں بڑھنے پاتی (بلکہ

رُک جاتی ہی (رزین) ف ثواب کے علاوہ یہ دنیا کا بھی فائدہ ہو (ع ۱۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک کھجور کی برابر پاک کمائی سے خیرات کریگا اور اللہ تعالیٰ پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہی (داہنے کا مطلب اللہ ہی کو معلوم ہی) پھر اسکو بڑھاتا ہو جیسا تم میں کوئی اپنے بچھیرے کو پالتا ہی یہانتک کہ وہ پہاڑ کی برابر ہو جاتا ہے (بخاری و مسلم) (ع ۱۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرات دینا مال کو کم نہیں ہونے دیتا خواہ آمدنی بڑھجاوے یا برکت بڑھجائے خواہ ثواب بڑھجائے (مسلم) (ع ۱۷) حضرت ابوذرؓ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قسم کی بھلائی کو حقیر نہ سمجھنا گو اتنی ہی کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے خندہ پیشانی سے مل لو (مسلم) (ع ۱۸) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان کے ذمہ کچھ نہ کچھ صدقہ کرنا ضروری ہی لوگوں نے عرض کیا کہ اگر کسی کے پاس (مال) موجود نہ ہو آپنے فرمایا کہ اپنے ہاتھوں سے کچھ محنت کرے (اور مال حاصل کرکے) اپنے بھی کام میں لاوے اور صدقہ بھی کرے۔ لوگوں نے عرض کیا اگر (معذوری کیوجہ سے) یہ بھی نہ کر سکے یا (اتفاق سے) ایسا نہ کرے آپنے فرمایا تو کسی پریشان حاجتمند کی مدد کرے (یہ بھی صدقہ ہے) لوگوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کرے آپنے فرمایا کسی کو کوئی نیک بات بتلاوے لوگوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کرے آپنے فرمایا کسی کو شر نہ پہنچاوے یہ بھی اس کیلئے صدقہ ہو (بخاری و مسلم) ف ان سب کو صدقہ اسوجہ سے فرمایا جیسا صدقہ سے خلق کو نفع پہنچتا ہی ان کاموں سے بھی نفع پہنچتا ہی اور نہ صدقہ کے اصلی معنی تو اللہ کی راہ میں کچھ مال دینے کے ہیں اور نقصان نہ پہنچانا بلکہ نفع بھی نہیں داخل فرمانا کتنی بڑی رحمت ہے (ع ۱۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے ہر جوڑ پر ہر روز ایک صدقہ لازم ہی دو شخصوں کے درمیان انصاف کرنے یہ بھی صدقہ ہی کسی شخص کو جانور پر سوار کر دیں یا اسکا اسباب لادنے

میں مدد کردے یہ بھی صدقہ ہے کوئی اچھی بات (جس سے کسی کا بھلا ہو جائے) یہ بھی صدقہ ہے جو قدم نماز کی طرف اٹھاوے وہ بھی صدقہ ہے کوئی تکلیف کی چیز راستہ سے ہٹاوے یہ بھی صدقہ ہے (بخاری ومسلم) ف مسلم کی ایک دوسری حدیث میں اسکی شرح آئی ہے کہ (گنتی کے قابل) انسان کے اندر تین سو ساٹھ جوڑ ہیں جس شخص نے روزمرہ اتنی نیکیاں کرلیں اس نے اپنے کو دوزخ سے بچالیا (۲۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا صدقہ یہ ہے کہ کوئی اونٹنی دودھ والی کسیکو مانگی دیدی جاوے اور (اسیطرح) بکری دودھ والی کسیکو مانگی دیدیجاوے (اس طرح کہ وہ اس دودھ پیتا رہے جب وہ نہ رہے لوٹا دے) جو ایک برتن صبح کو بھردے ایک برتن شام کو بھر دے (بخاری ومسلم) (۲۲) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کوئی درخت لگاوے یا کوئی کھیتی بووے پھر اسمیں سے کوئی انسان یا پرندہ یا چرندہ جانور کھاوے وہ بھی اس کیلئے صدقہ ہوگا (بخاری ومسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابرؓ سے ہے کہ جو اسمیں سے چوری ہو جاوے وہ بھی اس کیلئے صدقہ ہے ف حالانکہ مالک نے چور کو نفع پہنچانیکا ارادہ نہیں کیا پھر بھی صدقہ کا ثواب ملتا یہ کتنی بڑی رحمت ہے (۲۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بدچلن عورت کی اسپر بخشش ہوگئی کہ اسکا ایک کتے پر گذر ہوا جو ایک کنویں کے کنارہ زبان لٹکائے ہوئے تھا۔ پیاس سے ہلاک ہونیکو تھا اس عورت نے اپنا چمڑہ کا موزہ نکالا اور اسکو اپنی اوڑھنی میں باندھا اور اس کیلئے پانی نکالا (اور اسکو پلایا) اس سے اسکی بخشش ہوگئی عرض کیا گیا کہ کیا ہم کو جانوروں (کیخدمت کرنے) کرنے) میں بھی ثواب ملتا ہے آپ نے فرمایا جتنے ترکلیجہ والے ہیں (یعنی جاندار ہیں) ان سب میں ثواب ہے (بخاری ومسلم) ف مگر جو موذی جانور ہیں جیسے سانپ بچھو انکا حکم بخاری ومسلم کی دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ انکو قتل کردو (باب المحرم یجتنب الصید) (۲۴) حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحمان کی عبادت کرو اور کھانا کھلایا کرو اور سلام کو عام

کردو (یعنی ہر مسلمان کو سلام کرو خواہ اس سے جان پہچان ہو یا نہو) تم جنت میں سلامتی کیساتھ داخل ہوجاؤ گے (ترمذی وابن ماجہ) (ح ۲۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اپنے بھائی (مسلمان) کا سامنا (یعنی ملاقات) ہو اس وقت مسکرانا (جس سے وہ سمجھے کہ مجھ سے ملکر اسکو خوشی ہوئی ہی) یہ بھی صدقہ ہی اور کسی کو اچھی بات کا حکم کردینا اور بُری بات سے منع کردینا یہ بھی صدقہ ہی اور راستہ بھولجانیکے مقام میں کسی کو راستہ بتلادینا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے اور کسی کی بینائی میں خرابی ہو اسکی مدد کردینا بھی تیرے لئے صدقہ ہی اور کوئی پتھر کانٹا ہڈی راستہ سے ہٹادینا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہی اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں (پانی) اونڈیل دینا یہ بھی تیرے لئے صدقہ ہی (ترمذی) (ح ۲۶) حضرت سعد بن عبادہ سے روایت ہی کہ انھوں نے عرض کیا کہ ام سعد (یعنی میری والدہ) مرگئیں سو کونسا صدقہ زیادہ فضیلت کا ہی (جسکا ثواب ان کو بخشوں) آپنے فرمایا پانی انھوں نے ایک کنواں کھدوادیا اور یہ کہدیا کہ یہ (یعنی اسکا ثواب) ام سعد کیلئے ہی (ابوداؤد و نسائی) (ح ۲۷) حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کو (اسکے ننگے ہونے (یعنی کپڑا نہ ہونے) کی حالتمیں کپڑا دے اللہ تعالیٰ اسکو جنت کے سبز کپڑے دیگا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو (اسکی) بھوکے ہونے (یعنی کھانا نہ ہونے) کی حالتمیں کھانا دے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل دیگا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کیوقت پانی پلادے اسکو (جنت کی) مہر لگی ہوئی (یعنی نفیس) شراب پلاویگا (ابوداؤد و ترمذی) (ح ۲۸) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات چیزیں ہیں جنکا ثواب بندہ کے مرنیکے بعد بھی جاری رہتا ہی اور یہ قبر میں پڑا ہوتا ہی جسنے علم (دین) سکھلایا یا کوئی نہر کھودی یا کنواں کھدایا کوئی درخت لگایا یا کوئی مسجد بنائی یا کوئی قرآن چھوڑ گیا یا کوئی اولاد چھوڑی جو اس کیلئے مرنیکے بعد بخشش کی دعا کرے (ترغیب از بزار و ابونعیم) اور ابن ماجہ نے بجائے درخت لگانے اور کنواں کھودنیکے

صدقہ کا اور مسافر خانہ کا ذکر کیا ہے (ترغیب) اس حدیث سے دینی مدرسہ کی اور رفاہ عام کے کاموں کی بھی فضیلت ثابت ہوئی (۲۹) حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ (مال) تقسیم فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ فلانے کو بھی دیدیجئے (حدیث کے اخیر میں ہے کہ) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (بعض اوقات) کسی شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرا شخص مجھ کو اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے (مگر) اس اندیشہ سے (دیتا ہوں) کہ اس کو اگر نہ ملے تو وہ اسلام پر قایم نہ رہے اور اس وجہ سے) اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں اوندھے منہ ڈالدے (کیونکہ بعضے نومسلم دل میں مضبوط نہیں ہوتے اور تکلیف کی سہار نہیں کرسکتے انکے اسلام سے پھر جانیکا شبہ رہتا ہے تو انکو آرام دینا ضرور ہے (عینین مسلم) ف اس حدیث سے نومسلموں کی امداد کرنیکی اور انکو آرام پہنچانے کی فضیلت ثابت ہوئی (۳۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس نے مجھ کو سچا دین دیکر بھیجا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو عذاب نہ دیگا جس نے یتیم پر رحم کیا اور اُس سے نرمی کیساتھ بات کی یتیمی اور بیچارگی پر ترس کھایا (ترغیب از طبرانی) ف اس حدیث سے یتیم خانوں کی امداد کی بھی فضیلت ہوئی۔ خلاصہ یہ آیتیں اور بیس احادیث ہیں جو مشکوٰۃ سے لیگئی ہیں بجز دو تین کے اُن میں دوسری کتاب کا نام لکھدیا ہے ان سے بہت سے موقع مخلوق کو نفع پہنچانے کے معلوم ہوئے اور ایسی ہی اور بہت کام ہیں جو سب کے سب ایک آیت اور ایک حدیث میں جمع ہیں آیت ایک دوسری کی مدد کرو نیکی اور تقوی (کے کاموں) میں (مائدہ) حدیث۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک سب آدمیوں سے زیادہ وہ پیارا ہے جو آدمیوں کو زیادہ نفع پہنچائے (ترغیب عن الاصبہانی) اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔

اشرف علی

رُوح شانزدھم

ملقب بہ بابُ الرَّیّان

روزے رکھنا خاص کر فرض روزے رمضان کے اور واجب روزے رکھنا روزہ بھی مثل نماز و زکوٰۃ کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے چنانچہ (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا اور (۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الخ (یہ وہ حدیث ہے جو روح چہارم کے ۹ میں گذر چکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز و زکوٰۃ و حج سب کرتا ہو مگر روزہ نہ رکھتا ہو اسکی نجات کیلئے کافی نہیں) روزہ میں ایک خاص بات ایسی ہے جو کسی عبادت میں نہیں وہ یہ ہے کہ چونکہ روزہ ہونے یا نہ ہونے کی بجز اللہ کے کسی کو خبر نہیں ہو سکتی اسلئے روزہ وہی رکھیگا جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت یا اللہ تعالیٰ کا ڈر ہوگا اور اگر فی الحال اس میں کچھ بھی کمی ہوگی تو تجربہ سے ثابت ہے کہ محبت و عظمت کے کام کرنے سے محبت و عظمت پیدا ہو جاتی ہے اسلئے روزہ رکھنے سے یہ کمی پوری ہو جائیگی اور ظاہر ہے کہ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف اور محبت ہوگی وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا تو روزہ رکھنے میں دین کی مضبوطی کی خاصیت ثابت ہوگئی اگلی دو حدیثوں میں اسی بات کو اس طرح فرمایا ہے (۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدمی کے سب عمل اس کیلئے ہیں مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لئے ہے (بخاری) (۴) ایک اور روایت میں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ روزہ دار اپنا کھانا اپنا پینا اپنی نفسانی خواہش (جو بی بی سے متعلق ہے) میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے (بخاری) اور اس حدیث کی تفصیل

ایک دوسری حدیث میں آئی ہے (۵) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کا یہ ارشاد فرمایا کہ وہ کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور پینا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی لذت میرے لئے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی بی بی کو میرے لئے چھوڑ دیتا ہے (یعنی اپنی خواہش اس سے پوری نہیں کرتا) (ابن خزیمہ) ف ان حدیثوں سے اوپر والی بات ثابت ہو گئی اور اسی لئے روزہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی چیز فرمائی جیسا ۳ میں گذرا اور اسی خصوصیت مذکورہ کے سبب روزے کو اگلی حدیث میں بڑی تاکید سے سب عملوں میں بے نظیر فرمایا چنانچہ (۶) حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجئے فرمایا روزہ کو لو کیونکہ کوئی عمل اس کی برابر نہیں میں نے (دوبارہ) عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجئے فرمایا روزہ کو لو کیونکہ کوئی عمل اسکی مثل نہیں ہے میں نے (تیسری بار) پھر عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجئے فرمایا روزہ کو لو کیونکہ کوئی عمل اسکی برابر نہیں (نسائی وابن خزیمہ) ف یعنی بعض خصوصیتوں میں بے مثل ہے مثلاً خصوصیت مذکورہ میں اور روزہ میں جو حق تعالیٰ کی محبت اور خوف کی خاصیت ہے روزہ دار اگر اسکا خیال رکھے تو ضرور گناہوں سے بچیگا کیونکہ گناہ محبت اور خوف کی کمی ہی سے ہوتا ہے اور جب گناہوں سے بچیگا تو دوزخ سے بھی بچیگا اگلی حدیث کا یہی مطلب ہے (۷) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپنے فرمایا روزہ ایک ڈھال ہے اور ایک مضبوط قلعہ ہے دوزخ سے (بچانے کیلئے) (احمد و بیہقی) اور جسطرح روزہ گناہوں سے بچاتا ہے جو کہ باطنی بیماریاں ہیں اسی طرح بہت سی ظاہری بیماریوں سے بھی بچاتا ہے کیونکہ زیادہ تر یہ بیماریاں کھانے پینے کی زیادتی سے ہوتی ہیں روزہ سے انمیں کمی ہوگی تو ایسی بیماریاں بھی نہ آوینگی اگلی حدیث میں اسکی طرف اشارہ ہے (۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے (ابن ماجہ) ف یعنی جس طرح زکوٰۃ میں مال کا میل کچیل نکلجاتا ہے اسیطرح روزہ میں بدن کا میل

کچیل یعنی مادہ فاسدہ جس سے بیماری پیدا ہوتی ہے دور ہوجاتا ہے اور اگلی حدیث میں یہ مضمون بالکل ہی صاف آیا ہے (۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ رکھا کرو تندرست رہوگے (طبرانی) اور روزہ سے جس طرح ظاہری و باطنی مضرت زائل ہوتی ہے اسی طرح اس سے ظاہری و باطنی مسرت حاصل ہوتی ہے چنانچہ (۱۰) حضرت ابوہریرہؓ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کو دو خوشیاں (نصیب) ہوتی ہیں ایک تو جب افطار کرتا ہے (یعنی روزہ کھولتا ہے) تو اپنے افطار پر خوش ہوتا ہے چنانچہ ظاہر ہے اور جب اپنے پروردگار سے ملیگا اُس وقت اپنے روزہ پر خوش ہوگا۔ (بخاری) اور رمضان میں ایک دوسری عبادت اور بھی مقرر کیگئی ہے یعنی تراویح میں قرآن پڑھنا اور سننا جو کہ سنت موکدہ ہے بعضی باتیں اسمیں روزے کی سی ہیں مثلاً نیند جو کہ کھانے پینے کیطرح نفس کو پیاری چیز ہے تراویح سے اسمیں کسی قدر کمی ہوتی ہے اور مثلاً اس کم سونیکی بھی پوری خبر کسی کو نہیں ہوسکتی چنانچہ بہت دفعہ آدمی نماز میں سوجاتا ہے اور دوسرے لوگ سمجھتے ہیں کہ جاگ رہا ہے اور مثلاً بعض دفعہ سجدہ میں نیند آجانیسے بدن ایسی وضع پر ہوجاتا ہے کہ اس وضع پر سونیسے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور جب وضو نہ رہا نماز بھی نہ رہی یا مثلاً وضو بھی نہ ٹوٹا مگر سوتے ہوئے جسقدر حصہ نماز کا ادا ہوا ہے وہ صحیح نہیں ہوا۔ تو ایسی حالتوں میں نیند جیسی پیاری چیز کو دفع کرنا یا تازہ وضو کرکے اس نماز کو لوٹانا یا نماز کے اُس حصہ کو لوٹانا جو سوتے میں ادا ہوا ہے وہی شخص کرسکتا ہے جسکے دلمیں خدا تعالیٰ کی محبت اور خوف ہو پس روزہ کی طرح اس عبادت یعنی تراویح میں قرآن پڑھنے اور سننے میں بھی زیادہ دکھلاوا نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ نے ایک شان کی دو عبادتیں جمع فرمادیں ایک دن میں ایک رات میں اگلی دو حدیثوں میں اسی کا ذکر ہے (۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے کو فرض فرمایا اور میں نے رمضان کی شب بیداری کو (تراویح و قرآن کیلئے) تمہارے واسطے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) سنت بنایا

جو موکدہ ہونیکے سبب وہ بھی ضروری ہے جو شخص ایمان سے اور ثواب کے اعتقاد سے رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکلجائیگا جسدن اسکو اسکی ماں نے جنا تھا (نسائی) (۱۲) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن دونوں قیامت کیدن بندہ کی شفاعت (یعنی بخشش کی سفارش) کریں گے۔ روزہ کہیگا کہ اے میرے پروردگار میں نے اسکو کھانے اور نفسانی خواہش سے روکے رکھا سو اسکے حق میں میری سفارش قبول کیجئے اور قرآن کہیگا کہ میں نے اسکو رات کو سونے سے روکے رکھا سو اسکے حق میں میری سفارش قبول کیجئے رسول اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان دونوں کی سفارش قبول کرلیجائیگی (احمد وطبرانی فی الکبیر وابن ابی الدنیا وحاکم) ف دونوں حدیثیں ملانے سے صیام وقیام میں مناسبت جسکی تفصیل ابھی اوپر آئی ہے ظاہر ہو یہانتک مضمون کا ایک سلسلہ تھا آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے آیت (۱۳) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ایک لانبی آیت میں) اور روزہ رکھنے والی عورتیں (اخیر میں ارشاد فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے بخشش اور بڑا ثواب تیار کیا ہے۔ (احزاب) احادیث (۱۴) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے (ایک لانبی حدیث میں) فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو (جو فاقہ سے پیدا ہوجاتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے (بخاری) ف اس بدبو کا اصلی سبب چونکہ معدہ ہے اسلئے یہ مسواک سے بھی نہیں جاتی ہاں کچھ کم ہوجاتی ہے(۱۵) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے (ایک لانبی حدیث میں جسمیں اعمال کے ثواب کی مختلف مقداریں آئی ہیں) ارشاد فرمایا کہ روزہ خاص اللہ ہی کیلئے ہے اس پر عمل کرنیوالے کا ثواب (غیر محدود ہے) اسکو کوئی شخص نہیں جانتا بجز اللہ کے (طبرانی فی الاوسط وبیہقی) (۱۶) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب

لے انا مع تقاء وصال ان یکون قش عندنا السلف عدھذا الباب بخلاف القراءۃ

لہ لم یوض لموسیٰ علیہ السلام صف ۱۵ از فرادعث ان ثبت مارواہ الدارمی کما فی الدر المنثور رضیھا

رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر ان میں کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا یہانتک کہ رمضان کی اخیر رات ہو جاتی ہے اور جو کوئی ایماندار بندہ ایسا نہیں جو ان راتوں میں سے کسی رات میں نماز پڑھے (مراد وہ نماز ہے جو رمضان کے سبب ہو جیسے تراویح) مگر اللہ تعالیٰ ہر سجدہ کے عوض ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس کیلئے جنت میں ایک گھر سرخ یاقوت سے بناتا ہے جسکے ساٹھ ہزار دروازے ہونگے انمیں سے ہر دروازہ کیمتعلق ایک محل سونیکا ہوگا جو سرخ یاقوت سے آراستہ ہوگا پھر جب رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اسکے سب گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (جو) رمضان (گذشتہ) کے ایسی ہی دن تک (ہوئے ہوں یعنی اس رمضان کی پہلی تاریخ سے پہلے رمضان کی پہلی تاریخ تک) اور ہر روز صبح کی نماز سے لیکر آفتاب کے چھپنے تک ستر ہزار فرشتے اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور یہ جتنی نمازیں رمضان کے مہینے میں پڑھیگا خواہ دن کو خواہ رات کو ہر سجدہ کے عوض ایک درخت ملیگا جسکے سایہ میں سوار پانچسو برس تک چل سکیگا (بیہقی) (۷) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری جمعہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو تمہارے پاس ایک بڑا اور برکت والا مہینہ آپہنچا (یعنی رمضان) ایسا مہینہ جسمیں ایک رات ہے جو (ایسی ہے جسمیں عبادت کرنا) ایک ہزار مہینے (تک عبادت کرنے) سے افضل ہے اللہ تعالیٰ نے اسکے روزہ کو فرض کیا ہے اور اسکی شب بیداری (یعنی تراویح) کو فرض سے کم (یعنی سنت) کیا ہے جو شخص اسمیں کسی نیک کام سے جو فرض نہ ہو خدا تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرے وہ ایسا ہوگا جیسے اسکے سوا کسی دوسرے زمانہ میں ایک فرض ادا کرے اور جو کوئی اسمیں فرض ادا کرے وہ ایسا ہوگا جیسے اسکے سوا کسی دوسرے زمانہ میں ستر فرض ادا کرے (آگے ارشاد ہے کہ) جو شخص اسمیں کسی روزہ دار کا روزہ کھلوا دے (یعنی کچھ افطاری دیدے) یہ اسکے گناہوں کی بخشش کا اور دوزخ سے اسکے چھٹکارے کا ذریعہ ہو جائیگا اور اسکو بھی اس روزہ دار کی برابر ثواب ملیگا اس طرح سے کہ اسکا ثواب بھی نہ گھٹے گا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم

میں ہر شخص کو تو اتنا میسر نہیں جس سے روزہ دار کا روزہ کھلوا سکے (یہ پوچھنے والے روزہ کھلوانے کا مطلب یہ سمجھے کہ پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے) آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دیتا ہے جو کسی کا روزہ ایک چھوارے پر یا پیاس بھر پانی پر یا دودھ کی لسی پر (جو دودھ میں پانی ملا کر بنائی جاتی ہے) کھلوا دے الخ (ابن خزیمہ) اور رمضان کے متعلق ایک تیسری عبادت اور بھی ہے یعنی اعتکاف رمضان کے اخیر دس دن میں جو ایسی سنت ہے کہ سب کے ذمہ ہے لیکن اگر بستی میں ایک بھی کر لے تو سب کی طرف سے کافی ہے اور اعتکاف اسکو کہتے ہیں کہ یہ ارادہ کرکے مسجد میں پڑا رہے کہ اتنے دن تک بدون پیشاب پاخانہ وغیرہ کی مجبوری کے یہاں سے نہ نکلونگا اور روزہ اور تراویح کی طرح اس میں بھی نفس کی ایک پیاری چیز چھوٹتی ہے یعنی کھلے مہار پھرنا اور اسیطرح اس میں بھی دکھلاوا نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی کو کیا خبر کہ مسجد میں کسی خاص نیت سے بیٹھا ہے یا ویسے ہی آگیا ہے آگے اسکی فضیلت کا ذکر ہے (۱۸) علی بن حسین اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان میں دس روز کا اعتکاف کرے (دو حج اور دو عمرہ جیسا ثواب) ہوگا (بیہقی) (۱۹) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کے حق میں فرمایا کہ وہ تمام گناہوں سے رکا رہتا ہے اور اسکو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے کوئی تمام نیکیاں کر رہا ہو (مشکوٰۃ از ابن ماجہ) اور ایک فضیلت اس میں یہ بھی ہے کہ اس میں مسجد میں حاضر رہنا پڑتا ہے اور مسجد میں حاضر رہنے کی فضیلت روح دوازدہم میں گذر چکی ہے البتہ عورتیں گھر ہی میں اپنی نماز پڑھنے کی جگہ اعتکاف کریں اور یہ سب عبادتیں جس دن ختم ہوتی ہیں یعنی عید کا دن اسکی فضیلت آئی ہے چنانچہ (۲۰) حضرت انسؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عید کا دن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ انھوں نے میرا فرض ادا کیا پھر دعا کیلئے نکلے ہیں اپنی عزت و جلال اور کرم و شان بلندی کی قسم میں ضرور ان کی عرض قبول کرونگا پھر فرماتا ہے کہ واپس جاؤ میں نے تم کو بخشدیا اور تمہاری برائیوں کو بھلائیوں سے بدلدیا پس وہ بخشے بخشائے واپس آتے ہیں (مشکوٰۃ از بیہقی) آخر کی دو حدیثیں تو مشکوٰۃ کی ہیں باقی سب ترغیب سے ہیں

اشرف علی

ف۔ قولہ تعالیٰ ولا تباشروہن وانتم عاکفون فی المساجد اشارۃ لطیفۃ الی تخصیص الرجال بالمساجد حیث

خص الخطاب بہن [illegible] الرجال ۱۲

روحِ ہفت[١] دہم[٢]

ملقب بہ بیت الدیّان،

حج کرنا جس شخص میں شرطیں پائی جاویں ان پر فرض ہے اور دوسروں کے لئے نفل، اور حج بھی مثل نماز و زکوٰۃ و روزہ کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے چنانچہ (ع۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان (یعنی کعبہ) کا حج کرنا ہے یعنی اس شخص کے (ذمہ) جو کہ طاقت رکھے وہاں تک (پہونچنے) کی سبیل (یعنی سامان) کی دلن تنا لوا) اور (ع۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الخ (یہ وہ حدیث ہے جو روح چہاردہم کے ۹ میں گذر چکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز و زکوٰۃ و روزہ سب کرتا ہو مگر حج فرض نہ کیا ہو تو اس کی نجات کے لئے کافی نہیں اور حج میں ایک خاص بات ایسی ہے جو اور عبادتوں میں نہیں وہ یہ ہے کہ اور عبادتوں کے افعال میں کچھ عقلی مصلحتیں بھی سمجھ میں آجاتی ہیں مگر حج کے افعال میں بالکل عاشقانہ شان ہے تو حج وہی کرے گا جس کا عشق عقل پر غالب ہوگا اور اگر فی الحال اس میں کچھ کمی بھی ہوگی تو تجربہ سے ثابت ہے کہ عاشقانہ کام کرنے سے عشق پیدا ہوجاتا ہے اسلئے حج کرنے سے یہ کمی پوری ہوجائیگی اور خاص کر جب اُن کاموں کو اسی خیال سے کریے اور ظاہر ہے کہ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا عشق ہوگا وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا تو حج کرنے میں دین کی مضبوطی کی خاصیت ثابت ہوگئی (ایسی ہی تقریر روزہ کے بیان میں گذر چکی ہے)

---

[١] سیاق ہذا الروح کسیاق روح الصوم سواء بسواء فانظر و تفرح ١٢

[٢] لقب بلقب خاص کما قبلہ لما قبلہ ١٢

اگلی حدیثوں سے اس کا پتہ چلتا ہے (۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت اللہ کے گرد پھرنا اور صفا مروہ کے درمیان پھیرے کرنا اور کنکریوں کا مارنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی یاد کے قائم کرنے کیلئے مقرر کیا گیا ہے (عین ابوداؤد باب الرمل) ف یعنی گو ظاہر والوں کو تعجب ہو سکتا ہے کہ اس گھومنے دوڑنے کنکریاں مارنے میں عقلی مصلحت کیا ہے مگر تم مصلحت مت ڈھونڈو یوں سمجھو کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اس کے کرنے سے اس کی یاد ہوتی ہے اور اس سے علاقہ بڑھتا ہے اور محبت کا امتحان ہوتا ہے کہ جو بات عقل میں بھی نہیں آئی حکم سمجھ کر اس کو بھی مان لیا پھر محبوب کے گھر کے بل بل قربان ہونا اس کے کوچہ میں دوڑ دوڑ کر پھرنا کھلم کھلا عاشقانہ حرکات ہیں (۴) زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ (اب طواف میں) شانے ہلاتے ہوئے دوڑنا اور شانوں کو چادر سے باہر نکال لینا کس وجہ سے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو (مکہ میں) قوت دیدی اور کفر والوں کو مٹا دیا اور یہ فعل شروع ہوا تھا ان ہی کو اپنی قوت دکھلانے کیلئے جیسا روایات میں آیا ہے) اور باوجود اسکے (کہ اب مصلحت نہیں رہی مگر) ہم اس فعل کو نہ چھوڑینگے جس کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں (آپ کے اتباع اور حکم سے) کرتے تھے۔ کیونکہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حجۃ الوداع میں عمل فرمایا جب کہ مکہ میں ایک بھی کافر نہ تھا (عین ابوداؤد باب الرمل) ف اگر حج میں عاشقی رنگ غالب نہ ہوتا تو جب عقلی ضرورت ختم ہو گئی تھی یہ فعل بھی موقوف کر دیا جاتا (۵) عابس بن ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کی طرف آئے اور اس کو بوسہ دیا اور فرمایا میں جانتا ہوں تو پتھر ہے نہ کسی کو نفع پہونچا سکتا ہے اور نہ نقصان اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتا کہ تجھ کو بوسہ دیتے تھے تو میں کبھی تجھ کو بوسہ نہ دیتا (عین ابوداؤد باب تقبیل الحجر) ف محبوب کے علاقہ کی چیز

کو چومنے کا سبب بجز عشق کے اور کونسی مصلحت ہو سکتی ہے اور حضرت عمرؓ نے اپنے اس قول سے یہ بات ظاہر کر دی کہ مسلمان حجر اسود کو معبود نہیں سمجھتے کیونکہ معبود تو وہی ہوتا ہے جو نفع و ضرر کا مالک ہو (۶) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کی طرف رُخ کیا پھر اس پر اپنے دونوں لب (مبارک) ایسی حالت میں رکھے کہ بڑی دیر تک روتے رہے پھر جو نگاہ پھیری تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت عمرؓ بھی رو رہے ہیں آپ نے فرمایا اے عمرؓ اس مقام پر آنسو بہائے جاتے ہیں (ابن ماجہ و ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی) ف محبوب کی نشانی کو پیار کرتے ہوئے رونا صرف عشق سے ہو سکتا ہے خوف وغیرہ سے نہیں ہو سکتا اور افعال عاشقانہ تو ارادہ سے بھی ہو سکتے ہیں مگر بدون جوش کے رونا نہیں سکتا پس حج کا تعلق عشق سے اس حدیث سے اور زیادہ ثابت ہوتا ہے (۷) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لانبی حدیث میں) فرمایا کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے (جس میں حاجی لوگ عرفات میں ہوتے ہیں) اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ان لوگوں پر فخر کیساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دور و دراز راستہ سے اس حالت میں آئے ہیں کہ پریشان بال ہیں اور غبار آلود بدن ہیں اور دھوپ میں چل رہے ہیں میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا (بیہقی و ابن خزیمہ) ف اس صورت کا عاشقانہ ہونا ظاہر ہے اور فخر کیساتھ اس کا ذکر فرمانا اس عاشقانہ صورت کے پیاری ہونے کو بتلا رہا ہے یہ چند حدیثیں حج میں عاشقی کی شان ہونیکی تائید میں بطور نمونہ کے لکھدی گئیں ورنہ حج کے سارے افعال کھلم کھلا اسی عاشقانہ رنگ کے ہیں یعنی مزدلفہ عرفات کے پہاڑوں میں پھرنا لبیک کہنے میں چیخنا پکارنا ننگے سر پھرنا اپنی زندگی کی موت کی شکل بنا لینا یعنی مُردوں کا سا لباس پہننا ناخن بال تک نہ اکھاڑنا جوں تک کو نہ مارنا جس سے دیوانوں کی سی صورت بھی ہو جاتی ہے سر منڈانا کسی جانور کا شکار نہ کرنا خاص حد کے اندر

درخت نہ کاٹنا گھاس تک نہ توڑنا جس ہیں کوچہ محبوبہا کا ادب بھی ہے یہ کام عاقلوں کے ہیں یا عاشقوں کے اور ان میں بعض افعال جو عورتوں کیلئے نہیں ہیں اس میں ایک خاص وجہ ہے یعنی پردہ کی مصلحت اور خانہ کعبہ کے گرد گھومنا اور صفا مروہ کے بیچ میں دوڑنا اور خاص نشانوں پر کنکر پتھر مارنا اور حجر اسود کو بوسہ دینا اور زار زار رونا اور خاک آلودہ دھوپ میں جلتے ہوئے عرفات میں حاضر ہونا ان کے عاشقانہ افعال ہونے کا ذکر اوپر حدیثوں میں آچکا ہے اور جس طرح حج میں عشق و محبت کا رنگ ہے اس کے ادا کا جس مقام سے تعلق ہے یعنی مکہ معظمہ مع اپنے تعلقات کے اس میں بھی محبت کی شان رکھی گئی ہے جس سے حج کا وہ رنگ اور تیز ہو جائے چنانچہ آیت میں ہے (۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب آباد کرتا ہوں آپ کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دیجئے (سورۂ ابراہیم مختصراً) ف اس دعا کا وہ اثر آنکھوں سے نظر آتا ہے جس کو ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے (۹) کوئی مومن ایسا نہیں جس کا دل کعبہ کی محبت میں پھنسا ہوا نہ ہو حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ اگر ابراہیم علیہ السلام یہ کہہ دیتے کہ لوگوں کے قلوب تو یہود و نصاریٰ کی وہاں بھیڑ ہو جاتی لیکن انھوں نے اہل ایمان کو خاص کر دیا کہ کچھ لوگوں کے قلوب کہدیا (عن در منثور) اور حدیث میں ہے چنانچہ (۱۰) حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت مکہ معظمہ کو خطاب کر کے فرمایا تو کیسا اچھا ستھرا شہر ہے اور میرا کیسا اچھا محبوب ہے اور اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے جدا نہ کرتی تو میں اور جگہ جا کر نہ رہتا (عین مشکوٰۃ از ترمذی) ف اور جب ہر مومن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو آپ کے محبوب شہر یعنی مکہ معظمہ سے بھی ضرور محبت ہوگی تو مکہ سے محبت دو پیغمبروں کی دعا کا اثر ہوا یہ تو حج کی اور مقام کی دینی فضیلت تھی جو کہ اصلی فضیلت ہے اور بعضی دنیوی منفعتیں بھی اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھی ہیں

کو حج میں ان کی نیت نہ ہونا چاہیئے مگر وہ خود حاصل ہو جاتی ہیں چنانچہ آگے دو آیتوں میں اس طرف اشارہ ہے (۱۱) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں (کی مصلحت) قائم رہنے کا سبب قرار دیا الخ (مائدہ)۔

ف مصلحت عام لفظ ہے سو کعبہ کی دینی مصلحتیں تو ظاہر ہیں اور دنیوی مصلحتیں بعضی یہ ہیں اس کا جائے امن ہونا وہاں ہر سال مجمع ہونا جسمیں مالی ترقی اور قومی اتحاد بہت سہولت سے میسر ہو سکتا ہے اور اس کے بقاء تک عالم کا باقی رہنا حتی کہ جب کفار اس کو منہدم کر دینگے قریب ہی قیامت آجاوے گی جیسا احادیث سے معلوم ہوتا ہے (بیان القرآن بحاصلہ) (۱۲) اللہ تعالیٰ نے (حج کیلئے لوگوں کے آنے کی حکمت میں یہ) ارشاد فرمایا تاکہ اپنے (دینی و دنیوی) فوائد کیلئے آموجود ہوں (مثلاً آخرت کے منافع یہ ہیں حج و ثواب رضاء حق اور دنیوی فوائد یہ ہیں قربانی کا گوشت کھانا اور تجارت و مثل ذلک چنانچہ (۱۳) ابن ابی حاتم نے اس کو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے (کذا فی الروح و بیان القرآن) اور حج کے رنگ کی ایک دوسری عبادت اور بھی ہے یعنی عمرہ جو کہ سنت موکدہ ہے جس کی حقیقت حج ہی کے بعضے عاشقانہ افعال ہیں اسی لئے اس کا لقب حج اصغر ہے چنانچہ (۱۴) عبد اللہ بن شداد اور مجاہد سے روایت ہے (عین در منثور عن ابن ابی شیبہ) مگر یہ حج کے زمانہ میں بھی ہوتا ہے جس سے دو عبادتیں ایک شان کی جمع ہو جاتی ہیں اور دوسرے زمانہ میں بھی ہوتا ہے یہاں تک کہ مضمون کا ایک سلسلہ تھا آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے (۱۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (جب حج یا عمرہ کرنا ہو تو اس) حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ کے (خوش کرنیکے) واسطے پورا پورا ادا کیا کرو (کہ افعال و شرائط بھی سب بجالاؤ اور نیت بھی خالص ثواب کی ہو) بیان القرآن) (۱۶) حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کوئی ظاہری مجبوری یا ظلم بادشاہ یا کوئی

معذور کر دینے والی بیماری حج سے روکنی والی نہ ہو۔ اور وہ پھر بے حج کئے مرجائے اس کو اختیار ہے خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر (عین مشکوۃ از دارمی) ف فرض حج نہ کرنیپر کتنی سخت دھمکی ہے (۷) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کا ارادہ کرے اسکو جلدی کرنا چاہیئے (عین مشکوۃ از ابوداؤد و ترمذی) (۱۸) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ میں اتصال کرلیا کرو (جبکہ زمانہ حج کا ہو) دونوں افلاس کو اور گناہوں کو دور کرتے ہیں جیسا بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کرتی ہے (بشرطیکہ کوئی دوسرا امر اس کے خلاف اثر کرنے والا نہ پایا جائے) اور جو حج احتیاط سے کیا جائے اس کا عوض بجز جنت کے کچھ نہیں۔ (عین مشکوۃ از ترمذی و نسائی) ف اس میں حج و عمرہ کا ایک دینی نفع مذکور ہے اور ایک دنیوی نفع اور گناہ سے مراد حقوق اللہ ہیں کیونکہ حقوق العباد شہادت سے بھی معاف نہیں ہوتے (لحدیث الا الدین کمافی المشکوۃ عن مسلم) (۱۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنیوالے اور عمرہ کرنیوالے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انکی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ اس سے مغفرت چاہتے ہیں وہ انکی مغفرت کرتا ہے (عین مشکوۃ از ابن ماجہ) (۲۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے یا جہاد کرنے چلا پھر وہ راستہ ہی میں (ان کاموں کے کرنے سے پہلے) مرگیا اللہ تعالیٰ اس کیلئے غازی اور حاجی اور عمرہ والے کا ثواب لکھے گا (عین مشکوۃ از بیہقی) اور حج کے متعلق ایک تیسرا عمل اور بھی ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کی زیارت جو اکثر علماء کے نزدیک مستحب ہے اور جسطرح حج میں عشق الٰہی کی شان تھی اس زیارت میں عشق نبوی کی شان ہے اور جب حج سے عشق الٰہی میں ترقی ہوئی اور زیارت سے عشق نبوی میں جسکے ضمن میں اللہ و رسول کا عشق ہوگا

لے وما ورد فی ضمان التبعات فمورثبوتہ کما تردد فی ثبوتہ صاحب الترغیب فحمل علی غیر السالیات کالاغتیاب ونحوہ واللہ اعلم ۱۲

وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا اس شانِ عشقی کا پتہ اس حدیث سے چلتا ہے (۲۱) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرکے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے وہ ایسا ہی ہے جیسے میری حیات میں میری زیارت کریگا (مشکوٰۃ از بیہقی) ف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں زیارتوں کو برابر فرمایا اور جب کسی بات کی تخصیص نہیں تو ہر اثر میں برابر ہونگی اور ظاہر ہے کہ آپ کی حیات میں آپکی زیارت ہوتی تو کسقدر آپکا عشق قلب میں پیدا ہوتا تو وفات کے بعد زیارت کرنیکا بھی وہی اثر ہوگا اور حدیث تو اس دعویٰ کی تائید کیلئے لکھدی اور نہ اس زیارت کا یہ اثر ترقی عشق نبوی صلعم کھلا آنکھوں سے نظر آتا ہے اور جسطرح حج کے مقام یعنی مکہ معظمہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے جسکا بیان اوپر ہوچکا اسیطرح اس زیارت کے مقام یعنی مدینہ منورہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے چنانچہ (۲۲) حضرت ابوہریرہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ انھوں نے (یعنی ابراہیم علیہ السلام نے) تجھ سے مکہ کیلئے دعا کی ہے اور میں تجھ سے مدینہ کیلئے دعا کرتا ہوں وہ بھی اور اتنی ہی اور بھی الخ (مشکوٰۃ از مسلم) ف ۲ میں گذرا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ کیلئے محبوبیت کی دعا فرمائی ہے تو مدینہ منورہ کیلئے دوگنی محبوبیت کی دعا ہوگی (۲۳) حضرت عائشہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مدینہ کو ہمارا محبوب بنادے جیسے ہم مکہ سے محبت کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ الخ (مشکوٰۃ از بخاری ومسلم) (۲۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو سواری کو تیز کردیتے مدینہ کی محبت کے سبب (مشکوٰۃ از بخاری) محبوب کا محبوب جب محبوب ہوتا ہے تو ضرور سب مسلمانوں کو مدینہ سے محبت ہوگی (۲۵) یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روئے زمین میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مجھکو اپنی قبر ہونا مدینہ سے زیادہ پسند ہو یہ بات تین بار فرمائی (مشکوٰۃ از مالک) اسمیں یہ بھی تقریر ہے جو اس سے پہلے حدیث میں تھی اور حج وزیارت کا محبت کا بڑھجانا اور خود حج وزیارت کی اور انکے مقاموں کی بھی محبت ہر ایمان والیکے دلمیں ہونا دلیل کا محتاج نہیں اور اس محبت کا جو اثر دین پر پڑتا ہے اُسکا بیان اوپر ہوچکا ہے پس اے مقدور والے مسلمانو اس دولت کو نہ چھوڑو) والروایات ماخوذۃ من کتب مختلفۃ مرح باسمائہا عند کل کتبہ اشرف علی

روح ہشتدہم[۱۸]

ملقب بہ لقب عیش الحیان

قربانی کرنا جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے، اس پر قربانی کرنا بھی واجب ہے، اور اس کا بیان کہ زکوٰۃ کس پر فرض ہوتی ہے روح چہاردہم کے اخیر حصہ کے پہلے مضمون میں گذر چکا ہے اور بعضے ایسے شخص پر بھی واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض نہیں اس کو کسی عالم سے زبانی پوچھ لے اور جس پر قربانی واجب نہ ہو اگر وہ بھی کرے یا اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے بھی کرے تو اس کو بھی بہت ثواب ملتا ہے اور اگر کسی مرے ہوئے کی طرف سے کرے تو اس مرے ہوئے کو بھی بہت ثواب ملتا ہے اب اُس کے متعلق آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں آیات (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر اُمت کے لئے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ ان مخصوص چوپایوں پر (یعنی گائے اونٹ بکری بھیڑ پر) اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا فرمائے تھے (اور یہ وہ

۱۸؎ لقب بلقب خاص کما قبلہ وما قبلہ لتقبیت الاضحیۃ بالحیان لاںکہا صورۃ واثبت لہا العیش لبقاء الاجر نفعیۃ صنعۃ التقابل وفی الاجزاء الاولی من ہذہ الالقاب لطیفۃ اتفاقیۃ وہی ان الباب کالمقدمۃ للبیت والبیت کالمقدمۃ للعیش وقعت الاجزاء بہذا الترتیب ووقوع اتفاقیہ فی الثلثۃ لطیفۃ اخری وہی الاحرف الممتازۃ عن الحاء والدال والراء فی الاجزاء الثانیۃ من القاب بترتیب خاص حیث جاء الاول فی الآخر والآخر فی الاول والاوسط وفی کل اثنین منہا فصل حرف واحد لطیفۃ ثالثۃ وہی الحرف الاول فی الجزء الآخر وبالعکس ناسب کون الجزء الآخر مقدما من حیث کونہ مقصودا وکون الجزء الاول موخرا من حیث کونہ مقدمۃ وہذہ لطیفۃ رابعۃ فصارت الالقاب ذات لطائف ۱۲

جانور ہیں جن کا ذکر دوسری آیت میں مع ان کے کھانے کے حلال ہونے کے اس طرح آیا ہے کہ (یہ) آٹھ نر و مادہ بھیڑ میں دو قسم یعنی نر و مادہ اور بھیڑ میں دنبہ بھی آگیا) اور بکری میں وہی دو قسم اور اونٹ میں بھی دو (قسم) اور گائے میں وہی دو قسم (اور گائے میں بھینس بھی آگئی) سورہ انعام) (پھر ارشاد ہے) اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے اللہ (کے دین) کی یادگار بنایا ہے (کہ ان کی قربانی سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور دین کی رفعت ظاہر ہوتی ہے اور اس حکمت کے علاوہ) ان جانوروں میں تمہارے (اور بھی فائدے ہیں (مثلاً دنیوی فائدہ کھانا اور کھلانا اور اخروی فائدہ ثواب) (پھر ارشاد ہے) اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ (اور اخلاص) پہنچتا ہے (پھر ارشاد ہے) اور اخلاص والوں کو خوشخبری سنا دیجئے (سورۂ حج) ف (۱) اس سے معلوم ہوا کہ قربانی پہلی امتوں پر بھی تھی ف (۲) اگرچہ بکری بھیڑ بھی قربانی کے جانور ہیں اور اس لئے وہ بھی دین کی یادگار ہیں مگر آیت میں خاص اونٹ اور گائے کا ذکر فرمانا اس لئے ہے کہ ان کی قربانی بھیڑ بکری کی قربانی سے افضل ہے اور اگر پوری گائے یا اونٹ نہ ہو بلکہ اس کا ساتواں حصہ قربانی میں لے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ ساتواں حصہ اور پوری بکری یا بھیڑ قیمت اور گوشت کی مقدار میں برابر ہوں تو جس کا گوشت عمدہ ہو وہی افضل ہے اور اگر قیمت اور گوشت میں برابر نہ ہوں تو جو زیادہ ہو وہ افضل ہے (شامی از تاتارخانیہ) ف (۳) قربانی میں اخلاص یہ ہے کہ خاص حق تعالیٰ کیلئے اور اس سے ثواب لینے کیلئے کرے (۲۰-۲) آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے (کوثر) ف یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا ہے جب آپ کو اس کی تاکید ہے تو ہم کو کیسے معاف ہوگی جیسے اس کے ساتھ کی چیز ہے یعنی نماز کو امت پر بھی فرض ہے۔ احادیث (۱) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے دن میں آدمی کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک

قربانی کر نیسے زیادہ پیارا نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کیدن مع اپنے سینگوں اور اپنے بالوں اور کھروں کے حاضر ہوگا (یعنی ان سب چیزوں کے بدلے ثواب ملیگا) اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک خاص درجہ میں پہنچ جاتا ہے سو تم لوگ جی خوش کر کے قربانی کرو (زیادہ داموں کے خرچ ہو جانے پر جی بُرا مت کیا کرو) (ابن ماجہ و ترمذی و حاکم) (۲) زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ قربانی کیا چیز ہے آپ نے فرمایا تمہارے (نسبی یا روحانی) باپ ابراہیمؑ کا طریقہ ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہمکو اسمیں کیا ملتا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہر بال کے بدلہ ایک نیکی انھوں نے عرض کیا کہ اگر اون والا جانور ہو آپ نے فرمایا کہ ہر اون کے بدلہ بھی ایک نیکی (حاکم) (۳) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہؓ اٹھو اور (ذبح کے وقت) اپنی قربانی کے پاس موجود رہو کیونکہ پہلا قطرہ جو قربانی کا زمین پر گرتا ہے اس کے ساتھ ہی تیرے لئے تمام گناہوں کی مغفرت ہو جائیگی (اور) یاد رکھو کہ (قیامت کیدن) قربانی کا خون اور گوشت لایا جائیگا اور تیری میزان (عمل) میں ستر حصے بڑھا کر رکھا جائے گا (اور ان سب کے بدلے نیکیاں دیجاوینگی) ابو سعیدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ (ثواب مذکور) کیا خاص آل محمدؐ کیلئے ہے کیونکہ وہ اس کے لائق بھی ہیں کہ کسی چیز کیساتھ خاص کئے جائیں یا آل محمد اور سب مسلمانوں کیلئے عام طور پر ہے آپ نے فرمایا کہ آل محمدؐ کیلئے (ایک طرح سے) خاص بھی ہے اور سب مسلمانوں کیلئے عام طور پر بھی ہے (اصبھانی) ف ایک طرح سے خاص ہونے کا مطلب ویسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسا قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کیلئے فرمایا ہے کہ نیک کام کا ثواب بھی اوروں سے دونا ہے اور گناہ کا عذاب بھی دونا ہے سو قرآن مجید سے آپ کی بیبیوں کیلئے اور اس حدیث سے آپ کی اولاد کے لئے بھی یہ قانون ثابت ہوتا ہے اور اس کی بنا ہر زیادہ بزرگی ہے (۴) حسین بن

علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس طرح قربانی کرے کہ اس کا دل خوش ہو (اور) اپنی قربانی میں ثواب کی نیت رکھتا ہو وہ قربانی اس شخص کیلئے دوزخ سے آڑ ہو جائیگی (طبرانی کبیر) (۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قربانی کرنیکی گنجائش رکھے اور قربانی نہ کرے سو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آوے (حاکم) ف اس سے کسی قدر ناراضی ٹپکتی ہے کیا کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی کی سہار کر سکتا ہے اور یہ ناراضی اُسی سے ہے جسکے ذمہ قربانی واجب ہو اور جس کو گنجائش نہ ہو اس کیلئے نہیں یہ حدیثیں ترغیب میں ہیں (۱۰) حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں اپنی بیبیوں کی طرف سے ایک گائے قربانی کی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے بقرعید کے دن حضرت عائشہؓ کی طرف سے گائے قربانی کی (مسلم) ف یہ ضرور نہیں کہ ایک گائے سب بیبیوں کی طرف سے کی ہو بلکہ ممکن ہے کہ سات کے اندر اندر کی ہو اور اونٹ بکری کثرت سے ہوتے ہوئے گائے کی قربانی فرمانا اگر اتفاقی طور پر نہ سمجھی جاوے تو ممکن ہے کہ یہود جو بچھڑے کو پوجا کرتے تھے اس شرک کے مٹانے کیلئے آپ نے اس کا اہتمام فرمایا ہو اور بعض روایتوں میں جو گائے کے گوشت کا مرض (یعنی مضر) ہونا آیا ہے وہ شرعی حکم نہیں ہے بطور پرہیز کے ہے جیسا کہ روح دہم نمبر ۹ میں حضرت علیؓ کو کھجور کھانے سے ممانعت فرمانے کا مضمون گذر چکا ہے چنانچہ حلیمی نے کہا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حجاز خشک ملک ہے اور گائے کا گوشت بھی خشک ہے (مقاصد حسنہ فی علیکم۔ وفی الحوم البقر) اور مقاصد والے نے کہا ہے کہ گویا یہ حجاز والوں کیساتھ مخصوص ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ معنی پسند کئے گئے ہیں یعنی سب علماء نے اس کو پسند کیا ہے (۱۱) حنش سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ دو دنبے قربانی کئے اور فرمایا ان میں ایک میری طرف سے ہے اور دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے میں نے ان سے (اس کے متعلق

گفتگو کی اُنھوں نے فرمایا کہ حضورؐ نے مجھ کو اس کا حکم دیا ہے میں اس کو کبھی نہ چھوڑونگا (ابو داؤد و ترمذی) ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر بڑا حق ہے اگر ہم ہر سال حضور کی طرف سے بھی ایک حصہ کر دیا کریں تو کوئی بڑی بات نہیں (۱۲) ابو طلحہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دنبہ کی اپنی طرف سے قربانی فرمائی اور دوسرے دنبہ کے ذبح میں فرمایا کہ یہ (قربانی) اس کی طرف سے ہے جو میری امت میں سے مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی (موصلی و کبیر و اوسط) یہ حدیثیں جمع الفوائد میں ہیں) ف۱ مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو ثواب میں شامل کرنا تھا نہ یہ کہ قربانی سب کی طرف سے ایسی طرح ہو گئی کہ اب کسی کے ذمہ قربانی نہیں رہی ف۲ غور کرنے کی بات ہے کہ جب حضورؐ نے قربانی میں امت کو یاد رکھا تو افسوس ہے کہ امتی حضور کو یاد نہ رکھیں اور ایک حصہ بھی آپ کی طرف سے نہ کر دیا کریں (۱۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قربانیوں کو خوب قوی کیا کرو (یعنی کھلا پلا کر) کیونکہ وہ پُل صراط پر تمہاری سواریاں ہونگی (کنز العمال فی عن ابی ہریرۃ) ف عالموں نے سواریاں ہونے کے دو مطلب بیان کئے ہیں ایک یہ کہ قربانی کے جانور خود سواریاں ہو جاوینگی اور اگر کئی جانور قربانی کئے ہوں یا تو سب کے بدلے میں ایک بہت اچھی سواری ملجاویگی اور یا ایک ایک منزل میں ایک ایک جانور پر سواری کرینگے دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ قربانیوں کی برکت سے پُل صراط پر چلنا ایسا آسان ہو جائیگا جیسے گویا خود ان پر سوار ہو کر پار ہو گئے اور کنز العمال میں ایک حدیث اس مضمون کی یہ ہے کہ سب سے افضل قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہو اور خوب موٹی ہو (حم ک عن رجل) اور ایک حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیاری قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہو اور خوب موٹی ہو

ع۵ مجمع البحار مادۃ فرہ ۱۲

(ہق عن رجل) والضعف غیر مضر فی الفضائل لا سیما بعد انجبارہ بتجدد الطرق

قربانی سے روکنے کا مسئلہ بعضے ظالم لوگ قربانی کرنے پر خاص کر گائے کی قربانی پر مسلمانوں سے لڑائی جھگڑا کرتے ہیں اور کبھی عین قربانی کے وقت مسلمانوں پر چڑھ آتے ہیں اور قربانی جو کہ ان کا حق جائز بلکہ واجب ہے اس کے چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں جو سراسر ان کی زیادتی ہے اور چونکہ اوپر آیتوں اور حدیثوں میں خاص گائے کا حلال ہونا اور اس کی قربانی کی فضیلت اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا گائے کی قربانی فرمانا بھی مذکور ہے اس لئے مسلمان اس مذہبی دست اندازی کو گوارا نہیں کرتے اور اپنی جان دیدیتے ہیں جس وہ بالکل بے قصور ہیں سو اس کے متعلق مسئلہ سمجھ لینا چاہئے کہ جس طرح ایسی مضبوطی[۵] کرنا جائز ہے اگر کہیں ایسی مضبوطی کرنا خلاف مصلحت ہو تو شرع سے دوسری بات بھی جائز ہے وہ یہ کہ اُس وقت صبر کریں اور

---

۵ وعہ ودلیلہ مافی کتاب الاکراہ من الدر المختار فان اکرہ علی اکل میتۃ لئے قولہ حل الفعل فان صبر اثم الا اذا اراد مغایظۃ الکفار فلا باس وکذا لو لم یعلم الاباحۃ بالاکراہ وقنیۃ وان اکرہ علی الکفر ای قولہ یوجر لو صبر ومثلہ سائر حقوقہ تعالی کافساد صوم وصلوٰۃ وکل ماثبت فرضیۃ بالکتاب اھ قلت وسائر الشعار عامۃ اصلہ کانت او خاصۃ لعارض ملحقۃ بالصوم والصلوٰۃ فافہم ۱۲

۵ عہ وجعلہ من باب القتال حیث یفرض عینا اذا ہجم العدو لا من باب الاکراہ ۱۲

قربانی نہ کریں اور فوراً حکام کو اطلاع کر کے ان سے مدد لیں اگر قربانی کی مدت یعنی بارہ تاریخ تک اس کا کافی انتظام کر دیا جائے قربانی کر لیں اور اگر اس کے بعد انتظام ہو تو اگلے سال سے قربانی کریں اور اس سال قربانی کے حصّہ کی قیمت محتاجوں کو دیدیں اور اگر پہلے سے معلوم ہو جائے کہ جھگڑا ہوگا تو اس وقت وہ طریقہ اختیار کریں جو روح دہم میں لکھا گیا ہے اس کا یہ مضمون ہے کہ اگر کسی مخالف کی طرف سے کوئی شورش ظاہر ہو تو حکام کے ذریعہ سے اس کی مدافعت کرو خواہ وہ خود انتظام کر دیں خواہ تم کو انتقام کی اجازت دیدیں اور اگر خود حکام ہی کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آوے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کر دو اگر پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو اور عمل سے یا زبان سے یا قلم سے مقابلہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمہاری مصیبت دور ہو اھ اور اگر کہیں ظالم لوگ چھوڑ دینے پر نہ مانیں اور جان ہی لینے پر آمادہ ہوں تو مسلمانوں کو مقابلہ پر مضبوط ہو جانا ہر حال میں فرض ہے[1] گو کمزور ہی ہوں خلاصہ یہ کہ حتے الامکان فتنہ و فساد کو امن کے ساتھ دفع کریں اور جو کوئی اس پر بھی سر ہی ہو جائے تو پھر مرتا کیا نہ کرتا بقول سعدی ؎

چوں دست از ہمہ حیلتے در گسست + حلال است بردن بشمشیر دست
اگر صلح خواہد عدو سر مپیچ + دگر جنگ جوید عناں بر مپیچ

کتبہ اشرف علی

[1] وجہ من باب القتال حیث یفرض عینا اذا ہجم العدو لا من باب الاکراہ ۱۲

روح نوزدہم ۱۹

آمدنی اور خرچ کا انتظام رکھنا یعنی مال کمانے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو اور اس کے خرچ کرنے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو (۱) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کسی آدمی کے قدم (حساب کے موقع سے) نہیں ہٹیں گے جبتک اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو چکے گا اور (اُن پانچ میں دو یہ بھی ہیں کہ) اس کے مال کے متعلق بھی (سوال ہوگا) کہ کہاں سے کمایا (یعنی حلال سے یا حرام سے) اور کاہے میں خرچ کیا الخ (ترمذی) ف تفصیل اس کی یہ ہے کہ کمانے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نہ کرے جیسے سود لینا اور رشوت لینا اور کسی کا حق دبا لینا جیسے کسی کی زمین چھین لینا یا موروثی کا دعویٰ کرنا یا کسی کا قرض مار لینا یا کسی کا حصہ کا نہ دینا جیسے بعضے آدمی لڑکیوں کو نہیں دیتے یا اس کے کمانے میں اتنا کھپ جانا کہ پروا نہ رہے یا آخرت کو بھول جاوے یا زکوٰۃ و حج ادا نہ کرے یا دین کی باتیں سیکھنا عالموں کے پاس آنا جانا چھوڑ دے اور اسی طرح خرچ کرنے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نہ کرے جیسے گناہوں کے کام میں خرچ کرنا یا شادی غمی کی رسموں میں یا نام کے لئے خرچ کرنا یا محض نفس کے خوش کرنے کو ضرورت سے زیادہ کھانے کپڑے یا مکان کی تعمیر یا سجاوٹ یا سواری شکاری یا بچوں کے کھیل کھلونوں میں خرچ کرنا سو ان سب احتیاطوں کے ساتھ اگر مال کماوے یا جمع کرے کچھ ڈر نہیں بلکہ بعضی صورتوں میں ایسا کرنا بہتر بلکہ ضروری ہے جیسے بیوی بچوں کا ساتھ ہے اور ان کے کھانے پینے یا ان کو دین سکھلانے میں روپیہ کی حاجت

ہے یا دین کی حفاظت میں روپیہ کی ضرورت ہے جیسے علم دین کے مدرسے میں یا مسلمانوں ؑ
کی خدمت یا اسلام کی تبلیغ کی انجمنیں ہیں یا اسلامی یتیم خانے ہیں یا مسجدیں ہیں خاص کر جب
دشمنانِ دین ان چیزوں کے مٹانے کیلئے روپیہ خرچ کرتے ہوں اور حالات ایسے ہوں کہ روپیہ
کا مقابلہ روپیہ ہی سے ہو سکتا ہو جیسا اللہ تعالیٰ نے ایسے موقع کیلئے پلے ہوئے گھوڑوں سے
سامان درست رکھنے کا حکم فرمایا ہے (سورۃ توبہ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی
ہی گھوڑوں کے رکھنے میں خاص درجہ کے ثواب کا اور ان گھوڑوں کی ہر حالت پر بہت بہت
نیکیوں کا وعدہ فرمایا ہے (مسلم) پس ایسی حالتوں میں دنیا اور دین کی موجودہ اور آئندہ حاجتوں
کی کفایت کی قدر روپیہ حاصل کرنا عبادت ہوگا اگلی حدیثوں میں اسی کا ذکر ہے (۲) حضرت
عبد اللہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش کرنا فرض
ہے بعد فرض (عبادت) کے (بیہقی) (۳) ابو کبشہ انماری سے (روایت ہے لانبی حدیث میں)
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا چار شخصوں کی ہے (ان میں سے)
ایک وہ بندہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو مال بھی دیا اور دین کی واقفیت بھی دی سو وہ اس
میں اپنے رب سے ڈرتا ہے اور اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور اس میں اللہ تعالےٰ
کیلئے اس کے حقوق پر عمل کرتا ہے یہ شخص سب سے افضل درجہ میں ہے الخ (ترمذی) (۴) حضرت
ابو سعید خدری رضی سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ یہ مال خوشنما خوش مزہ چیز ہے جو شخص اس کو حق کیساتھ یعنی شرع کے موافق حاصل کرے

ف۱ دل علی ہذا التعلیم قولہ تعالیٰ وآخرین من دونہم لا تعلمونہم (توبہ) ف۲ مثلاً کوئی کافر زمیندار
کسی مسلمان رعایا کو تنگ کرے اگر مسلمان کے پاس زمین ہو وہ اس کو پناہ دے سکتا ہے ۱۲

ف۳ اشار الی تاخر المقصود بالغیر عن المقصود بالذات ۱۲

اور حق میں (یعنی جائز موقع میں) خرچ کرے تو وہ اچھی مدد دینے والی چیز ہے الخ (بخاری و مسلم) (۳۵) عمرو بن العاص رضؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا مال اچھے آدمی کیلئے اچھی چیز ہے (احمد) (۳۶) مقدام بن معدیکرب رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں صرف اشرفی اور روپیہ ہی کام دیگا (۳۷) حضرت سفیان ثوریؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ مال پہلے زمانہ میں (یعنی صحابہ کے وقت میں) ناپسند کیا جاتا تھا کیونکہ قلب میں دین میں قوت ہوتی تھی اس لئے مال سے قوت حاصل کرنیکی ضرورت نہ تھی اور اس کی خرابیوں پر نظر کر کے اس سے دور رہنا پسند کرتے تھے) لیکن اس زمانہ میں وہ مال مومن کی ڈھال ہے (یعنی اس کو بددینی سے بچاتا ہے کیونکہ قلب میں وہ قوت نہیں پس مال کے نہ ہونے سے پریشان ہوجاتا ہے اور پریشانی میں دین کو برباد کرلیتا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ اگر ہمارے پاس یہ اشرفیاں نہ ہوتیں تو یہ بڑے لوگ ہماری صافی بنالیتے (یعنی ذلیل وخوار سمجھتے اور قلب سے جس دفعہ دین کا بھی نقصان ہوجاتا ہے اب مال کے سبب ہماری عزت کرتے ہیں اور عزت کے سبب ہمارا دین محفوظ رہتا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کے ہاتھ میں کچھ روپیہ پیسہ ہو اس کی درستی کرتا رہے (یعنی اس کو بڑھاتا رہے یا کم از کم اس کو برباد نہ کرے) کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی (اس میں) محتاج ہوجاتا ہے تو سب سے پہلے اپنے دین ہی پر ہاتھ صاف کرتا ہے (جیسا ڈھال ہونے کے مطلب میں ابھی گذرا ہے) اور یہ بھی فرمایا کہ حلال مال فضول خرچی کی برداشت نہیں کرسکتا (یعنی اکثر وہ اتنا ہوتا ہی نہیں کہ اس کو بے موقع اڑایا جاوے اور وہ پھر بھی ختم نہ ہو اس لئے اس کو سنبھال سنبھال کر ضرورت میں خرچ کرے تاکہ جلدی ختم ہونے سے پریشانی نہ ہو (شرح سنہ) آگے حلال مال حاصل کرنیکے ذریعوں کی فضیلت کا ذکر ہے (۳۸) ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنے والا امانت والا تاجر (قیامت میں) پیغمبروں اور ولیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا (ترمذی و دارمی و دار قطنی) ف اس میں حلال تجارت کی فضیلت ہے (۹) مقدام بن معدیکرب رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص نے کوئی کھانا اس سے اچھا نہیں کھایا کہ اپنی دستکاری سے کھائے اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے (بخاری) اور وہ دستکاری زرہ بنانا ہے جیسا قرآن مجید میں آیا ہے اور اس سے حلال دستکاری کی فضیلت معلوم ہوئی البتہ حرام دستکاری گناہ کی چیز ہے جیسے جاندار کا فوٹو لینا یا تصویر بنانا یا باجے بجانا (۱۰) ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں صحابہ نے عرض کیا اور آپ نے بھی چرائی ہیں آپ نے فرمایا ہاں میں اہل مکہ کی بکریاں کچھ قیراطوں پر چرایا کرتا تھا (بخاری) ف قیراط دینار کا چوبیسواں حصہ ہوتا ہے اور دینار ہمارے سکہ سے قریب پونے تین روپے کے ہوتا ہے تو قیراط دو پائی کم دو آنہ کا ہوا۔ غالباً ہر بکری کی چرائی اتنی ٹھہر جاتی ہوگی اور اس سے ایسی مزدوری کی فضیلت معلوم ہوئی جس میں کئی شخصوں کا کام کیا جائے (۱۱) عتبہ بن الندر رضؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کو آٹھ یا دس برس کے لئے نوکر رکھدیا تھا شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرانے پر (احمد و ابن ماجہ) ف یہ قصہ قرآن مجید میں بھی ہے اس سے ایسی نوکری کی فضیلت معلوم ہوئی جس میں ایک ہی شخص کا کام کیا جاوے (۱۲) ثابت بن الضحاک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے (زمین کو) کرایہ پر دینے کی اجازت دی ہے اور فرمایا ہے کہ اس کا کچھ حرج نہیں (مسلم) ف اس سے جائز کرایہ کی آمدنی کی اجازت معلوم ہوئی (۱۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں کہ کوئی درخت لگاوے یا کچھ کھیتی کرے پھر اس سے کوئی آدمی یا کوئی پرندہ یا کوئی مواشی کھاوے مگر اس شخص کے لئے وہ (بجائے) خیرات ہوتا ہے (یعنی آخرت کا ثواب ملتا ہے) (بخاری و مسلم) ف اس سے کھیتی کرنے کی اور اسی طرح درخت یا باغ لگانے کی کیسی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو یہ بھی آمدنی کا ایک پسندیدہ ذریعہ ہوا (۱۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مانگنے آیا آپ نے اس کے گھر سے ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ پانی پینے کا منگا کر اور اس کو نیلام کر کے اس کی قیمت میں سے کچھ اناج اور ایک کلہاڑی خرید کر اس کو دے کر فرمایا کہ جاؤ اور لکڑیاں کاٹ کر بیچو پھر فرمایا یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ مانگنے کا کام (قیامت کے دن) تمہارے چہرہ پر (ذلت کا) ایک داغ ہو کر ظاہر ہو (ابوداؤد و ابن ماجہ) ف اس سے ثابت ہوا کہ حلال پیشہ کیسا ہی گھٹیا ہو اگرچہ گھاس ہی کھودنا ہو مانگنے سے اچھا ہے اگرچہ شان ہی بنا کر مانگا جائے جیسے بہت لوگوں نے چندہ مانگنے کا پیشہ کر لیا ہے جس سے اپنی ذلت اور دوسرے پر گرانی ہوتی ہے البتہ اگر دینی کام کے لئے عام خطاب سے چندہ کی ضرورت ظاہر کی جائے تو مضائقہ نہیں (۱۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (حلال) پیشہ کرنے والے مومن سے محبت کرتا ہے (عین ترغیب از طبرانی و بیہقی) ف اس میں ہر حلال پیشہ آگیا کسی حلال پیشہ کو ذلیل نہ سمجھنا

عـــہ بشرطیکہ دین کی ذلت نہ ہو جیسے مسلمان کسی کافر کی بہت ذلیل خدمت کرے ۱۲

چاہیئے آگے اسکا ذکر ہے کہ اپنی تسلی کیلئے حلال مال کا ذخیرہ رکھنا بھی مصلحت ہی (۱۶) حضرت عمرؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہی کہ (یہود) بنی نضیر کے اموال (مراد زمینیں ہیں جو بذریعہ فتح مسلمانوں کے قبضہ میں آئی تھیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (خرچ کی) لئے مخصوص تھے آپ اسمیں سے اپنی بیبیوں کا خرچ ایک سال کا دیدیتے تھے (اور جو بچتا اسکو ہتھیار اور گھوڑوں (یعنی جہاد کے سامان) میں لگاتے (بخاری) (۱۷) کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری توبہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولونگا اور اپنے کل مال کو اللہ و رسول کی نذر کرکے اس سے دست بردار ہو جاؤنگا آپ نے فرمایا کچھ مال تھام لینا چاہیئے یہ تمہارے لئے بہتر (اور مصلحت) ہی (وہ مصلحت یہی ہی کہ گذر کا سامان اپنے پاس ہونیسے پریشانی نہیں ہونے پاتی) میں نے عرض کیا تو میں اپنا حصہ تھامے لیتا ہوں جو خیبر میں مجھکو ملا ہے (ترمذی) ف پہلی حدیث سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بقدر ضرورت ذخیرہ رکھنا اور دوسری حدیث سے حضور کا اسکے لئے مشورہ دینا ثابت ہوتا ہے (۱۸) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں ایسے شخص سے نفرت رکھتا ہوں جو محض بیکار رہو نہ کسی دنیا کے کام میں ہو اور نہ آخرت کے کام میں ہو (مقاصد حسنہ از سعید بن منصور و احمد و ابن مبارک و بیہقی و ابن ابی شیبہ) ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے متعلق کوئی دینی کام نہ ہو اسکو چاہیئے کہ معاش کے کسی جائز کام میں لگے بیکار عمر نہ گذارے باقی دینی کام کرنیوالوں کا ذمہ دار خود خدا تعالیٰ ہی وہ معاش کی فکر نہ کریں یہانتک آمدنی کا ذکر تھا آگے خرچ کا ذکر ہی (۱۹) حضرت مغیرہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مال کے ضائع کرنیکو ناپسند فرمایا ہی (بخاری و مسلم) ف ضائع کرنیکا مطلب بے موقع خرچ کرنا ہی جسکی کچھ تفصیل حدیث (۲) کے ذیل میں مذکور ہی (۲۰) انسؓ و ابو امامہؓ و ابن عباسؓ و علیؓ سے (مجموعاً مرفوعاً) روایت ہی کہ بیچ کی چال چلنا (یعنی نہ کنجوسی کرے اور نہ فضول اڑاوے بلکہ سوچ سمجھکر اور سنبھالکر ہاتھ روک کر کفایت شعاری

(اور انتظام و اعتدال کیساتھ ضرور رکھے تو تھوڑا نہیں صرف کریں تو اس طرح خرچ کرنا) آدھی کمائی ہے جو شخص خرچ کرنے میں اسطرح (بیچ کی چال چلے گا وہ محتاج نہیں ہوتا اور فضول اُڑانے میں زیادہ مال بھی نہیں رہتا (یعنی مقاصد از عسکری و دیلمی وغیرہا) ف اس میں خرچ کے انتظام کا گُر بتلا دیا گیا اور دیکھا بھی جاتا ہے کہ زیادہ تر پریشانی و بربادی کا سبب یہی ہے کہ خرچ کا انتظام نہیں رکھا جاتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو ہاتھ میں ہے وہ ختم ہو جاتا ہے پھر قرض لینا شروع کر دیتے ہیں جس کے بُرے نتیجے بیشمار دنیا میں بھی جو کہ دیکھے جاتے ہیں اور آخرت میں بھی جیسا کہ (۲۱) عبداللہ بن حجش رضی سے ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے بارہ میں فرمایا (یعنی جو کسی کا مالی حق کسی کے ذمہ آتا ہو) قسم اُس ذات کی کہ میری جان اُس کے قبضہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شہید ہو جاوے پھر زندہ ہو کر (دوبارہ) شہید ہو جاوے پھر زندہ ہو کر (سہ بارہ) شہید ہو جاوے اور اُسکے ذمہ کسی کا دین آتا ہو وہ جنت میں نہ جاویگا جبتک اس کا دین ادا نہ کیا جاوے گا (یعنی ترغیب از نسائی و طبرانی و حاکم مع لفظ و تصحیح حاکم) ف البتہ جو دین کسی ایسی ضرورت سے لیا کہ شرع کے نزدیک بھی وہ ضرورت ہو اور اسکی ادا کرنیکی دھن میں لگا رہا اسکی اجازت ہے (از احادیث فی الترہیب من الدین من الترغیب) ان سب حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ مال کا آمد اور خرچ اگر شرع کیموافق ہو تو وہ خدا تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، اس میں کوئی بُرائی نہیں اور جہاں بُرائی آتی ہے وہ اس صورت میں آتی ہے جب اسکا آمد خرچ شرع کیخلاف ہو جیسے حدیثوں میں نکاح کرنیکی اور نسل بڑھانیکی تاکید بھی آئی ہے (کما فی الفرح الآتی) پھر بی بی اور اولاد کو دشمن بھی فرمایا ہے (تغابن) یعنی جب آخرت سے روکیں (جلالین) یہی حالت مال کی ہے اسی لئے فتنہ ہونا بھی مال اور اولاد دونوں کا ساتھ ہی ذکر فرمایا (تغابن) یعنی جب آخرت سے غافل کریں (جلالین) پس ان سب کی ایک حالت ہوئی سو خدا تعالیٰ کی نعمتیں خوب برتو مگر غلام بنکر نہ کہ باغی بنکر یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی ہیں اور بعضی حدیثیں جو دوسری کتابوں سے لی ہیں انکے نام کے ساتھ لفظ یعنی بڑھا دیا۔ کتبہ اشرف علی

روح بستم ۲۰

نکاح کرنا اور نسل بڑھانا یعنی جس مرد یا جس عورت کو کوئی عذر نکاح سے رہ جانے والا نہ ہو اس کے لئے کبھی مصلحت کے درجہ میں اور کبھی ضرورت کے درجہ میں اصلی حکم یہی ہے کہ نکاح کرلے چنانچہ (ملے) ابن ابی نجیح سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محتاج ہے محتاج ہے وہ مرد جس کی بی بی نہ ہو لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بہت مال والا ہو (تب بھی وہ محتاج ہے) آپ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ بہت مال والا ہو (پھر فرمایا) محتاج ہے محتاج ہے وہ عورت جس کے خاوند نہ ہو لوگوں نے عرض کیا اگرچہ وہ بہت مالدار ہو (تب بھی وہ محتاج ہے) آپ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ بہت مال والی ہو (رزین) ف کیونکہ مال کا جو مقصود ہے یعنی راحت اور بیفکری نہ اس مرد کو نصیب ہے جس کی بی بی نہ ہو اور نہ اس عورت کو نصیب ہے جس کے خاوند نہ ہو چنانچہ دیکھا بھی جاتا ہے اور نکاح میں بڑے بڑے فائدے ہیں دین کے بھی اور دنیا کے بھی چنانچہ (ملے) عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جوانوں کی جماعت جو شخص تم میں گرہستی کا بوجھ اٹھانے کی ہمت رکھتا ہو (یعنی بی بی کے حقوق ادا کر سکتا ہو) اس کو نکاح کرلینا چاہئے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچی رکھنے والا ہے اور شرمگاہ کو بچانیوالا ہے (یعنی حرام نگاہ سے اور حرام فعل سے آسانی کے ساتھ بچ سکتا ہے) سنہ الا مالک) ف اس کا دینی فائدہ ہونا ظاہر ہے اور دنیوی فائدہ ایک تو ملے میں مذکور ہو چکا ہے اور کچھ آگے مذکور ہوتے ہیں (ملے) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے نکاح کرو وہ تمہارے لئے مال لاوینگی (بزاز)

ف یہ بات اس وقت ہے جب میاں بی بی دونوں سمجھدار اور ایک دوسرے کے خیرخواہ ہوں سو ایسی حالت میں مرد تو یہ سمجھ کر کہ میرے ذمہ خرچ بڑھ گیا ہے کمانے میں زیادہ کوشش کرے گا اور عورت گھر کا ایسا انتظام کریگی جو مرد نہیں کر سکتا اور اس حالت میں راحت اور بےفکری لازم ہے اور مال کا یہی فائدہ ہے یہ مطلب ہوا مال لانیکا (مـ۴) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کونسی عورت سب سے اچھی ہے آپنے فرمایا جو ایسی ہو کہ جب شوہر اسکو دیکھے (دل) خوش ہو جاوے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو اسکو بجالاوے اور اپنی ذات مال کے بارہ میں کوئی ناگوار بات کرکے اسکے خلاف نہ کرے (نسائی) ف خوشی اور فرمانبرداری اور موافقت کتنے بڑے فائدے ہیں (مـ۵) حضرت علیؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے ہاتھ اور سینہ میں چکی پیسنے سے اور پانی ڈھونے سے نشان پڑ گئے اور جھاڑو کی گرد اور چولھے کے دھوئیں سے کپڑے میلے ہوگئے کہیں سے کچھ لونڈیاں آئی تھیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لونڈی مانگی آپنے فرمایا اے فاطمہؓ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے پروردگار کا فرض ادا کرتی رہو اور اپنے گھر والوں کا کام کرتی رہو (بخاری وسلم وابوداؤد وترمذی) ف حضرت فاطمہؓ سے بڑی کون ہوگی جو گھر کا کام نہ کرے تو گھر کا انتظام رہنا کتنا بڑا فائدہ ہے (مـ۶) معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی ہو اور بچے جننے والی ہو (اگر وہ بیوہ ہے تو پہلے نکاح سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اگر کنواری ہے تو اس کی تندرستی سے اور اسکے خاندان کی نکاح کی ہوئی عورتوں سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے) کیونکہ میں تمہاری کثرت سے اور امتوں پر فخر کروں گا (کہ میری امت اتنی زیادہ ہے) ابوداؤد ونسائی) ف اولاد کا ہونا بھی کتنا بڑا فائدہ ہے زندگی میں بھی کہ وہ سب سے بڑھ کر اپنی خدمت گذار و مددگار اور فرمانبردار

اور خیر خواہ ہوتے ہیں (دکھا ہو مشاہد فی الاکثر) اور مرنے کے بعد اس کیلئے دعا بھی کرتے ہیں (بین مشکوۃ باب العلم از مسلم) اور اگر آگے نیک نسل چلی تو اس کے دینی راستہ پر چلنے والے مدتوں تک رہتے ہیں (رج دوم) اور قیامت میں بھی اس طرح کہ جو بچپن میں مر گئے وہ اس کو بخشوائینگے (کتاب الجنائز) اور جو بالغ ہوکر نیک ہوئے وہ بھی سفارش کرینگے (رج سوم ملا وث) اور سب سے بڑی بات یہ کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھتی ہے جس سے دنیا میں بھی قوت بڑھتی ہے اور قیامت میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو کر فخر فرمائینگے سو نکاح نہ کرنا اتنے فائدوں کو برباد کرنا ہے اور اگر کسی ملک میں شرع کے موافق باندی مل سکے ان فائدوں کے حاصل کرنے میں وہ بھی بجائے بی بی کے ہے پس بدون معقول عذر کے حلال عورت سے خالی رہنے کی برائی آئی ہے چنانچہ (ملا) ابوذرؓ سے روایت ہے کہ عکاف بن بشر تمیمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آپنے ان سے فرمایا اے عکاف کیا تمہاری بی بی ہے عرض کیا نہیں آپنے فرمایا اور باندی بھی نہیں عرض کیا باندی بھی نہیں آپنے فرمایا اور خیر سے تم مالدار بھی ہو وہ بولے خیر سے میں مالدار بھی ہوں آپنے فرمایا پھر تو تم اس حالت میں شیطان کے بھائی بھی ہو اگر تم نصاری میں سے ہوتے تو ان کے راہبوں میں سے ہوتے ہمارا (یعنی اہل اسلام کا) طریقہ نکاح کرنا ہے (یا شرعی باندی رکھنا) تم میں سب سے بدتر مجرد لوگ ہیں شیطان کے پاس کوئی ہتھیار جو نیک لوگوں میں پورا اثر کرنے والا ہو عورتوں سے بڑھ کر نہیں مگر جو لوگ نکاح کئے ہوئے ہیں وہ گندی باتوں سے پاک صاف ہیں (احمد مختصرا) ف یہ اس حالت میں ہے جب نفس میں عورت کا تقاضا ہو سو جب حلال نہ ہوگی حرام کا ڈر ظاہر ہے اور یہ سب فائدے دین و دنیا کے جو ذکر کئے گئے پورے طور سے اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب میاں بی بی میں محبت ہو اور محبت اس وقت ہوتی ہے جب ایکدوسرے کے حقوق ادا کرتے رہیں پھر ان حقوق کا حکم بھی ہے اس لئے کچھ بڑے بڑے حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے باقی حقوق اس سے سمجھ میں آجاوینگے بی بی کے حقوق یہ ہیں (مٹ) ابوموسی اشعریؓ

سے (ایک لانبی حدیث ہیں) روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اس شخص کی فضیلت فرمائی جس کے پاس کوئی باندی تھی اس نے اسکو (دینی) ادب اور علم اچھی طرح سکھلایا الخ (عبن مشکوٰۃ از بخاری و مسلم) ف ظاہر ہے کہ بی بی کا حق باندی سے زیادہ ہی ہے تو اس کو علم دین سکھلانیکی کیسی کچھ فضیلت ہو گی اور روح دوم ۴۲ میں اسکا حکم قرآن سے مذکور ہوا ہے (۹) ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے حق میں (تم کو) اچھے برتاؤ کی نصیحت (کرتا ہوں تم اُس کو) قبول کرو کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے سو اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اُس کا توڑنا طلاق دیدینا ہے اور اگر اس کو اس کے حال پر رہنے دو گے تو وہ ٹیڑھی رہیگی اس لئے ان کے حق میں اچھے برتاؤ کی نصیحت قبول کرو (بخاری و مسلم و ترمذی) ف سیدھا کرنیکا یہ مطلب کہ ان سے کوئی بات بھی تمہاری طبیعت کے خلاف نہو سو اس کوشش میں کامیابی نہ ہو گی انجام کار طلاق کی نوبت آویگی اسلئے معمولی باتوں میں درگذر کرنا چاہیے نیز زیادہ سختی یا بے پروائی کرنے سے کبھی عورت کے دل میں شیطان خلاف باتیں پیدا کر دیتا ہے اس کا سب سے زیادہ خیال رکھنا چاہیے (۹) حکیمؒ بن معاویہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری بی بی کا ہمپر کیا حق ہی آپنے فرمایا یہ ہے کہ جب تم کھانا کھاؤ اس کو بھی کھلاؤ اور جب کپڑا پہنو اس کو بھی پہناؤ اور اُسکے منہ پر مت مارو (یعنی قصور پر بھی منہ پر مت مارو اور بے قصور مارنا تو سب جگہ بُرا ہے) اور نہ اس کو بُرا کو سنا دو اور نہ اس سے ملنا جلنا چھوڑو مگر گھر کے اندر اندر رہکر (یعنی روٹھ کر گھر سے باہر مت جاؤ) (ابوداؤد) (۱۱) عبداللہؓ بن زمعہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص اپنی بی بی کو غلام کی سی مار نہ مارے پھر شاید دن کے ختم ہونے پر اس سے ہم بستری کرنے لگے (بخاری و مسلم و ترمذی) ف یعنی پھر کیسی آنکھیں ملیں گی (۱۲) حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں اور میمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت

میں حاضر تھیں اتنے میں ابن ام مکتوم (نابینا) آئے اور یہ واقعہ ہم کو پردہ کا حکم ہونیکے بعد کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں ان سے پردہ میں ہو جاؤ ہم نے عرض کیا وہ نابینا نہیں ہے نہ ہم کو دیکھتا ہے نہ ہمکو پہچانتا ہے آپ نے فرمایا کیا تم بھی نابینا ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھتیں (ترمذی والبوداؤد) ف یہ بھی بی بی کا حق ہے کہ اس کو نامحرم سے ایسا گہرا پردہ کرادے کہ نہ یہ اُس کو دیکھے نہ وہ اُس کو دیکھے اور اس میں بی بی کے دین کی بھی حفاظت ہے کہ بے پردگی کی خرابیوں سے بچی رہے گی اور اس کی دنیا کی بھی حفاظت ہے اسلئے کہ تجربہ ہے کہ کسی سے جس قدر زیادہ خصوصیت ہوتی ہے اسی قدر اس سے زیادہ تعلق ہوتا ہے اور جتنی کوئی چیز عام ہوتی ہے اس سے کم تعلق ہوتا ہے اور پردہ میں یہ خصوصیت ظاہر ہے اسلئے تعلق بھی زیادہ ہوگا اور جتنا تعلق بی بی سے زیادہ ہوگا اتنا ہی اسکا حق زیادہ ادا ہوگا تو پردہ میں بی بی کا دنیا کا نفع بھی زیادہ ہوا۔ آگے خاوند کا حق مذکور ہوتا ہے (۱۳) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو بی بی کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے (ترمذی) ف اس سے کتنا بڑا حق شوہر کا ثابت ہوتا ہے (۱۴) ابن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی جبتک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کریگی (ابن ماجہ) ف یعنی صرف نماز روزہ کر کے یوں نہ سمجھ بیٹھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر دیا وہ حق بھی پورا ادا نہیں ہوا (۱۵) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کی نماز اسکے سر سے آگے نہیں بڑھتی (یعنی قبول نہیں ہوتی) جو اپنے خاوند کی نافرمانی کرے جبتک وہ اس سے باز نہ آجائے (اوسط صغیر طبرانی) یہانتک نکاح کی تاکید اور حقوق کا مضمون ہو چکا البتہ اگر نکاح سے روکنے والا کوئی قوی عذر ہو تو اس حالت میں نہ مرد کے لئے نکاح ضروری رہتا ہے

نہ عورت کے لئے اگلی حدیثوں میں بعضے عذروں کا بیان ہے (۱۹) ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور عرض کیا کہ یہ میری بیٹی نکاح کرنے سے انکار کرتی ہے آپنے اس لڑکی سے فرمایا (نکاح کے بارہ میں) اپنے باپ کا کہنا مان لے اُس نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپکو سچا دین دے کر بھیجا میں نکاح نہ کرونگی جب تک آپ مجھکو یہ نہ بتلادیں کہ خاوند کا حق بی بی کے ذمہ کیا ہے آپنے فرمایا (اس میں بعضے بڑے حقوق کا ذکر ہے) اس نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا میں کبھی نکاح نہ کرونگی آپنے فرمایا عورتوں کا نکاح (جب وہ شرعًا با اختیار ہوں بدون اُن کی اجازت کے کرو) (بزار) ف اس کا عذر یہ تھا کہ اس کو اُمید نہ تھی کہ خاوند کا حق ادا کرسکونگی آپنے اس کو مجبور نہیں فرمایا (۲۰) عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور وہ عورت جسکے رخسارے (محنت مشقت سے) بدرنگ ہوگئے ہوں قیامت کے دن اسطرح ہونگے جیسے بیچ کی اُنگلی اور شہادت کی انگلی یعنی ایسی عورت جو اپنے خاوند سے بیوہ ہوگئی ہو اور شان و شوکت والی اور حسن وجمال والی ہے (جس کے طالب نکاح بہت سے ہوسکتے ہیں مگر) اس نے اپنے کو یتیموں (کی خدمت کیلئے) مقید کردیا یہانتک کہ (سیانے ہوکر) جدا ہوگئے یا مر گئے (ابوداؤد) ف یہ اس صورت میں ہے جب عورت کو یہ اندیشہ ہو کہ دوسرا نکاح کرنے سے بچے برباد ہوجاینگے پہلی حدیث میں پہلے نکاح کا اور دوسری حدیث میں دوسرے نکاح کا عذر ہے یہ عذر عورت کیلئے تھے آگے مردوں کے عذر کا ذکر ہے (۲۱) یحییٰ بن واقد نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک سو اسی سنہ ہو (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پونے دو سو برس کے قریب گذر جاویں جس میں فتنوں کی کثرت ہوگی اور بعضی روایت میں دو سو برس آئے ہیں کما فی عین تخریج العراقی علی احیاء عن ابی یعلی والخطابی سو ایسی کسر کو شمار نہ کرنے سے دونوں کا

ایک ہی مطلب ہوا) ہیں (اس وقت) اپنی امت کے لئے مجرد رہنے کی اور تعلقات چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں میں رہنے کی اجازت دیتا ہوں (رزین) ف اس کا مفصل مطلب آگے آتا ہے (۱۹) ابن مسعود و ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آوے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بی بی اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتھوں ہوگی کہ یہ لوگ اس شخص کو ناداری سے عار دلائیں گے اور ایسی باتوں کی فرمائش کرینگے جس کو یہ اٹھا نہیں سکے گا سو یہ ایسے کاموں میں گھس جاوے گا جس میں اس کا دین جاتا رہیگا پھر یہ برباد ہو جائیگا (عین تخریج مذکور از خطابی و بیہقی) ف حاصل اس عذر کا ظاہر ہے کہ جب دین کے ضرر کا ہوتا اندیشہ ہو اور بعضے آدمی جو کم ہمتی سے نکاح نہیں کرتے اور پرائے ٹکڑوں پر پڑے رہتے ہیں ان کے بارہ میں یہ حدیث آئی ہے (۲۰) عیاض رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ آدمی دوزخی ہیں (ان میں سے) ایک وہ کم ہمت ہے جس کو (دین کی) عقل نہیں جو لوگ تم میں طفیلی بن کر رہتے ہیں نہ اہل و عیال رکھتے ہیں نہ مال رکھتے ہیں (مسلم) اور بیبیوں کی طرح اولاد کے بھی حقوق ہیں جن کا حکم بھی ہے اور ان کے ادا کرنے سے یہ بھی زیادہ امید ہے کہ وہ زیادہ خدمت کریں گے ان میں سے دینی حقوق کا ذکر روح دوم کے ۲۲ و ۱۰ و ۲ میں اور روح سوم ۳ میں ہو چکا ہے اور ان کا دنیوی حق یہ ہے کہ جن چیزوں سے دنیا کا نفع اور آرام ملتا ہے وہ بھی سکھلائے (۲۱) ابن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بیٹوں کو تیرنا اور تیر چلانا سکھلاؤ اور عورت کو کاتنا سکھلاؤ (عین مقاصد از بیہقی) ف ان تین کا نام مثال کے طور پر ہے مراد سب ضرورت کی چیزیں ہیں یہ سب حدیثیں جمع الفوائد سے لی گئیں اور بعض حدیثیں جو دوسری کتابوں سے لی گئیں ان کے نام کیساتھ لفظ عین بڑھا دیا گیا فقط اشرف علی عفی عنہ

رُوح بست و یکم

دنیا سے دل نہ لگانا اور آخرت کی فکر میں رہنا۔ اس سے دین میں پختگی اور دل میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور یہ بات اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ ہمیشہ یوں سوچا کرے کہ دنیا ایک ادنیٰ درجہ کی چیز اور پھر ختم ہونے والی ہے خاص کر اپنی عمر تو بہت ہی جلد گذر جائے گی اور آخرت ایک شاندار چیز اور آنے والی ہے جس میں موت تو بہت ہی جلد آگھڑی ہوگی پھر لگاتار یہ واقعات ہونا شروع ہو جائیں گے قبر کا ثواب عذاب۔ قیامت کا حساب کتاب۔ جنت دوزخ کی جزا و سزا۔ اسی مضمون کی چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے خوشنما معلوم ہوتی ہے (اکثر) لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی مثلاً عورتیں ہیں۔ اور بیٹے ہیں۔ اور لگے ہوئے ڈھیر ہیں سونے اور چاندی کے اور نشان لگے ہوئے گھوڑے ہیں اور دوسرے مواشی ہیں۔ اور زراعت ہے (لیکن) یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگی کی اور انجام کار کی خوبی (کی چیز) تو اللہ ہی کے پاس ہے (جو بعد موت کے کام آوے گی جس کی خبر دینے کا آگے حکم ہے یعنی) آپ (ان لوگوں سے یہ) فرما دیجئے کیا میں تم کو ایسی چیز بتا دوں جو (بدرجہا) بہتر ہو ان (مذکورہ) چیزوں سے (سو سنو) ایسے لوگوں کے لئے جو (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے ہیں اُن کے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں (یعنی بہشت) جن کے پائیں میں نہریں جاری ہیں ان (بہشتوں) میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور (ان کے لئے) ایسی بیبیاں ہیں جو (ہر طرح) صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور (ان کیلئے) خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کیطرف سے (آل عمران) (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ (دنیا میں) تمہارے پاس ہے وہ (ایک روز)

ختم ہو جاوے گا (خواہ زوال سے یا موت سے) اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہے گا (نحل)
(۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمال صالحہ (ہمیشہ
ہمیشہ کو) باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک (یعنی آخرت میں اس دنیا سے) ثواب کے
اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہے اور اُمید کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہے (یعنی اعمال صالحہ
پر جو جو اُمیدیں وابستہ ہوتی ہیں وہ آخرت میں پوری ہوں گی اور اُس سے بھی زیادہ ثواب
ملے گا بخلاف متاع دنیا کے کہ اس سے خود دنیا ہی میں اُمیدیں پوری نہیں ہوتیں اور آخرت میں
تو احتمال ہی نہیں (کہف) (۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم خوب جان لو کہ (آخرت کے مقابلہ میں) دنیوی
حیات (ہرگز قابل اشتغال مقصود نہیں کیونکہ) وہ محض لہو و لعب اور (ایک ظاہری) زینت
اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا (قوت و جمال میں اور دنیوی ہنر و کمال میں) اور اموال و
اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا ہے (آگے دنیا کے زوال کو ایک مثال سے
بیان کر کے فرماتے ہیں) اور آخرت (کی کیفیت یہ ہے کہ اس) میں (کفار کے لئے) عذاب شدید
ہے اور (اہل ایمان کیلئے) خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے (حدید) (۵) فرمایا
اللہ تعالیٰ نے بلکہ تم دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت (دنیا سے بدرجہا) بہتر اور
پائیدار ہے (اعلیٰ) (۶) مستورد بن شداد سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ خدا کی قسم دنیا کی نسبت بمقابلہ آخرت کے صرف ایسی ہے جیسے تم میں
کوئی شخص اپنی اُنگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کتنا پانی لے کر واپس آتی ہے (اس پانی کو جو
نسبت تمام دریا سے ہے وہ نسبت دنیا کو آخرت سے ہے) (مسلم) (۷) حضرت جابرؓ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کن کٹے مرے ہوئے بکری کے بچے پر گذر ہوا آپ نے
فرمایا تم میں کون پسند کرتا ہے کہ یہ (مردہ بچہ) اس کو ایک درہم کے بدلے مل جاوے لوگوں نے عرض کیا

(درہم تو بڑی چیز ہے) ہم تو اس کو بھی پسند نہیں کرتے کہ وہ ہم کو کسی ادنیٰ چیز کے بدلے بھی مل جاوے آپ نے فرمایا قسم اللہ کی دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس قدر یہ تمہارے نزدیک (مسلم) (۸) سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کی برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی پینے کو نہ دیتا (احمد و ترمذی و ابن ماجہ) (۹) ابو موسیٰ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی دنیا سے محبت کریگا وہ اپنی آخرت کا ضرر کریگا اور جو شخص اپنی آخرت سے محبت کرے گا وہ اپنی دنیا کا ضرر کرے گا سو تم باقی رہنے والی چیز کو (یعنی آخرت کو) فانی ہونے والی چیز پر (یعنی دنیا پر) ترجیح دو (احمد و بیہقی) (۱۰) کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے گلے میں چھوڑ دیئے جاویں وہ بھی بکریوں کو اتنا تباہ نہ کریں جتنا انسان کے دین کو مال اور بڑائی کی محبت تباہ کرتی ہے۔ (ترمذی و دارمی) ف یعنی ایسی محبت کہ اس میں دین کے تباہ ہونے کی بھی پروا نہ رہے اور یہ بڑائی چاہنا بھی دنیا کا ایک بڑا حصہ ہے خواہ دینی سرداری جیسے استاد یا پیر یا واعظ بنکر اپنی تعظیم و خدمت چاہتا ہو خواہ دنیوی سرداری ہو جیسے رئیس یا حاکم یا صدر انجمن وغیرہ بنکر اپنی شان و شوکت یا حکومت چاہتا ہو قرآن مجید میں بھی اس کی برائی آئی ہے چنانچہ (۱۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ عالم آخرت ہم ان لوگوں کیلئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ تو (نفس کیلئے) بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد (یعنی گناہ اور ظلم) کرنا چاہتے ہیں (قصص) البتہ اگر بے چاہے اللہ تعالیٰ کسی کو بڑائی دیدے اور وہ اس بڑائی سے دین میں کام لے وہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جیسا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندہ سے قیامت میں فرماوے گا کیا میں نے تجھ کو سرداری نہ دی تھی (مسلم) اس سے بڑائی کا نعمت ہونا ظاہر ہے

اور جیسا موسیٰ علیہ السلام کو وجاہت والا فرمایا (احزاب) اور جیسا عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا و آخرت میں وجاہت والا فرمایا (آل عمران) یہانتک کہ بعض حضرات انبیاء علیہم السلام کو سلطنت تک عطا فرمائی جیسے حضرات داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ تھے (ص وغیرہا) بلکہ دین کی خدمت کیلئے خود سرداری کی خواہش کرنا بھی مضائقہ نہیں جیسے یوسف علیہ السلام نے مصر کے ملکی خزانوں پر با اختیار رہنے کی خود خواہش کی (یوسف) لیکن باوجود نعمت اور جائز ہونے کے پھر بھی اس میں خطرہ ہے چنانچہ (۱۲) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دس آدمیوں پر بھی حکومت رکھتا ہو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں حاضر کیا جائے گا کہ اس کی مشکیں کسی ہونگی یہانتک کہ یا تو اس کا انصاف (جو دنیا میں کیا ہوگا) اسکی مشکیں کھلوا دیگا اور یا بے انصافی (جو اس نے دنیا میں کی ہوگی) اس کو ہلاکت میں ڈالدے گی (دارمی) ف اس کا خطرہ ہونا ظاہر ہے (۱۳) ابن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے پھر اٹھے تو آپ کے بدن مبارک میں چٹائی کا نشان ہوگیا تھا ابن مسعود نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم آپ کیلئے بستر بچھا دیں اور (بستر) بنا دیں آپ نے فرمایا مجھ کو دنیا سے کیا واسطہ میری اور دنیا کی تو ایسی مثال ہے جیسے کوئی سوار (چلتے چلتے) کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کو ٹھہر جاوے پھر اس کو چھوڑ کر آگے) چل دیئے (احمد و ترمذی و ابن ماجہ) (۱۴) حضرت عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ نے فرمایا دنیا اس شخص کا گھر ہے جسکا کوئی گھر نہ ہو اور اس شخص کا مال ہے جس کے پاس کوئی مال نہ ہو اور اس کو (حد ضرورت سے زیادہ) وہ شخص جمع کرتا ہے جس کو عقل نہ ہو (احمد و بیہقی) (۱۵) حضرت حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اپنے خطبہ میں یہ بھی فرماتے تھے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی

جڑ ہے (رزین و بیہقی عن الحسن مرسلا) (۱۶) حضرت جابرؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دنیا ہے جو سفر کرتی ہوئی جارہی ہے اور یہ آخرت ہے جو سفر کرتی ہوئی
آرہی ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کے کچھ فرزند ہیں سو اگر تم یہ کر سکو کہ دنیا کے فرزندوں میں نہ ہو تو ایسا کرو
کیونکہ تم آج دار العمل میں ہو اور یہاں حساب نہیں ہے اور تم کل کو آخرت میں ہوگے اور وہاں عمل نہ ہوگا
(بیہقی) (۱۷) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (جسکا ترجمہ یہ ہے کہ
جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرنا چاہتا ہے اسکا سینہ اسلام کیلئے کھولدیتا ہے پھر آپ نے فرمایا جب نور سینہ میں
داخل ہوتا ہے وہ کشادہ ہو جاتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا اسکی کوئی علامت ہے جس سے اس نور کی پہچان
ہو جاوے آپ نے فرمایا ہاں دیکھو کہ گھر سے (یعنی دنیا سے) کنارہ کشی اور ہمیشہ رہنے کے گھر کیطرف (یعنی آخرت کی
طرف) توجہ ہو جانا اور موت کے لئے اسکے آنیسے پہلے تیار ہو جانا (بیہقی) یہانتک دنیا سے دل ہٹانیکا مضمون تھا
آگے آخرت سے دل لگانے اور اسکے خیال رکھنے کا مضمون ہے (۱۸) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کثرت سے یاد کیا کرو لذتوں کو قطع کرنیوالی چیز کو یعنی موت کو (ترمذی و نسائی و ابن
ماجہ) (۱۹) عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت تحفہ ہے مومن کا (بیہقی)
ف سو تحفہ سے خوش ہونا چاہیے اور اگر کوئی عذاب سے ڈرتا ہو تو اس سے بچنے کی تدبیر کرے یعنی اللہ و رسول کے احکام
کو بجالاوے کوتاہی پر توبہ کرے (۲۰) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں
شانے پکڑے پھر فرمایا دنیا میں اسطرح رہ جیسے گویا تو پردیسی ہے جسکا قیام پردیس میں عارضی ہوتا ہے اسلئے اس سے دل
نہیں لگایا نہ (بلکہ ایسی طرح رہ جیسے گویا تو) راستہ میں چلا جارہا ہے (جسکا بالکل ہی قیام نہیں) اور حضرت ابن
عمرؓ فرمایا کرتے تھے جب شام کا وقت آوے تو صبح کیوقت کا انتظار مت کرو اور جب صبح کا وقت آوے تو شام کیوقت کا
انتظار مت کرو الخ (بخاری) (۲۱) براء بن عازبؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن دنیا سے آخرت کو جانے لگتا ہے تو اسکے پاس سفید چہرہ والے فرشتے آتے ہیں انکے پاس
جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے پھر ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے جان پاک اللہ تعالیٰ
کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل۔ پھر جب اس کو لے لیتے ہیں تو وہ فرشتے انکے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے

اور اسکو اس کفن اور اس خوشبو میں رکھ لیتے ہیں اور اس میں مشک کی سی خوشبو مہکتی ہو اور اسکو لیکر (اوپر) چڑھتے ہیں اور (زمین پر رہنے والے) فرشتوں کی جس جماعت پر گذر ہوتا ہو وہ پوچھتے ہیں یہ پاک روح کون ہو یہ فرشتے اچھے اچھے القاب سے اس کا نام بتلاتے ہیں کہ یہ فلانا فلانیکا بیٹا ہے پھر آسمان دنیا تک اسکو پہنچاتے ہیں اور اس کیلئے دروازہ کھلواتے ہیں اور دروازہ کھولدیا جاتا ہو اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک اُسکے ساتھ جاتے ہیں یہانتک کہ ساتویں آسمان تک اسکو پہنچایا جاتا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے میری بندہ کا اعمالنامہ علیین میں لکھو) اور اسکو (سوال وجواب کے لئے) زمین کی طرف لیجاؤ سو اس کی روح اسکے بدن میں لوٹائی جاتی ہے (مگر اس طرح نہیں جیسے دنیا میں تھی بلکہ اُس عالم کی مناسب جسکی حقیقت دیکھنے سے معلوم ہوگی) پھر اُسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں تیرا رب کون ہو وہ کہتا ہو میرا رب اللہ ہے پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہو وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہو پھر کہتے ہیں یہ کون شخص ہیں جو تم میں بھیجے گئے تھے وہ کہتا ہے وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ایک پکارنے والا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے پکارتا ہو میرے بندہ نے صحیح صحیح جواب دیا اس کیلئے جنت کا فرش کردو اور اسکو جنت کی پوشاک پہنادو اور اسکے لئے جنت کیطرف دروازہ کھولدو سو اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اس کے بعد اسی حدیث میں کافر کا حال بیان کیا گیا جو بالکل اسکی ضد ہو (احمد) ف اسکے بعد یہ واقعات ہونگے
الف صور پھونکا جاویگا ب سب مُردے زندہ ہونگے ج میدان محشر کی بڑی ہولیں ہوں گی۔
د حساب کتاب ہوگا ہ اعمال تولے جائینگے کسی کا حق رہگیا ہوگا اسکو نیکیاں دلائی جائینگی و خوش قسمتوں کو حوض کوثر کا پانی ملیگا ز پلصراط پر چلنا ہوگا ح بعضے گناہوں کی سزا کیلئے جہنم میں عذاب ہوگا ط ایمان والونکی شفاعت ہوگی ی جنتی جنت میں جاویں گے وہاں حق تعالیٰ کا دیدار ہوگا ان سب واقعات کی تفصیل اکثر مسلمانوں کے کان میں بارہا پڑی ہو اور جس نے نہ سنا ہو یا پھر معلوم کرنا چاہے شاہ رفیع الدین صاحب کا قیامت نامہ اردو پڑھ لے۔ ان سب باتوں کو سوچا کریں اگر سوچنے کا زیادہ وقت نہ ملے تو سوتے ہی وقت ذرا اچھی طرح سوچ لیا کرے یہ سب حدیثیں مشکوۃ سے لی گئیں ہیں۔

اشرف علی

رُوح بست و دوم

گناہوں سے بچنا۔ گناہ ایسی چیز ہے کہ اگر اس میں سزا بھی نہ ہوتی تب بھی یہ سوچ کر اس سے بچنا ضروری تھا کہ اس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہو جاتی ہے اگر دنیا میں کوئی اپنے ساتھ احسان کرتا ہو اس کو ناراض کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات تو بندہ کے ساتھ بے شمار ہیں اس کے ناراض کرنے کی کیسے ہمت ہوتی ہے اور اب تو سزا کا بھی ڈر ہے خواہ دنیا میں بھی سزا ہو جاوے یا صرف آخرت میں چنانچہ دنیا میں ایک سزا یہ بھی ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے کہ اس شخص کو دنیا سے رغبت اور آخرت سے وحشت ہو جاتی ہے اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس سے دل کی مضبوطی اور دین کی پختگی جاتی رہتی جیسا روح بست و یکم کے شروع مضمون سے بھی یہ صاف سمجھا جاتا ہے تو اس حالت میں تو گناہ کے پاس پاس بھی نہ پھٹکنا چاہیے خواہ دل کے گناہ ہوں خواہ ہاتھ پاؤں کے خواہ زبان کے پھر خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں خواہ بندوں کے ہوں اور یہ سزا تو سب گناہوں میں مشترک ہے اور بعض بعض گناہوں میں خاص خاص سزائیں بھی آئی ہیں ان سب باتوں کے متعلق حدیثیں لکھی جاتی ہیں (۱) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جب گناہ کرتا ہے اُس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ ہو جاتا ہے پھر اگر توبہ و استغفار کر لیا تو اس کا قلب صاف ہو جاتا ہے اور اگر (گناہ میں) زیادتی کی تو وہ (سیاہ دھبہ) اور زیادہ ہو جاتا ہے سو یہی ہے وہ زنگ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) فرمایا ہے ہرگز ایسا نہیں (جیسا وہ لوگ سمجھتے ہیں) بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال بد کا زنگ بیٹھ گیا ہے (احمد و ترمذی و ابن ماجہ) (۲) حضرت معاذؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

حـ۵ کما فسر بہ فی الحدیث قولہ تعالیٰ من عمل سوءً یجز بہ ۲ منہ حـ۵ دہو مصرح فی الحدیث الآتی ۱۲ منہ حـ۵ قال تعالیٰ وذروا ظاہر الاثم ۱۲ منہ

وسلم نے فرمایا اپنے کو گناہ سے بچانا کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا ہے (احمد) (۳) انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو تمہاری بیماری اور دوا نہ بتلا دوں سُن لو کہ تمہاری بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار ہے (عین ترغیب از بیہقی والاشبہ انہ قول قتادۃ) (۴) انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلوں میں ایک قسم کا زنگ لگجاتا ہے (یعنی گناہوں سے) اور اس کی صفائی استغفار ہے۔ (عین ترغیب از بیہقی) (۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے (عین جزاء الاعمال از مسند احمد غالباً) ف ظاہر میں بھی محروم ہو جاتا تو کبھی ہوتا ہے اور رزق کی برکت سے محروم ہو جانا ہمیشہ ہوتا ہے (۶) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے پانچ چیزیں ہیں میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ ان کو پاؤ جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہوں گے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوں گے جو ان کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی قحط اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ہوں گی اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاوے گا ان سے باران رحمت اگر بہائم بھی نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ ہوتی اور نہیں عہد شکنی کی کسی قسم نے مگر مسلط فرماوے گا اللہ تعالیٰ ان پر اُن کے دشمن کو غیر قوم سے پس بجبر لے لیں گے وہ ان کے اموال کو (عین جزاء الاعمال از ابن ماجہ) (۷) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب کسی قوم میں خیانت ظاہر ہوئی اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب ڈالدیتا ہے اور جو قوم ناحق فیصلہ کرنے لگی ان پر دشمن مسلط کر دیا گیا (مالک) (۸) تو باتوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب زمانہ

آرہا ہے کہ (کفار کی) تمام جماعتیں تمہارے مقابلہ میں ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے کھانے والے اپنے خوان کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں ایک کہنے والے نے عرض کیا اور ہم اس روز (کیا) شمار میں کم ہوں گے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم اس روز بہت ہو گے لیکن تم کوڑا اور ناکارہ) ہو گے جیسے رَو میں کوڑا آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دیگا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈالدیگا ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ یہ کمزوری کیا چیز ہے۔ (یعنی اس کا سبب کیا ہے) آپ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت (ابوداؤد و بیہقی) (۹) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں سے (گناہوں کا) انتقام لینا چاہتا ہے بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں (عین جزاء الاعمال از ابن ابی الدنیا) (۱۰) ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بادشاہوں کا مالک ہوں بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اور جب بندے میری اطاعت کرتے ہیں میں انکی بادشاہوں کے دلوں کو ان پر رحمت اور شفقت کیساتھ پھیر دیتا ہوں اور جب بندے نافرمانی کرتے ہیں میں ان (بادشاہوں) کے دلوں کو غضب اور عقوبت کیساتھ پھیر دیتا ہوں پھر وہ ان کو سخت عذاب کی تکلیف دیتے ہیں (اھ مختصراً) (ابونعیم) (۱۱) وہبؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کیجاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی غضبناک ہوتا ہوں اور لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پشت تک پہنچتا ہے (عین جزاء الاعمال از احمد) ف یہ مطلب نہیں کہ سات پشت پر لعنت ہوتی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے نیک ہونے سے جو اولاد کو برکت ملتی وہ نہ ملے گی (۱۲) وکیعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بے حکمی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والا خود ہجو کرنے لگتا ہے (عین جزاء الاعمال از احمد)

ف ان حدیثوں میں زیادہ تر مطلق گناہ کی خرابیاں مذکور ہیں اب بعض بعض گناہوں کی خاص خاص خرابیاں بھی لکھی جاتی ہیں (ع ۱۳) جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانیوالے (یعنی لینے والے) پر اور اس کے کھلانے والے (یعنی دینے والے) پر اور اسکے لکھنے والے پر اور اس کے گواہ پر اور فرمایا یہ سب برابر ہیں (یعنی بعضی باتوں میں) (مسلم) (ع ۱۴) ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبائر کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص مرجاوے اور اس پر دین (یعنی کسی کا حق مالی) ہو اور اس کے ادا کرنے کے لئے کچھ نہ چھوڑ جاوے (اھ مختصراً احمد وابوداؤد) (ع ۱۵) ابی حرہ رقاشی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو ظلم مت کرنا سنو کسی کا مال حلال نہیں بدون اس کی خوش دلی کے (بیہقی و دارقطنی) ف اس میں جیسے کھلم کھلا کسی کا حق چھین لینا یا مار لینا آگیا جیسے کسی کا قرض یا میراث کا حصہ وغیرہ دبا لینا ایسے ہی جو چندہ دباؤ سے یا شرم و لحاظ سے لیا جاتا ہے وہ بھی آگیا (ع ۱۶) سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (کسی کی) زمین سے بدون حق کے ذرا سی بھی لیلے (احمد کی ایک حدیث میں ایک بالشت آیا ہے) اس کو قیامت کے روز ساتوں زمین میں دھنسایا جاوے گا (بخاری) (ع ۱۷) عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے پر (ابوداؤد و ابن ماجہ و ترمذی) اور ثوبان کی روایت میں یہ بھی زیادہ ہے اور (لعنت فرمائی ہے) اس شخص پر جو ان دونوں کے بیچ میں (معاملہ ٹھہرانے والا) ہو (احمد و بیہقی) ف البتہ جہاں بدون رشوت دیئے ظالم کے ظلم سے نہ بچ سکے وہاں دینا جائز ہے مگر لینا وہاں بھی حرام ہے (ع ۱۸) عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور جوئے سے منع فرمایا (الخ ابوداؤد) ف شراب میں سب نشہ کی چیزیں آگئیں اور جوئے میں بیمہ ولاٹری وغیرہ

سب آگئی (۱۹) ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی سب چیزوں سے منع فرمایا ہے جو نشہ لاوے (یعنی عقل میں فتور لاوے) یا جو حواس میں فتور لاوے (ابوداؤد) ف اسمیں افیون بھی آگئی اور بعضے حقے بھی آگئے جنسے دماغ یا ہاتھ پاؤں بیکار ہو جاویں (۲۰) ابو امامہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجکو میرے رب نے حکم دیا ہے باجوں کے مٹانے کا جو ہاتھ سے بجائے جاویں اور جو منہ سے بجائے جاویں الخ (احمد) (۲۱) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) نگاہ کرنا ہے اور دونوں کانوں کا زنا (شہوت سے) باتیں سننا ہے اور زبان کا زنا (شہوت سے) باتیں کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا (شہوت سے کسی کا ہاتھ وغیرہ) پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا (شہوت سے) قدم اٹھا کر جانا ہے اور قلب کا زنا یہ ہے کہ وہ خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے (الخ مسلم) ف اور لڑکوں کے ساتھ ایسی باتیں یا ایسے کام کرنا اس سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے اور اس حدیث کیساتھ اس سے پہلی حدیث کو ملا کر دیکھنا چاہئے کہ ناچ رنگ میں کتنے گناہ جمع ہیں (۲۲) عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں اللہ تعالی کیساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنے (ان کو تکلیف دینا) اور بے خطا جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا (بخاری) (۲۳) حضرت انسؓ سے اس حدیث میں بجائے اسکے جھوٹی گواہی دینا ہے (بخاری و مسلم) (۲۴) ابوہریرہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) یہ چیزیں بھی ہیں کہ یتیم کا مال کھانا اور (جنگجو کافروں کی) جنگ کے وقت (جب شرع کے موافق جنگ ہو) بھاگ جانا اور پارسا ایمان والی بیبیوں کو جنکو (ایسی بری باتوں کی) خبر بھی نہیں تہمت لگانا (بخاری و مسلم) (۲۵) ابوہریرہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) یہ چیزیں بھی زنا کرنا چوری کرنا ڈکیتی کرنا (بخاری و مسلم) (۲۶) عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں جسمیں وہ چاروں ہوں وہ خالص منافق ہوگا اور جسمیں ایک خصلت ہو اسمیں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جبتک اسکو چھوڑ نہ دیگا وہ خصلتیں یہ ہیں جب اسکو امانت دیجاوے (خواہ مال ہو یا کوئی بات ہو) وہ خیانت کرے اور جب بات کہے جھوٹ بولے اور جب عہد کرے اس کو توڑ ڈالے اور جب کسی سے جھگڑے تو گالیاں دینے لگے (بخاری و مسلم) اور ابوہریرہؓ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب وعدہ کرے خلاف کرے (۲۷) صفوان بن عسال سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی حکم ارشاد فرمائے ان میں یہ بھی ہے کہ کسی بے خطا کو کسی حاکم کے پاس مت لیجاؤ کہ وہ اُسکو قتل کرے (یا اسیر کو ئی ظلم کرے) اور جادو مت کرو (الخ ترمذی وابوداؤد ونسائی) اور ان گناہوں پر عذاب کی وعیدیں آئی ہیں۔ حقارت سے کسیکو ہنسنا کسی پر طعن کرنا۔ برے لقب سے پکارنا۔ بدگمانی کرنا کسیکا عیب تلاش کرنا غیبت کرنا۔ بلاوجہ برا بھلا کہنا۔ چغلی کھانا دورویہ ہونا یعنی اسکے منہ پر ایسا اُس کے منہ پر ویسا۔ تہمت لگانا دھوکہ دینا۔ عار دلانا کسی کے نقصان میں خوش ہونا تکبر وفخر کرنا ظلم کرنا۔ ضرورت کیوقت باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا کسی کے مال کا نقصان کرنا کسی کی آبرو پر صدمہ پہنچانا۔ چھوٹوں پر رحم نہ کرنا۔ بڑوں کی عزت نہ کرنا بھوکوں ننگوں کی حیثیت کیموافق خدمت نکرنا کسی دنیوی رنج سے بولنا چھوڑ دینا۔ جاندار کی تصویر بنانا زمین پر مورو ثی کا دعویٰ کرنا۔ ہٹے کٹے کو بھیک مانگنا۔ ان امور کے متعلق آیتیں اور حدیثیں روح ہم ونوزدہم میں گذر چکی ہیں۔ داڑھی منڈانا کٹانا کافروں کا یا فاسقوں کا سا لباس پہننا۔ عورتوں کیلئے مردانہ وضع بنانا جیسے مردانہ جوتا پہننا ان کا بیان روح بست وپنجم میں آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور بہت سے گناہ ہیں۔ نمونہ کے طور پر لکھدیئے سب سے بچنا چاہئے اور جو گناہ ہو چکے ہیں اُن سے توبہ کرتا رہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں چنانچہ (۲۸) عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے جیسے اُس کا کوئی گناہ ہی نہ تھا (بیہقی مرفوعاً وشرح السنۃ موقوفاً) البتہ حقوق العباد میں توبہ کی یہ بھی شرط ہے کہ اہل حقوق سے بھی معاف کرائے چنانچہ (۲۹) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ذمہ اُس کے بھائی (مسلمان کا) کوئی حق ہو آبرو کا یا اور کسی چیز کا اس کو آج معاف کرالینا چاہئے اس سے پہلے کہ نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا (بخاری) مراد قیامت کا دن ہے (بقیہ (۳۰) اگر اس کے پاس کوئی نیک عمل ہوا تو بقدر اس کے حق کے اس سے لیلیا جاوے گا اور صاحب حق کو دیدیا جاویگا) اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو دوسرے گناہ لیکر اس پر لاد دیئے جاویں گے (عین جمع الفوائد از مسلم ترمذی) یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی ہیں اور بعضی حدیث جو دوسری کتاب کی ہے وہاں لفظ عین لکھدیا ہے۔

اشرف علی عفی عنہ

روح بست و سوم ۲۳

صبر کرنا اور شکر کرنا۔ انسان کو جو حالتیں پیش آتی ہیں خواہ اختیاری ہوں خواہ غیر اختیاری وہ دو طرح کی ہوتی ہیں یا تو طبیعت کے موافق ہوتی ہیں ایسی حالت کو دل سے خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھنا اور اس پر خوش ہونا اور اپنی حیثیت سے اس کو زیادہ سمجھنا اور زبان سے خدا تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اس نعمت کا گناہوں میں استعمال نہ کرنا یہ شکر ہے اور یا وہ حالتیں طبیعت کے موافق نہیں ہوتیں۔ بلکہ نفس کو ان سے گرانی اور ناگواری ہوتی ہے ایسی کو یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں میری کوئی مصلحت رکھی ہے اور شکایت نہ کرنا اور اگر وہ کوئی حکم ہے تو اس پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اگر وہ کوئی مصیبت ہے تو مضبوطی سے اس کی سہار کرنا اور پریشان نہ ہونا یہ صبر ہے اور چونکہ صبر زیادہ مشکل ہے اس لئے اس کا بیان شکر سے پہلے بھی کرتا ہوں اور زیادہ بھی کرتا ہوں اول اس کے کثرت سے پیش آنے والے موقعے بطور مثال کے بتلاتا ہوں پھر اسکے متعلق آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں وہ مثالیں یہ ہیں مثلاً نفس دین کے کاموں سے گھبراتا ہے اور بھاگتا ہے یا گناہ کے کاموں کا تقاضا کرتا ہے خواہ نماز روزہ سے جی چراتا ہے یا حرام آمدنی کو چھوڑنے سے یا کسی کا حق دینے سے ہچکچاتا ہے ایسے وقت ہمت کرکے دین کی کام کو بجالاوے اور گناہ سے رُکے اگرچہ دونوں جگہ کسی قدر تکلیف ہی ہو کیونکہ بہت جلدی اس تکلیف سے زیادہ آرام اور مزہ دیکھے گا اور مثلاً اس پر کوئی مصیبت پڑ گئی خواہ فقر و فاقہ کی خواہ بیماری کی خواہ کسی کے مرنے کی خواہ کسی دشمن کے ستانے کی خواہ مال کے نقصان ہوجانے کی ایسے وقت میں مصیبت کی مصلحتوں کو یاد کرے اور سب سے بڑی مصلحت ثواب ہے جس کا مصیبت پر وعدہ کیا گیا ہے اور اس مصیبت کا بلا ضرورت اظہار نہ کرے اور دل میں ہر وقت اس کا سوچ بچار نہ کرے اس سے ایک

ایک خاص سکون پیدا ہو جاتا ہے البتہ اگر اس مصیبت کی کوئی تدبیر ہو جیسے حلال مال کا حاصل کرنا یا بیماری کا علاج کرنا یا کسی صاحب قدرت سے مدد لینا یا شریعت سے تحقیق کر کے بدلا لے لینا یا دعا کرنا اس کا کچھ مضائقہ نہیں اور مثلاً دین کے کام میں کوئی ظالم روک ٹوک کرے یا دین کو ذلیل کرے وہاں جان کو جان نہ سمجھے مگر قانون عقلی اور قانون شرعی کیخلاف نہ کرے یہ صبر کی ضروری مثالیں ہیں آگے آیتیں اور حدیثیں ہیں (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (اگر تم کو حب مال وجاہ کے غلبہ سے ایمان لانا دشواری ہو تو) تم مدد لو صبر اور نماز سے (بقرہ) ف یہاں صبر کی صورت شہوات خلاف شرع کا ترک کرنا ہے (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ہم تمہارا امتحان کرینگے کسی قدر خوف سے (جو دشمنوں کے ہجوم یا حوادث کے نزول سے پیش آوے) اور کسی قدر فقر وفاقہ سے اور کسی قدر مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے (مثلاً مواشی مر گئے یا کوئی آدمی مر گیا یا بیمار ہو گیا یا پھل اور کھیتی کی پیداوار تلف ہو گئی) اور آپ (ان موقعوں میں) صبر کرنے والوں کو بشارت سنا دیجئے الخ (بقرہ) (۳) (پہلی امتوں کے مخلصین کے باب میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو نہ ہمت ہاری انھوں نے اُن مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور نہ اُن (کے قلب یا بدن) کا زور گھٹا اور نہ وہ (دشمن کے سامنے) دبے (کہ ان سے عاجزی اور خوشامد کی باتیں کرنے لگے ہوں) اور اللہ تعالیٰ کو ایسے صابرین (یعنی مستقل مزاجوں سے) محبت ہے (جو دین کے کام میں ایسے ثابت رہیں (آل عمران) (۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ (احکام دین پر) صابر (ثابت قدم) رہیں ہم ان کے اچھے کاموں کے عوض میں اُن کا اجر اُن کو ضرور دینگے (نحل) (۵) اللہ تعالیٰ نے (ایک طویل آیت میں دوسرے اعمال کیساتھ یہ بھی) فرمایا اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں (پھر اخیر میں فرمایا) ان سب کیلئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے (احزاب) ف اس میں سب قسمیں صبر کی آگئیں صبر طاعات پر اور صبر معاصی سے اور صبر مصائب

(۶) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیزیں نہ بتلاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بڑھاتا ہے لوگوں نے عرض کیا ضرور بتلایئے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وضو کا کامل کرنا ناگواری کی حالت میں (کہ کسی وجہ سے وضو کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے مگر پھر ہمت کرتا ہے) اور بہت سے قدم ڈالنا مسجدوں کی طرف (یعنی دور سے آنا یا بار بار آنا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا الخ (مسلم و ترمذی) ف ایسے وقت وضو کرنا صبر کی ایک مثال ہے (۸) ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ مجھکو میرے دلی محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا اگرچہ تیری بوٹیاں کاٹ دیجاویں اور تجھ کو (آگ میں) جلا دیا جاوے الخ (ابن ماجہ) ف ایسے وقت ایمان پر قائم رہنا صبر کی ایک مثال ہے اور کسی ظالم کی زبردستی کیوقت جو ایسی بات یا ایسا کام شرع سے معاف ہو وہ شرک و کفر میں داخل نہیں کیونکہ دل تو ایمان سے بھرا ہے (۸) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ کو ایک لشکر پر سردار بنا کر دریا کے سفر میں بھیجا ان لوگوں نے اسی حالت میں اندھیری رات میں کشتی کا بادبان کھول رکھا تھا۔ اور کشتی چل رہی تھی) اچانک ان کے اوپر کسی پکارنیوالے نے پکارا اے کشتی والو ٹھہرو میں تمکو خدا تعالیٰ کے ایک حکم کی خبر دیتا ہوں جو اُس نے اپنی ذات پر مقرر کر رکھا ہے ابوموسیٰ نے کہا اگر تم کو خبر دینا ہے تو ہم کو خبر دو اس پکارنیوالے نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ بات مقرر کر لی ہے کہ جو شخص گرمی کے دن میں (روزہ رکھکر) اپنے کو پیاسا رکھے گا اللہ تعالیٰ اسکو پیاس کیدن (یعنی قیامت میں جب پیاس کی شدت ہوگی) سیراب فرماویگا (عین ترغیب از بزار) ف یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے (۹) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اس میں اٹکتا ہو اور وہ اس کو مشکل لگتا ہو اس کو دو ثواب ملیں گے (بخاری و مسلم) ف یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے اور یہ پوری حدیث روح سوم

میں گذر چکی ہے (۱۰) حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب میں زیادہ پیارا عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہی ہو (بخاری و مسلم) ف ظاہر ہے کہ اس طرح ہمیشہ نباہنے میں ضرور کسی نہ کسی وقت نفس کو دشواری ہوتی ہے اس لئے یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے (۱۱) ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ گھیری ہوئی ہے (حرام) خواہشوں کیساتھ اور جنت گھیری ہوئی ہے ناگوار چیزوں کے ساتھ (مسلم) ف جو عبادتیں نفس پر دشوار ہیں اور جن گناہوں سے بچنا دشوار ہے اس میں سب آگئے (۱۲) ابوہریرہ رضؓ و ابوسعید رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کو کوئی مصیبت یا کوئی مرض کوئی فکر یا کوئی رنج یا کوئی تکلیف یا کوئی غم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ کانٹا جو چبھ جاوے مگر اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے اس کے گناہ معاف فرماتا ہے (بخاری و مسلم) (۱۳) حضرت عائشہ رضؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں جو طاعون واقع ہونیکے وقت اپنی بستی میں صبر کئے ہوئے ثواب کی نیت کئے ہوئے ٹھہرا رہے اور یہ اعتقاد رکھے کہ وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے (تقدیر میں) لکھدیا ہے مگر ایسے شخص کو شہید کی برابر ثواب ملے گا (بخاری) (اگر یہ مرے نہیں اور اور مرنے میں اور بڑے درجہ کی شہادت ہے (مسلم وغیرہ) ف لیکن گھر بدلنا یا محلہ بدلنا یا اسی بستی کے جنگل میں چلا جانا اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ بیماروں اور مُردوں کے حقوق ادا کر آیا ہے (۱۴) حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے بندہ کو اس کی دو پیاری چیزوں (کی مصیبت) میں مبتلا کردوں (اس سے مراد دو آنکھیں ہیں جیسا راوی نے یہی تفسیر اسی حدیث میں کی ہے یعنی اس کی آنکھیں جاتی رہیں) پھر وہ صبر کرے میں ان دونوں کی عوض میں اس کو جنت دونگا (بخاری) (۱۵) ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے مومن بندہ کے لئے جب کہ میں دنیا میں سے

والوں میں سے اس کے کسی پیارے کی جان لیلوں پھر وہ اس کو ثواب سمجھے (اور صبر کرے تو ایسے شخص کیلئے) میرے پاس جنت کے سوا کوئی بدلا نہیں (بخاری) ف وہ پیارا خواہ اولاد ہو یا بی بی ہو یا شوہر ہو یا اور کوئی رشتہ دار ہو یا دوست ہو (۱۶) ابو موسیٰ اشعری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندہ کا بچہ مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندہ کے بچہ کی جان لیلی وہ کہتے ہیں ہاں پھر فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا وہ کہتے ہیں ہاں پھر فرماتا ہے میرے بندہ نے کیا کہا وہ کہتے ہیں آپ کی حمد و ثنا کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کیلئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو (احمد و ترمذی) (۱۷) ابو الدرداء رضؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن سے اللہ تعالےٰ محبت کرتا ہے اور اُن کی طرف متوجہ ہو کر ہنستا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اور ان کی حالت پر خوش ہوتا ہے (ان تین میں) ایک وہ (بھی) ہے جو اللہ تعالےٰ کے لئے جان دینے کو تیار ہو گیا (جہاں اس کی شرطیں پائی جاویں) پھر خواہ جان جاتی رہی اور خواہ اللہ تعالےٰ نے اس کو غالب کر دیا اور اُس کی طرف سے کافی ہو گیا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میرے اس بندہ کو دیکھو میرے لئے کس طرح اپنی جان کو صابر بنا دیا (اھ مختصراً عین ترغیب از طبرانی) یہ صبر کا بیان ہو چکا۔ اب شکر کا بیان کرتا ہوں اور یہ شکر جس طرح خود اپنی ذات میں بھی ایک عبادت ہے اسی طرح اس میں ایک یہ بھی خاصیت ہے کہ اس سے ایک دوسری عبادت یعنی صبر آسان ہو جاتا ہے عقلی طور سے بھی اور طبعی طور سے بھی عقلی طور سے تو اس طرح کہ جب اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کے سوچنے کی اور اُن پر خوش ہونے کی (جو کہ شکر میں لازم ہے) عادت پختہ ہو جاوے گی

ف حقیقت اس کی شرح مضمون میں لکھی گئی ❊

تو مصیبت وغیرہ کے وقت یہ بھی سوچے گا کہ جس ذات پاک کے اتنے احسانات ہوتے رہتے ہیں اگر اس کی طرف سے کوئی تکلیف بھی پیش آگئی اور وہ بھی ہماری ہی مصلحت اور ثواب کے لئے (جیسا اوپر حدیثوں سے معلوم ہوا) تو اس کو خوشی سے برداشت کرنا چاہئے جیسے دنیا میں اپنے محسنوں کی سختیاں خوشی سے گوارا کرلی جاتی ہیں خاص کر جب بعد میں انعام بھی ملتا ہو اور طبعی طور پر اس طرح کہ نعمتوں کے سوچنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت ہو جائے گی۔ اور جس سے محبت ہوتی ہے اس کی سختی ناگوار نہیں ہوتی جیسا دنیا میں عاشق کو اپنے معشوق کی سختیوں میں خاص لطف آتا ہے آگے اس شکر کے متعلق آیتیں اور حدیث آتی ہیں (۱۸) فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یاد کرو میں تم کو (رحمت سے) یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو (بقرہ) (۱۹) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ہم بہت جلد جزا دیں گے شکر کرنے والوں کو (آل عمران) (۲۰) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر تم (میری نعمتوں کا شکر کروگے میں تم کو زیادہ نعمت دوں گا (خواہ دنیا میں بھی یا آخرت میں تو ضرور) اور اگر تم ناشکری کروگے تو (یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے (ناشکری میں) اس کا احتمال ہے (ابراھیم) (۲۱) ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص کو مل گئیں اسکو دنیا و آخرت کی بھلائیاں مل گئیں دل شکر کرنیوالا اور زبان ذکر کرنیوالی اور بدن جو بلا پر صابر ہو اور بی بی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں اس سے خیانت نہیں کرنا چاہتی ہو بہقی خلاصہ کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہوتی ہو خواہ طبیعت کیموافق خواہ طبیعت کے مخالف اول حالت پر شکر کا حکم ہو دوسری حالت پر صبر کا حکم ہو تو صبر و شکر ہر وقت کرنیکیلئے کام ہو مسلمانو اسکو نہ بھولنا پھر دیکھنا ہر وقت کیسی لذت اور راحت میں رہوگے یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی ہیں اور جو دوسری کتاب سے لی ہے اسپر لفظ عن لکھدیا ہے۔ اشرف علی

رُوح بست و چہارم[۲۴]

مشورہ کے قابل کاموں میں دیانتداری خیر خواہوں سے مشورہ لینا اور آپس میں محبت اور ہمدردی اور اتفاق رکھنا اور معاملات یعنی لین دین وغیرہ میں اور معاشرات یعنی میل جول میں اس کا خیال رکھنا کہ میرے ہاتھ سے کسی کو نقصان یا میری بات سے کسی کو دھوکہ نہ ہو اور اس کا نام صفائی معاملہ ہے اور اس کا خیال رکھنا کہ میرے برتاؤ سے کسی کو نقصان تکلیف یا باطنی تنگی یا پریشانی یا گرانی نہ ہو اور اس کا نام حسن معاشرت ہے یہ تین چیزیں ہوئیں **مشورہ اتفاق۔ صفائی معاملہ و حسن معاشرت** اور یہ تینوں چیزیں مستقل طور پر بھی مقصود ہیں (یعنی ان کا الگ الگ بھی حکم ہے) آگے آنیوالی آیتوں اور حدیثوں سے معلوم ہوگا اور ایک کا دوسرے سے خاص تعلق بھی ہے مثلاً مشورہ پر اُسی وقت بھروسہ ہو سکتا ہے جب مشورہ والوں میں باہم محبت و اتفاق ہو اور محبت و اتفاق اُسی وقت قائم رہ سکتا ہے جب ایک کو دوسرے سے کوئی نقصان یا تکلیف ظاہری یا باطنی نہ پہنچی ہو اسی طرح دوسری طرف سے لو کہ کسی کو تکلیف یا نقصان سے بچانے کا خیال پورے طور سے تب ہی ہو سکتا ہے جب اس سے محبت و ہمدردی ہو اور (اتفاق و محبت کو پوری ترقی اس سے ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کو اپنے مشورہ میں شریک رکھے اس خاص تعلق کی وجہ سے ان تینوں چیزوں کو مثل ایک ہی چیز کے قرار دے کر سب کا ساتھ ہی ذکر کیا جاتا ہے اب ترتیب سے ایک ایک کا بیان کرتا ہوں۔ مشورہ اس میں دنیا کا بھی فائدہ ہے کہ اس سے کاموں میں غلطی کم ہوتی ہے چنانچہ (۱) سہل بن سعد رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اطمینان کے ساتھ کام کرنا اللہ کی طرف سے ہے اور جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہے (ترمذی)

۲۴ آگے آتا ہے کہ ایسے کام کیسے ہیں ۱۲

ف اور ظاہر ہے کہ مشورہ میں جلد بازی کا انسداد ہے اور یہ اُن ہی اُمور میں ہے جس میں دیر کی گنجائش ہے اور دین کا بھی فائدہ ہو کہ شریعت میں اس کی فضیلت آئی ہے چنانچہ (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے (اے پیغمبر) ان (صحابہ) سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب) رائے پختہ کرلیں (خواہ وہ اُن کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو) سو خدا تعالیٰ پر اعتماد کر کے اسی کام کو کر ڈالا کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنیوالوں سے محبت فرماتا ہے (آل عمران) ف خاص خاص باتوں سے مراد وہ امور ہیں جن میں وحی نازل نہ ہوئی اور مہتم بالشان بھی ہوں یعنی معمولی نہ ہوں کیونکہ وحی کے بعد اس کی گنجائش نہیں اور معمولی کاموں میں مشورہ منقول نہیں جیسے دو وقت کا کھانا وغیرہ (۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کی سرگوشیوں میں خیر (یعنی ثواب اور برکت) نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ (خیر) خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں (اور اس تعلیم و ترغیب کی تکمیل و انتظام کیلئے تدبیریں اور مشورہ کرتے ہیں ان کی سرگوشی میں البتہ خیر یعنی ثواب و برکت ہے) (نساء) ف اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اوقات مشورہ خفیۃً ہی مصلحت ہے (۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان (مومنین) کا ہر کام (جو قابل مشورہ ہو جس کا بیان اوپر آچکا ہے) آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے (شوریٰ) ف مشورہ پر مومنین کی مدح فرمانا مشورہ کی مدح کی صاف دلیل ہے (۵) انس رضؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ بدر میں جانے کے متعلق صحابہ سے مشورہ فرمایا الخ (عین مسلم) (۶) میمون بن مہران سے روایت ہے کہ (کسی مقدمہ میں جب ابوبکرؓ کو قرآن و حدیث میں حکم نہ ملتا تو) بڑے لوگوں کو اور نیک لوگوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیتے جب ان کی رائے متفق ہو جاتی تو اُس کے موافق فیصلہ فرماتے (عین حکمت بالغہ عن ازالۃ الخفاء عن الدارمی) ف رائے کا متفق ہونا عمل کی شرط نہیں (لعزمہ علیٰ قتال

ک ۵ اشارۃ الیٰ کونہ للاہم للعہد ۱۲ ع ۶ یدل علیہ الاطلاق ۱۲

مانعی الزکوٰۃ مع اختلاف الجماعۃ) (۷) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے اہل مشورہ علماء ہوتے تھے خواہ بڑی عمر کے ہوں یا جوان ہوں (یعنی بخاری) ف اخیر کی تین حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا معمول تھا مشورہ لینے کا۔ (۸) جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے مشورہ لینا چاہئے تو اس کو مشورہ دینا چاہئے (یعنی ابن ماجہ) اب مشورہ کے کچھ آداب ذکر کئے جاتے ہیں (۹) کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو (اکثر) کسی دوسرے واقعہ کا پردہ فرماتے الخ (بخاری) ف اس سے معلوم ہوا کہ جس مشورہ کا ظاہر کرنا مضر ہو اس کو ظاہر نہ کرنا چاہئے (۱۰) جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجلسیں امانت کیساتھ ہیں (یعنی کسی مجلس میں کسی معاملہ کے متعلق کچھ باتیں ہوں ان کو باہر ذکر کرنا نہ چاہئے اس میں مشورہ کی مجلس بھی آگئی) مگر تین مجلسیں الخ (ابوداؤد) ف اُن تین مجلسوں کا حاصل یہ ہے کہ کسی کی جان یا مال یا آبرو لینے کا مشورہ یا تذکرہ ہو اس کو چھپانا جائز نہیں اور جب خاص آدمی کے ضرر کے شبہ میں ظاہر کرنا گناہ ہے تو جس کے ظاہر کرنے میں عام مسلمانوں کا ضرر ہو اس کا ظاہر کرنا تو اور زیادہ گناہ ہوگا چنانچہ (۱۱) حاطب بن ابی بلتعہ نے بدنیتی سے نہیں بلکہ غلط فہمی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسا ہی راز کفار مکہ کو پہنچا دیا تھا اس پر سورہ ممتحنہ کی شروع کی آیتوں میں تنبیہ کی گئی (یعنی درمنثور از کتب حدیث) بلکہ جس معاملہ کا بھی تعلق عام مسلمانوں سے ہو اگرچہ اس کے ظاہر کرنے میں کوئی نقصان بھی معلوم نہ ہوتا ہو تب بھی بجز ان لوگوں کے جو عقل اور شرع کے موافق اس معاملہ کو ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں عام لوگوں کو اس کا ظاہر کرنا نہ چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے نقصان کی طرف اس شخص کی نگاہ نہ پہنچی ہو چنانچہ (۱۲) فرمایا اللہ تعالےٰ نے اور جب ان لوگوں کو کسی امر (جدید) کی خبر پہنچتی ہے خواہ (وہ امر موجب)

امن ہو یا (موجب) خوف تو اس (خبر) کو (فوراً) مشہور کر دیتے ہیں (اس میں ایسی اخبار اور ایسے جلسے بھی آگئے حالانکہ کبھی وہ غلط ہوتی ہے کبھی اس کا مشہور کرنا خلاف مصلحت ہوتا ہے) اور اگر (بجائے خود مشہور کرنے کے) یہ لوگ اس (خبر) کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے) کے اوپر اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں (یعنی اکابر صحابہ ان کی رائے) کے اوپر حوالہ رکھتے (اور خود کچھ دخل نہ دیتے) تو اسکو وہ حضرات پہچان لیتے جو ان میں تحقیق کر لیا کرتے ہیں (پھر جیسا یہ حضرات عملدرآمد کرتے ویسا ہی ان خبر اڑانے والوں کو کرنا چاہیئے تھا (نساء) ف اور اس آیت سے اکثر اخباروں کا خلاف حدود ہونا معلوم ہو گیا البتہ جو اخبار حدود کے اندر ہو اس کا مفید ہونا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے یعنی (ح ۱۳) ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے حالات کی تلاش رکھتے تھے اور (خاص) لوگوں سے پوچھتے رہتے کہ (عام) لوگوں میں کیا واقعات (ہو رہے) ہیں (عین شمائل ترمذی) **اتفاق** (ح ۱۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو (یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کو اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو اور باہم نا اتفاقی مت کرو (آل عمران) (ح ۱۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان (مسلمانوں) کے دلوں میں اتفاق پیدا کر دیا (انفال) ف احسان کے موقع پر ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ اتفاق بڑی نعمت ہے (ح ۱۶) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور (تمام امور میں) اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت (کا لحاظ) کیا کرو (کہ کوئی کام خلاف شرع نہ ہو) اور آپس میں نزاع مت کرو ورنہ (باہمی نا اتفاقی سے) کم ہمت ہو جاؤ گے (کیونکہ قوتیں منتشر ہو جائینگی ایک کو دوسرے پر وثوق نہ ہوگا اور اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے) اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائیگی (مراد اس سے بد رعبی ہے کیونکہ دوسروں کو اس نا اتفاقی کی اطلاع ہونے سے یہ امر لازمی ہے (انفال) ف اس میں نا اتفاقی کی برائی اور اصل جڑ اللہ و رسول کی اطاعت یعنی دین کا ہونا مذکور ہے (ح ۱۷) ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو ایسی چیز کی خبر نہ دوں جو (اپنے بعض آثار کے اعتبار سے) روزہ اور صدقہ (زکوٰۃ) اور نماز کے درجہ سے بھی افضل ہو لوگوں نے عرض کیا ضرور خبر دیجیے آپ نے فرمایا وہ آپس کے تعلقات کو درست رکھنا ہے اور آپس کا بگاڑ (دین کو) مونڈ دینے والی چیز ہے (ابوداؤد و ترمذی) اور جن باتوں سے اتفاق پیدا ہوتا ہے یا اتفاق قائم رہتا ہے یعنی آپس کے حقوق کا خیال رکھنا اور جن سے نااتفاقی ہوتی ہے یعنی آپس کے حقوق میں کوتاہی کرنا ان کا بیان روح نہم میں آچکا ہے **صفائی معاملات و حسن معاشرت** جن لوگوں کو دین کا تھوڑا سا بھی خیال ہو وہ پہلی بات کا یعنی صفائی معاملہ کا تو کچھ خیال کرتے بھی ہیں اور اسکو دین کی بات سمجھتے ہیں اور مسائل نہ جاننے سے کچھ کوتاہی ہو جاوے تو اور بات ہے اسکا آسان علاج یہ ہے کہ میرا رسالہ صفائی معاملات اور پانچواں حصہ بہشتی زیور کا دیکھ لیں یا سن لیں یا جو معاملہ پیش آیا کرے اسکا حکم کسی عالم سے پوچھ لیا کریں اور اگر خود کوئی خیال نہیں کرتا تو دوسرا شخص جسکا حق ہو وہ تقاضا کر کے اس کے کان کھولدیتا ہے اس لئے اسجگہ اس کے لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی لیکن دوسری چیز یعنی حسن معاشرت کا بہت سے دیندار لوگ بھی خیال نہیں کرتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ محض دنیا کا ایک انتظام ہے اس کا دین سے کچھ تعلق نہیں اس لئے اس کی کچھ پروا نہیں کرتے اسکے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں (۱۸) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو تم اپنے (خاص رہنے کے) گھروں کے سوا (جنمیں کسی دوسرے کے ہونیکا احتمال ہی نہیں جیسے اپنا کمرہ) دوسرے گھروں میں (جنمیں دوسرے لوگ رہتے ہوں خواہ مرد خواہ عورتیں خواہ محرم خواہ غیر محرم) داخل مت ہو جبتک کے (ان سے) اجازت حاصل نہ کرلو آگے فرمایا) اور اگر (اجازت لینے کیوقت) تم سے یہ کہدیا جاوے کہ (اسوقت) لوٹ جاؤ تو تم لوٹ آیا کرو (اور یہی لوٹ آنیکا بخاری و مسلم کی حدیث میں حکم ہے جب تین بار پوچھنے پر اجازت نہ ملے (سورہ نور) ف یہ مسئلہ اجازت چاہنے کا زنانہ اور مردانہ سب گھروں کیلئے ہے اور اسمیں تین حکمتیں ہیں ایک یہ کہ گھر والے کی کسی ناجائز موقع پر نظر نہ جا پڑے دوسرے یہ کہ کسی ایسی حالت کی خبر نہ ہو جاوے جسکی خبر ہونا اسکو ناگوار ہو تیسرے یہ کہ بعض اوقات دل پر گرانی ہوتی ہے خواہ آرام میں خلل پڑنیسے خواہ کسی کام میں حرج ہونیسے خواہ ملنے ہی کو

جی نہیں چاہتا (۱۹) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے (یعنی صدر مجلس کہدے) کہ مجلس میں جگہ کھولدو (جس میں آنیوالے کو بھی جگہ ملجائے تو تم جگہ کھول دیا کرو (اور آنیوالیکو جگہ دیدیا کرو) اللہ تعالیٰ تم کو (جنت میں) کھلی جگہ دیگا اور جب (کسی ضرورت سے) یہ کہا جائے کہ (مجلس سے) اٹھ کھڑے ہوا کرو خواہ خلوت کی ضرورت سے اٹھائے اور خواہ دوسری جگہ بیٹھنے کیلئے اٹھائے) مجادلہ (۲۰) حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری باری کی رات میں (اول) بستر پر لیٹ گئے پھر اتنا ہی توقف فرمایا کہ آپ نے یہ سمجھا کہ میں سوگئی سو اپنا چادرہ آہستہ سے لیا اور نعل مبارک آہستہ سے پہنے اور دروازہ آہستہ سے کھولا اور باہر تشریف لے گئے پھر دروازہ آہستہ سے بند کر دیا (بقیع میں تشریف لیگئے) اور (واپسی پر اسکی وجہ میں یہ) فرمایا کہ میں یہ سمجھا کہ تم سوگئیں اور میں نے تمہارا جگانا پسند نہیں کیا اور مجھ کو اندیشہ ہوا کہ (تم جاگ کر اکیلی) گھبراؤ گی الخ (عین مسلم) ف حدیث میں صاف مذکور ہے کہ آپ نے سب کام اس لئے آہستہ کئے کہ حضرت عائشہ رضؓ کو تکلیف نہ ہو خواہ جاگنے کی بھی خواہ صرف گھبرانے کی (۲۱) حضرت مقداد رضؓ سے ایک لانبی حدیث میں روایت ہے کہ ہم تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے اور آپ ہی کے یہاں مقیم تھے بعد عشا آکر لیٹ رہتے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دیر میں تشریف لاتے تو چونکہ مہمانوں کے سونے جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا اس لئے سلام تو فرماتے کہ شاید جاگتے ہوں مگر ایسا آہستہ فرماتے کہ اگر جاگتے ہوں تو سُن لیں اور اگر سوتے ہوں آنکھ نہ کھلے (عین مسلم بحاصلہ) حسن معاشرت کا مضمون اس جگہ مختصر لکھدیا اس کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے رسالہ آداب المعاشرت اور دسواں حصہ بہشتی زیور کا شروع سے ہنر اور پیشوں کے بیان تک ضرور دیکھ لیں یا سُن لیں اور یہ سب حدیثیں مشکوۃ سے لی گئی ہیں مگر جو دوسری کتابوں سے لی ہیں ان میں لفظ عین لکھدیا ہے۔

کتبہ اشرف علی

روحِ بست و پنجم[۲۵]

امتیاز قومی (یعنی اپنا لباس اپنی وضع اپنی بول چال اپنا برتاؤ وغیرہ غیر مذہب والوں سے الگ رکھنا) دوسری قوموں کی وضع و عادت بلا ضرورت اختیار کرنے کو شریعت نے منع کیا ہے پھر ان میں بعضی چیزیں تو ایسی ہیں کہ اگر دوسری قوموں سے ان کی خصوصیت نہ بھی رہے تب بھی گناہ رہیں گے جیسے داڑھی منڈانا یا حد سے باہر کترانا یا ٹخنوں سے اونچا پائجامہ یا جانگیہ پہننا ہر حال میں ناجائز ہے اور اگر اس کے ساتھ شرعی وضع کو حقیر سمجھے یا اس کی برائی کرے تو پھر گناہ سے گذر کر کفر ہو جاوے گا اور بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ اگر دوسری قوموں سے ان کی خصوصیت نہ رہے تو گناہ نہ رہیں گی اور خصوصیت نہ رہنے کی پہچان یہ ہے کہ ان چیزوں کو دیکھنے سے عام لوگوں کے ذہن میں یہ کھٹک نہ ہو کہ یہ وضع تو فلانے لوگوں کی ہے جیسے انگرکھا یا اچکن پہننا مگر جب تک یہ خصوصیت ہے اس وقت تک منع کیا جاویگا جیسے ہمارے ملک میں کوٹ پتلون پہننا یا گرگابی پہننا یا دھوتی باندھنا یا عورتوں کو لہنگا پہننا پھر ایسی چیزوں میں جو چیزیں دوسری قوموں کی محض قومی وضع ہیں جیسے کوٹ پتلون وغیرہ یا قومی وضع کی طرح ان کی عام عادت ہے جیسے میز کرسی پر یا چھری کانٹے سے کھانا اس کی اختیار کرنے سے تو صرف گناہ ہی ہوگا کہیں کم کہیں زیادہ اور جو چیزیں دوسری قوموں کی مذہبی وضع ہیں ان کا اختیار کرنا کفر ہوگا جیسے صلیب لٹکا لینا یا سر پر چوٹی رکھ لینا یا جنیو باندھ لینا یا ماتھے پر قشقہ لگانا یا جے پکارنا وغیرہ اور جو چیزیں دوسری قوموں کی نہ قومی وضع ہیں نہ مذہبی وضع ہیں گو ان کی ایجاد ہوں

---

۲۵ ویلقب بلسان الشرع بمسئلۃ التشبہ ۱۲ ع ۵ فالتشبہ حکمۃ للنہی عنہا لا علۃ ۱۲

اور عام ضرورت کی چیزیں ہیں جیسے دیا سلائی یا گھڑی یا کوئی حلال دوا یا مختلف سواریاں یا ضرورت کے بعضے نئے آلات جیسے ٹیلی گراف یا ٹیلیفون یا نئے ہتھیار یا نئی ورزشیں جن کا بدل ہماری قوم میں نہ ہو ان کا برتنا جائز ہے نہ کہ گانے بجانے کی چیزیں جیسے گراموفون یا ہارمونیم وغیرہ مگر ان جائز چیزوں کی تفصیل اپنی عقل سے نہ کریں بلکہ علماء سے پوچھ لیں اور مسلمانوں میں جو فاسق یا بدعتی ہیں خواہ وہ بدعتی دین کے رنگ میں ہوں خواہ دنیا کے رنگ میں ہوں ان کی وضع اختیار کرنا بھی گناہ ہے گو کافروں کی وضع سے کم سہی بلکہ مرد کو عورت کی وضع اور عورت کو مرد کی وضع بنانا گناہ ہے پھر ان سب ناجائز وضعوں میں اگر پوری وضع بنائی زیادہ گناہ ہوگا اگر ادھوری بنائی اس سے کم ہوگا۔ اور اس سے یہ بھی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ یہ مسئلہ جس طرح شرعی ہے اسی طرح عقلی بھی ہے۔ کیونکہ مرد کے لئے زنانہ وضع بنانے کو ہر شخص عقل سے بھی برا سمجھتا ہے حالانکہ دونوں مسلمان اور صالح ہیں تو جہاں مسلمان اور کافر کا فرق ہو یا صالح و فاسق کا فرق ہو وہاں کافر یا فاسق کی وضع بنانے کو کس کی عقل اجازت دے سکتی ہے۔ اب کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور شیطان نے یوں کہا کہ میں ان کو (اور بھی) تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کرینگے (جیسے داڑھی منڈانا بدن گودنا وغیرہ) (نسائی) ف بعضی تبدیلی تو صورت بگاڑنا ہے اور حرام ہے جیسی اوپر مثالیں لکھی گئیں اور بعضی تبدیلی صورت کا سنوارنا ہے اور واجب ہے جیسے لبیں ترشوانا ناخن ترشوانا بغل اور زیر ناف کے بال لینا اور بعضی تبدیلی جائز ہے جیسے مرد کو سر کے بال منڈا دینا یا کٹا دینا یا مٹھی سے زیادہ داڑھی کٹا دینا اور اس کا فیصلہ شریعت سے ہوتا ہے نہ کہ رواج سے کیونکہ اول تو رواج کا درجہ شریعت کے برابر نہیں دوسرے ہر جگہ کا رواج مختلف پھر وہ ہر زمانہ میں بدلتا بھی رہتا ہے (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ظالموں (یعنی نافرمانوں) کی طرف (باعتبار دوستی یا شرکت اعمال و احوال کے) مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جاوے الخ (ہود)

ف یہ یقینی بات ہے کہ اپنی وضع اور طریقہ چھوڑ کر دوسرے کی وضع اور طریقہ خوشی سے تب ہی اختیار کرتا ہے جب اس کی طرف دل جھکے اور نافرمانوں کی طرف جھکنے پر دوزخ کی وعیدؔ فرمائی ہے اس سے صاف ثابت ہوا کہ ایسی وضع اور طریقہ اختیار کرنا گناہ ہے (۳) عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر دو کپڑے کسم کے رنگے ہوئے دیکھے فرمایا یہ کفار کے کپڑوں میں سے ہیں ان کو مت پہنو (مسلم) ف ایسا کپڑا مرد کے لئے خود بھی حرام ہے مگر آپ نے ایک وجہ یہ بھی فرمائی معلوم ہوا کہ اس وجہ میں بھی اثر ہے پس یہ وجہ جہاں بھی پا جائیگی یہی حکم ہوگا۔ (۴) رکانہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹوپیوں کے اوپر عماموں کا ہونا فرق ہے ہمارے اور مشرکین کے درمیان (ترمذی) ف مرقاۃ میں ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ہم عمامہ ٹوپیوں کے اوپر باندھتے ہیں اور مشرکین صرف عمامہ باندھتے ہیں ا ھ (۵) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (وضع وغیرہ میں) کسی قوم کی شباہت اختیار کرے وہ ان ہی میں ہے (احمد و ابوداؤد) ف یعنی اگر کفار فساق کی وضع بناوے گا وہ گناہ میں ان کا شریک ہوگا (۶) ابی ریحانہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں سے منع فرمایا ان میں ایک یہ بھی ہے یعنی) اور اس سے بھی کہ کوئی شخص اپنے کپڑوں کے نیچے حریر لگاوے مثل عجمیوں کے یا اپنے شانوں پر حریر لگاوے مثل عجمیوں کے الخ (ابوداؤد و نسائی) ف اس میں بھی وہی تقریر ہے جو ۳ میں گذری (۷) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے اُن مردوں پر جو عورتوں کی شباہت بناتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی شباہت بناتی ہیں (بخاری) (۸) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورت کی وضع کا لباس پہنے اور اس عورت پر بھی جو

---

۵ فمسئلۃ التشبہ ثابتہ بالقرآن ایضاً ۱۲

مرد کی وضع کا لباس پہنے (ابوداؤد) (۹) ابن ابی ملیکہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے کہا گیا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتہ پہنتی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے (ابوداؤد) ف آج کل عورتوں میں اس کا بہت رواج ہو گیا اور بعضی تو انگریزی جوتہ پہنتی ہیں جس سے دو گناہ ہوتے ہیں ایک مردوں کی وضع کا دوسرا غیر قوم کی وضع کا (۱۰) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت کرے اللہ تعالیٰ بال میں بال ملانیوالی کو اور ملوانیوالی کو (جس سے غرض دھوکہ دینا ہو کہ دیکھنے والوں کو لانبے معلوم ہوں) اور گودنے والی کو اور گدوانے والی (بخاری و مسلم) ف مردوں کا بھی یہی حکم ہے (۱۱) حجاج بن حسانؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت انسؓ کی خدمت میں گئے (حجاج اس وقت بچے تھے کہتے ہیں کہ) میری بہن مغیرہ نے مجھ سے قصہ بیان کیا کہ تم اس وقت بچے تھے اور تمہارے (سر پر) بالوں کے دو چٹلے یا گچھے تھے حضرت انسؓ نے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی اور فرمایا ان کو منڈوا دو یا کاٹ دو کیونکہ یہ وضع یہود کی ہے (ابوداؤد) (۱۲) عامر بن سعدؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاف رکھو اپنے مکانوں کے سامنے میدانوں کو اور یہود کے مشابہ مت بنو (وہ میلے کچیلے ہوتے تھے) (ترمذی) ف جب گھر سے باہر کے میدانوں کو میلا رکھنا یہود کی مشابہت کے سبب ناجائز ہے تو خود اپنے بدن کے لباس میں مشابہت کیسے جائز ہوگی (۱۳) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جاہل) دیہاتی لوگ مغرب کی نماز کے نام میں تم پر غالب نہ آجاویں اور (یہ) دیہاتی اس کو عشا کہتے تھے (یعنی تم اس کو عشا مت کہو مغرب کہو) اور یہ بھی فرمایا کہ (جاہل) دیہاتی لوگ عشا کی نماز کے نام میں تم پر غالب نہ آجاویں کیونکہ وہ کتاب اللہ میں عشا ہے (اور وہ اس کو عتمہ کہتے تھے) اس لئے کہ عتمہ (یعنی اندھیرے) میں اونٹوں کا دودھ دوہا جاتا تھا

ف اس سے معلوم ہوا کہ بول چال میں بھی بلا ضرورت ان لوگوں کی مشابہت نہ چاہیے جو دین سے واقف نہیں (۱۴) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں عربی کمان تھی آپ نے ایک شخص کو جس کے ہاتھ میں فارس کی کمان تھی آپ نے فرمایا اس کو پھینکو اور (عربی کمان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ) اس کو لو اور جو اس کے مشابہ ہو الخ (ابن ماجہ) ف فارسی کمان کا بدل عربی کمان تھی اس لئے اس کے استعمال سے منع فرمایا معلوم ہوا کہ برتنے کی چیزوں میں بھی غیر قوم کی مشابہت سے بچنا چاہیے جیسے کانسی پیتل کے برتن بعضی جگہ غیر قوموں سے خصوصیت رکھتے ہیں (۱۵) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو عرب کے لہجہ اور آواز میں پڑھو (یعنی صحیح اور بلا تکلف) اور اپنے کو اہل عشق کے لہجہ سے اور دونوں اہل کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) کے لہجہ سے بچاؤ الخ (بیہقی و رزین) ف معلوم ہوا کہ پڑھنے میں بھی غیر قوموں اور بے شرع لوگوں کی مشابہت سے بچنا چاہیے (۱۶) ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے ام سعید دختر ابوجہل کو دیکھا کہ ایک کمان لٹکائے ہوئے تھی اور مردوں کی چال سے چل رہی تھی عبداللہ نے کہا کہ یہ کون ہے میں نے کہا یہ ام سعید دختر ابوجہل ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے ایسا شخص ہم سے الگ ہے جو عورت ہو کر مردوں کی مشابہت کرے یا مرد ہو کر عورتوں کی مشابہت کرے (عین ترغیب از احمد و طبرانی و اسقط المبہم) (۱۷) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہمارے ذبح کئے ہوئے کو کھائے وہ ایسا مسلمان ہے جس کے لئے اللہ کی ذمہ داری ہے اور اس کے رسول کی، سو تم لوگ اللہ کی ذمہ داری میں خیانت مت کرو (یعنی اس کے اسلامی حقوق ضائع

مت کرو) (بخاری) ف اس سے معلوم ہوا کہ کھانے کی جن چیزوں کو مسلمانوں کے ساتھ خاص تعلق ہے ان کا کھانا بھی نماز وغیرہ کی طرح علامت ہے اسلام کی۔ سو بعضے آدمی جو گائے کا گوشت بلا عذر کسی کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں اُس کا ناپسند ہونا اس سے معلوم ہوا (و یؤیدہ شان نزول قولہ تعالےٰ یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ) غرض ہر بات میں اسلامی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے دین کی باتوں میں بھی اور دنیا کی باتوں میں بھی چنانچہ (۸) عبد اللہ بن عمرؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی سب فرقے دوزخ میں جاوینگے بجز ایک ملت کے لوگوں نے عرض کیا اور وہ فرقہ کونسا ہے (جو دوزخ سے نجات پاوے گا) آپ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے اصحاب ہیں (ترمذی) ف طریقہ سے مراد واجب طریقہ ہے جس کے خلاف سے دوزخ کا ڈر ہے اور آپ نے اس طریقہ میں کسی چیز کی تخصیص نہیں فرمائی تو اس میں دین کی باتیں بھی آگئیں اور دنیا کی بھی البتہ کسی چیز کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا طریقہ ہونا اور اس کا واجب ہونا کبھی قول سے معلوم ہوتا ہے۔ کبھی فعل سے کبھی (نص یعنی) صاف عبارت سے کبھی (اجتہاد اور) اشارہ سے جس کو صرف عالم لوگ سمجھ سکتے ہیں عام لوگوں کو ان کے اتباع سے چارہ نہیں اور بدون ان کے اتباع کے غیر عالم لوگوں کا دین بچ نہیں سکتا۔

ختم کلام۔ جس قسم کے اعمال کی فہرست کا دیباچہ میں ذکر ہے ان میں اس وقت جس عمل کو سوچتا ہوں وہ ان پچیس حصوں میں پاتا ہوں اجمالاً یا تفصیلاً اس لئے رسالہ کو ختم کرتا ہوں البتہ اگر ذوقاً کسی کے ذہن میں اور کوئی [illegible] آئے یا ان میں سے کسی حصہ کی تفصیل مصلحت معلوم ہو وہ اس کا ضمیمہ بن سکتا ہے۔

شکر انعام

(۱۹) عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف سے پہونچاتے رہو اگرچہ ایک ہی آیت ہو (بخاری) (۲۰) ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دین کے احکام میں چالیس حدیثیں محفوظ کر کے میری اُمت پر پیش کردے اللہ تعالےٰ اس کو فقیہ کر کے اٹھائے گا اور میں قیامت کے دن اس کا سفارشی اور گواہ ہوں گا (بیہقی) الحمد للہ کہ ان حصوں میں نوے سے زائد آیتوں کی اور غیر مکرر و مرفوع تین سو چالیس سے زائد حدیثوں کی تبلیغ ہوگئی اگر کوئی ان حصوں کو چھپوا کر تقسیم کرے یہ ثواب اس کو بھی ملے گا یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ کی ہیں بجز اُس کے جس میں عین لکھدیا ہے۔

اشرف علی عفی عنہ

تنبیہ

اشرف التصانیف

۱۳۶۷ھ ۔ ۱۹۴۸ء

بترتیب علوم وفنون

یعنی حضرت مجدد الملۃ حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کی تصانیف مفیدہ

قرآن مجید اور اسکی تفسیر

تفسیر بیان القرآن ۵۰؍
تجوید القرآن ۲؍
ادب القرآن ۳؍
تنشیط الطبع ۸؍
وجوہ المثانی ۴؍
سبق الغایات فی نسق الآیات ۱؍
تقدیس القرآن المنیر ۱؍
مسائل السلوک من کلام ملک الملوک کامل ۵؍
قصہ سیدنا یوسف علیہ السلام نایاب
الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم الحنیف ۵؍
تصویر المقطعات ۔ نایاب
التقصیر فی التفسیر ۵؍
رفع الخلاف فی حکم الاوقاف ۴؍
جمال القرآن ۴؍
متشابہات القرآن لتراویح رمضان غیر مطبوعہ

حدیث اور اسکے متعلقات

اعلاء السنن ۔
قیمت جلد اول مع الاستدراک و مقدمہ ۱۲؍
قیمت جلد دوم نایاب
〃 سوم ۲؍
〃 چہارم ۳؍
〃 پنجم ۱؍
〃 ششم ۱؍
〃 ہفتم ۲؍
〃 ہشتم ۲؍
〃 نہم ۱؍
〃 دہم ۳؍
〃 یازدہم ۴؍
حفظ الاربعین ۳؍
الثواب الجلی ۴؍
زاد السعید فی الصلوٰۃ علی النبی الوحید ۴؍
التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف
قیمت حصہ اول ۱؍
〃 دوم ۱؍
〃 سوم ۴؍
〃 چہارم ۲؍
جامع الآثار ۔ نایاب
حقیقۃ الطریقہ من السنۃ الانیقہ ۔ جزو التکشف

فقہ اور فتویٰ یعنی احکام حلال و حرام

بہشتی زیور و بہشتی گوہر
قیمت ۱۲؍
امداد الفتاویٰ
چہارم جزء ۲؍
تحذیر الاخوان عن الربوٰ فی الہندوستان ۴؍
معہ رسائل ذیل
کشف الغشوہ عن وجہ الرشوہ ۔ التقی فی احکام الرقی ۔ الحق الصراح فی تحقیق اجرۃ النکاح ۔
التوزیع عن التوزیع ۔
رافع الضنک عن منافع البنک ۔ مجموعہ یکجا ہے
القول البدیع فی شرائط الجمع ۵؍

تصحیح العلم فی تقبیح الظلم ۱ر
التحقیق الفرید فی تقریب
الصوت البعید ۲ر
تحقیق تعلیم انگریزی ۱ر
صیانۃ المسلمین ۱۲ر
وصل السبب فی فصل النسب
رسالہ غایات النسب ۵ر
الحکم الحقانی فی حزب الآغاخانی
قیمت ۵ر
اغلاط العوام ۲ر
صفائی معاملات ۴ر
حق السماع ۲ر

پردہ نسواں

القول الصواب ۳ر
القاء السکینہ ۴ر
ثبات الستور لنوات الخدور ۶ر

تصوف اور سلوک

التکشف۔ زیر طبع
مسائل السلوک من کلام
ملک الملوک ۵ر
التشرف فی احادیث التصرف
قیمت حصہ اول ۸ر دوم ۸ر
سوم ۸ر چہارم ۱۲ر

امثال الاقوال لافاضل الرجال
قیمت ہر دو حصہ ۱۲ر
کلید مثنوی۔ دفتر اول کامل
۸ر
ایضاً دفتر دوم کامل ۱ر
ایضاً دفتر سوم کامل ۱ر
ایضاً دفتر چہارم کامل ۱ر
〃 دفتر پنجم۔ غیر مطبوعہ
〃 دفتر ششم کامل ۱۲ر
تعلیم الدین مکمل ۱ر
احکام التجلی ۲ر
قصد السبیل الی المولی الجلیل ۴ر
تعلیم الطالب مع شجرہ ۳ر
السنۃ الجلیۃ فی الجشتیۃ العلیۃ ۸ر
تربیت السالک مبوب ۱۶ر
حق السماع۔ ۲ر
خاتمہ بالخیر ۲ر
معارف العوارف۔ نایاب
انوار الحسنین ۱۰ر
امواج طلب۔ زیر طبع۔
الرفیق فی سواء الطریق۔
قیمت حصہ اول ۸ر دوم ۸ر
شمس الفضائل لطمس الرذائل ۱ر
خصوص الکلم فی فصوص الحکم نایاب۔
التنبیہ الطربی فی تنزیہ ابن العربی
۱ر

اصلاح عقائد

اکسیر فی اثبات التقدیر ۱ر
تنویر السراج فی لیلۃ المعراج ۱ر
کثرۃ الازواج لصاحب المعراج ۱ر
الحکم الحقانی فی حزب الآغاخانی ۱ر
الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح ۲ر
الادراک والتوصل فی الاشراک
والتوصل ۱ر
المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ نایاب

نو تعلیم یافتہ لوگوں کی عقائد کی اصلاح

اشرف الجواب سہ حصہ ۱ر
اصلاح الخیال ۶ر
الانتباہات المفیدہ عن
الاشتباہات الجدیدہ ۱۰ر

رد بدعات

حفظ الایمان ۲ر
طریقہ میلاد ۱ر
مجموعہ مواعظ تلبیج الصدور ۶ر
سجادہ نشینی۔ نایاب
حق السماع ۲ر
الادراک والتوصل فی الاشراک
والتوصل ۱ر

اصلاح امت

اصلاح الرسوم ۸ر
اصلاح الخیال ۶ر
اصلاح انقلاب امت ۸ر
اصلاح ترجمہ دہلویہ ۵ر
اصلاح ترجمہ حیرت ۲ر
آداب الاخبار ۱ر
اخبار مع احکام دینی ۱ر
حیوۃ المسلمین ۴ر
وصل السبب فی فصل النسب ۵ر
اغلاط العوام۔ ۲ر

سیر و سوانح

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ۱ر
السنۃ الجلیۃ فی الجشتیۃ العلیۃ ۸ر
انوار الحسنین ۱۰ر
کرامات امدادیہ ۸ر
کمالات امدادیہ ۸ر
مکتوبات امدادیہ ۶ر
امداد المشتاق ۸ر
بیاض یعقوبی ۶ر
ارواح ثلثہ۔ نایاب
یاد یاراں ۴ر
خوان خلیل۔ نایاب
ذکر محمود نایاب

اِمدادُ الفتاویٰ

مُبَوَّب مکمل

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ

کے فتاویٰ جس کا ایک بہت بڑا حصہ استاذ الکل حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہٗ اور قطب عالم ابو حنیفۂ وقت حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کا نظر فرمودہ بھی ہے۔ اس زمانہ کے فتاویٰ میں مستند، مدلل اور علمائے ہند کا معتمد علیہ، ضروریات زمانہ پر گہری نظر، نئے حوادث، جدید معاملات اور آلات جدیدہ سے متعلقہ مباحث میں بے نظیر ہے۔

اس وقت تک اس کی اشاعت گیارہ حصوں میں اس طرح ہوئی تھی کہ چار مستقل جلدیں۔ پانچ تتمے۔ ایک ترجیح الراجح۔ ایک حوادث الفتاویٰ۔ اور آخری زمانہ کے فتاویٰ کچھ ماہوار رسالہ النور میں شائع ہوئے کچھ قلمی رجسٹر میں محفوظ تھے جو بارھواں حصہ ہوتا۔ ان تمام حصوں میں چونکہ تبویب و ترتیب نہیں تھی اس لئے ایک مسئلہ کے متعلق مباحث تمام حصوں میں منتشر اور ایک دوسرے پر موقوف تھے جن سے افادہ آسان نہ تھا۔

اس وقت حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند خلیفۂ خاص حضرت ممدوح نے تمام کتاب کے بارہ حصوں کو محنت شاقہ برداشت کرکے (۱) ابواب فقہیہ پر مرتب کیا۔ (۲) ایک مسئلے کے متعلق جتنے فتاویٰ مختلف جلدوں میں تھے یا ترجیح الراجح میں اُس کی بحث تھی سب کو یکجا کر دیا۔ (۳) ہر مسئلہ کیساتھ طبع قدیم کی جلد اور صفحہ کا حوالہ لکھا۔ (۴) جن مسائل میں متعدد فتاویٰ بظاہر متعارض نظر آئے اور ترجیح الراجح میں بھی اُس پر کلام نہیں اُن کی تطبیق یا ترجیح کیلئے حاشیہ میں توضیح کی گئی ہے (۵) جن مسائل میں کوئی ابہام یا اغلاق تھا اُن پر حواشی لکھکر واضح کیا گیا۔ (۶) ترتیب میں قدیم طرز کے ابواب فقہیہ کے ساتھ اہم مسائل کے لئے جدید عنوانات و فصول بھی قائم کر دیئے۔ (۷) ہر جلد کے فتاویٰ پر ترتیبی نمبر ڈالدیئے۔ (۸) فہرست مضامین نہایت مکمل اور واضح لگائی گئی اس کی دو جلدوں کی بحمد اللہ کتابت بھی ہو چکی ہے کل پانچ یا سات جلدیں ہونگی۔ طباعت کیلئے بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اسلئے یہ صورت اختیار کی گئی ہے کہ پیشگی قیمت کا اعلان کیا جائے۔ مجموعہ جلدوں کی قیمت بعد طبع کے تقریباً تیس (۳۰) روپیہ ہوگی۔ جو حضرات پیشگی قیمت ایک پورے نسخے کی بھیجدینگے اُن سے پچیس (۲۵) روپیہ لیے جاوینگے۔ جو حضرات دس خریداروں کی قیمت پیشگی جمع کرکے بھیجیں گے اُن کو ایک نسخہ کامل مفت نذر کیا جاوے گا۔ اگر پیشگی رقم معتدبہ مقدار میں جمع ہوگئی تو اُمید قوی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ سال بھر کے اندر پوری کتاب طیار ہو جائیگی۔

المعلن

(مولوی) محمد زکی ناظم مکتبہ اشرف العلوم دیوبند ضلع سہارنپور

اشرف السوانح

جلد اول ۸ دوم ۸ سوم ۸ چہارم مسمی

تالیفات اشرفیہ ۸ر

تتمۃ السوانح عا

تہذیب و معاشرت

آداب المعاشرت ۳ر

حقوق الاسلام ار

حقوق العلم ۱۰ر

ارشاد الہائم فی حقوق

البہائم ۲ر

تعدیل حقوق الوالدین نایاب

حیوٰۃ المسلمین ۸ر

ترغیب و ترہیب

جزاء الاعمال ۴ر

علاج القحط والوباء ۲ر

فروع الایمان ۸ر

الاستبصار فی فضائل

الاستغفار ۲ر

اخبار الزلزلہ ار

شوق [illegible]

متفرقات

بوادر النوادر ۱۲

خطبات الاحکام ۸ر

الخطب الماثورہ۔

خورد ۲ر کلاں ۱۲ر

مناجات مقبول ۸ر

الاقتصاد فی التقلید

والاجتہاد ۴ر

الطرائف والظرائف

حصہ اول تا چہارم ۸ر

تنبیہات وصیت ۳ر

تلخیصات عشر ۸ر

اعمال قرآنی ۸ر

زوال السنہ عن

احکام السنہ ۲ر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مواعظ

یعنی مجموعہ خطب ماثورہ

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم اور صحابہ کرام کے

وہ خطبات و مواعظ

جمع کئے گئے ہیں جو نہایت

[illegible]

جوابات میں عوام کو فائدہ

کے لئے نیچے ترجمہ بھی لکھا

گیا ہے قیمت ۱۲ر

ملفوظات و مواعظ

یہ سلسلہ ماشاء اللہ بہت وسیع ہے جس کی تعداد تقریباً پانسو سے زائد ہے لیکن افسوس کہ کاغذ کی نایابی نے اسکے اکثر نمبروں کو نایاب بنا دیا ہے۔ اس وقت صرف مواعظ و ملفوظات درج کئے جاتے ہیں جو آجکل مل سکتے ہیں۔

کمالات اشرفیہ:- مع مفتاح الکمالات حضرت کے مواعظ اور ملفوظات اور بعض تصانیف میں خاص اصلاحی مضامین۔ از حضرت مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادی خلیفہ خاص حضرت قدس سرہٗ۔ ضخامت (۵۱۲ صفحہ) قیمت للعہ

اشرف السنہ:- بزرگان دیوبند و دہلی کے مخصوص حالات و مقالات کا مجموعہ۔ قیمت ۱۲ر

ملفوظات و مخطوطات عہ

القول الجلیل (ملفوظات) ۸ر

فیوض الخالق (ملفوظات) ۸ر

اشعار الحکمۃ: حضرت کے مواعظ سے جمع کئے ہوئے منتخب اشعار۔ قیمت ۶ر

انفاس عیسیٰ جلد دوم ترتیب السالک

اور ملفوظات میں سے سالکین طریق کے لئے چیدہ چیدہ مضامین کا بہترین انتخاب۔ قیمت [illegible]

تنویر الصدور:- ولادت باسعادت اور میلاد کے متعلق مواعظ کا مجموعہ۔ قیمت عا

دعوات عبدیت حصہ [illegible]

سات وعظوں کا مجموعہ ۱۲ر

معرفۃ الحقائق۔ قیمت ار

آداب التبلیغ۔

محاسن الاسلام [illegible]

طریق القلندر ۸ر

العاقلات الغافلات ۲ر

مفتاح الخیر [illegible]

الاحیاء: حضرت کے [illegible] وعظوں کا مجموعہ [illegible]

المعرق والرحیق [illegible]

خیر الارشاد لحقوق [illegible] والآخرۃ۔ مراقبۃ [illegible]

صفحات ۱۴۸ [illegible]

یہ کتابیں دفتر ہٰذا کی دینی و مذہبی تعلیمی و درسی و قرآن مجید ہر قسم ملنے کا پتہ مکتبہ اشرف العلوم [illegible]